جنگ آزادی ۱۸۵۷ء یعنی غدر دہلی کی تاریخ کا

نواں حصہ

بہادر شاہ کا روزنامچہ

بابت ۱۸۴۴ء لغایت ۱۸۴۸ء

جو پہلے دہلی کے آخری سانس کے نام سے شائع ہو چکا ہے

اکتوبر ۱۹۳۵ء میں پانچویں بار

مصور فطرت خواجہ حسن نظامی نے چھپوا کر شائع کیا

طبع پنجم ---------- قیمت ڈیڑھ روپیہ

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے

کہ یہ کتاب نئے نام سے پانچویں بار شائع ہوئی
پہلے چار دفعہ دہلی کا آخری سانس کے نام
شائع ہوئی تھی مگر جب اس کے مضامین اخبار
منادی دہلی میں بہادر شاہ کے روزنامچہ
کے نام سے شائع ہوئے اور تمام ہندوستان میں
مقبول ہوئے تو اس کا نام بدل دیا گیا۔

حسن نظامی دہلی ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۵ عیسوی

هوالکل	یامعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آزادی ہند (غدر) کی تاریخ کا نواں حصہ

دہلی کا آخری سانس عرف

بہادر شاہ کا روزنامچہ

یہ روزنامچہ بمبئی کے احسن الاخبار اور دہلی کے سراج الاخبار فارسی کا اردو ترجمہ ہے جو کئی سال سے کتابی صورت میں شائع ہو رہا ہے اور اسکے کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ اور دسمبر ۱۹۳۲ء سے اخبار منادی دہلی میں بھی مسلسل شائع ہوا تھا۔ اب اسکو نئے نام یعنی بہادر شاہ کے روزنامچہ کے نام سے شائع کیا جاتا ہے۔

اصلاح

ناظرین کی اطلاع کے لئے یہ لکھنا ضروری ہے کہ منادی میں درج کرنے کے وقت میں نے اس کتاب کی گذشتہ غلطیوں کو درست کر دیا اور نئے حواشی بھی لکھے۔ اس لحاظ سے اب اس کتاب کا نام ہی نہیں بدلا بلکہ سیرت و صورت میں بھی تبدیلی ہوتی ہے۔

قلمی روزنامچہ

یہ روزنامچہ نومبر ۱۸۴۴ء سے ۱۰ مارچ ۱۸۴۸ء تک کا ہے مگر اسکے بعد سے ۱۸۵۷ء تک کے حالات معلوم نہ ہو سکے تھے اور کسی جگہ ان سالوں کے روزنامچے

نہ ملتے تھے۔ مگر دہلی کے شاہی خاندان سے سنہ ۱۸۴۹ء اور سنہ ۱۸۵۱ء کا فارسی زبان میں
ایک قلمی روزنامچہ دستیاب ہو گیا ہے جسکا ترجمہ کرایا جا رہا ہے جو اس تاریخ کا بیترہواں
حصّہ ہو گا۔ اور اسی سال کتاب کی صورت میں شائع ہو جائے گا۔

انگریزی ترجمہ

تاریخ غدر کے بارہ حصّے شائع ہو چکے ہیں۔ اور انہیں سے بعض حصوں کے
کئی کئی ہندی اور گجراتی ترجمے بھی شائع ہوئے ہیں۔ مگر انگریزی ترجمہ آجتک کسی حصہ ا
کا شائع نہیں ہوا۔ اسلئے میں نے بہادر شاہ کے روزنامچہ کا انگریزی ترجمہ بھی کرانا شروع
کرا دیا ہے جو ہندوستان میں شائع نہیں کیا جائیگا بلکہ سیاسی مصالح کی بنا پر صرف
یورپ میں شائع ہو گا۔

حسن نظامی

۲۲ اپریل سنہ ۱۹۳۵ء

تیموری سلطنت کے آخری شہنشاہ

بہادر شاہ کا روزنامچہ

اسلامی حکومت کے آخری ایام کی نایاب معلومات

۹ ماہ نومبر ۱۸۴۴ء طلوع آفتاب کے وقت حضرت ظل سبحانی (خلد اللہ ملکہ) ڈیوڑھی خاص سے باہر تشریف لائے۔ امرائے دولت و ارا کین سلطنت کو سلام کا افتخار حاصل ہوا۔ اور حضرت کی رکاب میمنت مآب کے ساتھ ساتھ نورکدہ (دیوان خاص) میں حاضر ہوئے۔ احترام الدولہ حکیم احسن اللہ خاں بہادر نے حضور کی نبض مبارک دیکھی۔ پھر عرضیاں پیش ہوئیں جو حضور نے ان کو خاص دستخط سے مزین فرمایا۔

تاج محمد خاں کے لئے فرمان صادر ہوا کہ چونکہ راجہ دیبی سنگھ ہماری سلطنت کے قدیم متوسلین میں سے ہیں اور مفتی امداد حسین خاں کے والد کے نذر دینے کے حالات اور ان کے تقرری کے واقعات سے بخوبی واقف ہیں اسلئے ان کو اطلاع دیجائے کہ وہ بہت جلد دربار خلافت میں تمام و کمال حالات پیش کریں۔ فوراً اس حکم کی تعمیل کیگئی۔

جہاں پناہ نے مرزا محمد سلطان فتح الملک شاہ بہادر کو اپنے ساتھ لیکر حضور سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ شریف میں حاضر ہونے کا قصد کیا۔ اسوقت دیوان عام سے اور قلعہ معلی کے دروازہ کے انگریزی آتش خانہ سے

اسلامی کی توپیں سر ہوئیں۔ چار گھڑی دن چڑھے حضرت ظلِ سبحانی درگاہ شریف روانہ ہوئے مزار پرانوار پر حاضر ہو کر متوسلین درگاہ کو روپے تقسیم کئے پھر کلام اللہ شریف کے ختم میں شرکت فرمائی۔ اور نیاز میں بھی شریک ہوئے۔

اسد بیگ خاں جو اسباب فراشخانہ (خیمہ وغیرہ) کے گم ہونے کی وجہ سے بارگاہ سلطانی میں معتوب اور قلعۂ معلیٰ کی آمد و رفت سے محروم تھے۔ خدمت عالی میں حاضر ہوئے احترام الدولہ بہادر نے سفارش فرمائی۔ بادشاہ سلامت کی مہربانیوں کا دریا جوش میں آیا اور ان کا قصور معاف کیا گیا۔

حضور پرنور ہوادار تخت پر سوار ہو کر سیر و شکار کرتے ہوئے دہلی میں تشریف لائے افتخار الدولہ احمد علی خاں نے قلعہ کے دروازہ پر نذر پیش کی اور دونوں توپخانوں سے دستور کے موافق سلامی کی توپیں چھوڑی گئیں۔ حضور پرنور قلعۂ معلیٰ میں تشریف لے گئے۔

۳ ماہ دسمبر ۱۸۴۴ء میجر جان کوب اکبر آباد (آگرہ) سے دہلی میں وارد ہوئے مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ نے رفاقت قدیم کے سبب سے مہمانداری اور استقبال کی رسومات کو شان و شوکت کے ساتھ انجام دیا۔ اور نواب ضیاء الدین خاں کے مکان میں جہاں پہلے ہی سے مہمانداری کا انتظام کیا گیا تھا ٹھیرایا۔ دو دن کے بعد میجر صاحب نے ٹامس مٹکاف بہادر اور دیگر اشخاص سے ملاقات فرمائی دہلی میں آپ کی خاطر و مدارات بہت دھوم دہام سے ہوئی۔

یکم ماہ فروری ۱۸۴۵ء ادہر خورشید نے جلوہ گر ہو کر دنیا کو روشن کیا۔ اُدہر فروغ خاندان عالیشان گورگانی حضرت ظلِ سبحانی (خلد اللہ ملکہ) نماز اور وظیفہ سے فارغ ہو کر تسبیح خانہ میں تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ اراکین سلطنت رسومات کورنش و آداب بجالانے کے بعد عقیدت و نیاز مندی کے ساتھ اپنی اپنی جگہ حاضر ہو گئے۔ سید قاسم علی خاں خلف میر قلندر علی خاں کو خلعت پنج پارچہ اور دو رقم جواہر

عطا کیا گیا۔ سید قاسم علی خاں نے نذر پیش کر کے بادشاہ سلامت کی اس عظیم المرتبۃ مہربانی اور بخشش کا شکریہ ادا کیا۔ اہل دربار رخصت ہوئے تو زبدۃ الواصلین قدوۃ السالکین حضرت شاہ غلام نصیر الدین (عرف میاں کالے صاحب) ملاقات کے لئے تشریف لائے معرفت وحقائق کے دفتر کھلے۔ اس مبارک صحبت کے آخر میں علاقہ بخشی گری سے متعلق ہدایت علی خاں کے مقدمہ کے کاغذات پیش کئے گئے۔ بادشاہ سلامت نے احترام الدولہ حکیم احسن اللہ خاں بہادر کو طلب کر کے یہ تمام کام سپرد کر دیا۔

قرۂ باصرۂ دولت۔ مدار المہام امور سلطنت مرزا محمد شاہ رخ بہادر کا عریضہ نظر انور سے گذرا۔ خیر و عافیت کے حالات سے آگاہی ہوئی۔

دہلی میں آج کل ایک مطبع رفاہ عام کے نام سے نہایت شان و شوکت کے ساتھ جاری ہوا ہے۔ کریم الاخبار جسکے مہتمم فضائل مآب مولوی کریم الدین صاحب ہیں اسی مطبع میں چھپتا ہے۔ امید ہے کہ عنقریب یہ مطبع بہت زیادہ رونق اور ترقی حاصل کرے گا۔

۷ ماہ فروری ۱۸۴۵ء آج سخت بارش ہوئی۔ تجارہ کے راجہ بلونت سنگھ نے دنیا سے رحلت کی۔ ان کی عمر تقریباً ۳۵ برس کی تھی۔ ان کے ورثا میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو ان کا جانشین قرار پاسکے کہا جاتا ہے کہ ان کی ریاست اور تمام متروکہ مال و اسباب مہاراجہ الور کے سپرد کیا جائیگا کیونکہ مہاراجہ عرصہ سے اس بات کے خواہشمند تھے۔ ایجنٹ نے بھی مہاراجہ کے موافق ہی فیصلہ کیا ہے۔ تمام ریاست پر عمل دخل کرنے کے لئے راجہ صاحب نے انعام اللہ خاں اور اسفندیار خاں کو پیادوں کی ایک پلٹن اور سواروں کے ایک رسالہ کے ساتھ تجارہ روانہ کر دیا۔ ان اصحاب نے تجارہ پہونچکر صرافوں اور تنخواہ داروں سے ان کی مطلوبہ رقوم کی ادائیگی کا وعدہ کر کے بیس لاکھ روپیہ نقد پر قبضہ کر لیا۔ اسمیں چھ ہزار اشرفیاں بھی شامل ہیں۔ راجہ تجارہ کی ہمشیرہ کو جو قیدخانہ میں تھیں اس جمعیت نے رہا کر دیا۔

آج راجہ گوپال سنگھ بھی جو سکندر آباد میں مقیم تھے اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔ سرکار سے انہیں پانچسو روپیہ ماہوار پنشن ملتی تھی۔

۲۸ ماہ فروری ۱۸۴۵ء } اس زمانہ میں بہت تیز ہوا چلی۔ اور سخت بارش ہوئی۔ تقریباً تین گھنٹہ تک یہی کیفیت رہی۔ ایک میل کے فاصلے پر اولے بھی برسے لیکن ابھی تک کسی نقصان کی خبر موصول نہیں ہوئی۔

۷ مارچ ۱۸۴۵ء } حضرت سراج الدین محمد ابوظفر بہادر شاہ (خلد اللہ ملکہ) حضور پُرنور قطب الاقطاب رضؓ کے درگاہ کی حوالی میں رونق افروز ہوئے۔ غالباً وہاں کے جھرنا اور تالاب پر اور اس کے قرب وجوار کے سبزہ زار میں سیر و شکار کی غرض سے تشریف لیگئے ہیں۔

ماہ جنوری کا زرمقررہ خزانۂ عامرہ میں داخل ہو گیا۔ تنخواہ داروں کو تنخواہ تقسیم کر دیگئی اور پانچ ہزار روپیہ شہزادہ محمد شاہ بہادر کے پاس شکار کی مد میں روانہ کیا گیا جو علاقہ نجیب آباد میں اقامت گزیں ہیں۔

ماہ اپریل ۱۸۴۵ء } بلونت سنگھ جمعدار راجہ اجیت سنگھ (راجہ پٹیالہ کے بھائی) نے جوالا سنگھ جمعدار کی معرفت ٹامس مٹکاف بہادر ریزیڈنٹ دہلی کی خدمت میں ایک خط بھیجا جسمیں لکھا تھا کہ راجہ صاحب کے مختار ناناک چند نے رات کے وقت توشہ خانہ سے بہت سا مال و اسباب چرا لیا۔ ایک رقعہ لارنس صاحب مجسٹریٹ کے نام عنایت کیا جائے جسکے ذریعہ سے ہم ناناک چند کے گھر کی تلاشی لے سکیں۔ ریزیڈنٹ نے فرمایا دربار میں آنا تحقیقات کے بعد حکم صادر کیا جائیگا چنانچہ اسکی تعمیل کیگئی۔ بلونت سنگھ جمعدار لارنس صاحب بہادر مجسٹریٹ کی خدمت میں گئے اور ریزیڈنٹ بہادر کا خط پیش کیا۔ مجسٹریٹ نے خط پڑھکر ایک حکمنامہ شیخ عبدالحق کوتوال شاہ جہاں آباد کے نام لکھا کہ راجہ صاحب کے آدمیوں میں سے دو معتمد آدمیوں کو ساتھ لیکر

تاک چند کے گھر کی تلاشی لیجائے۔ حسب الحکم شیخ عبدالحق نے جو نہایت عقلمند اور معاملہ فہم آدمی ہے گھر کا کونہ کونہ چھان مارا مگر مال مسروقہ میں سے کوئی چیز دستیاب نہیں ہوئی۔

حسین بخش بزاز نے پانچ ہزار کا دعویٰ منشی شیر علی خاں پر حضور کپتان صاحب بہادر جج شاہ جہاں آباد کی عدالت میں دائر کر رکھا تھا۔ اسکا فیصلہ مدعی کے حق میں سنایا گیا۔

جج صاحب بہادر تین مقدموں کا فیصلہ کرنے کے لئے ڈاک پالکی پر سوار ہوکر ہانسی کی طرف روانہ ہونے والے ہیں۔ نرائن داس ساہوکار خلف راجی مل ساہوکار نے لسری کی کوٹھی کو دس ہزار روپیہ میں خرید لیا۔

۱۱ ماہ اپریل ۱۸۴۵ء } نواب گورنر جنرل بہادر کے ایجنٹ کی عرضی حضرت ظل سبحانی خلیفہ رحمانی (خلد اللہ ملکہ) کی نظر سے گذری۔ عرضی کا مضمون یہ تھا کہ حضرت عرش آرامگاہ (انار اللہ برہانہ) کے زمانہ میں شاہی ضروریات میں خرچ کرنے کے لیے جو اضافہ مشاہرہ میں کیا گیا تھا حضور کے ہاں وہ اب مصارف مقررہ کے خلاف خرچ ہونے لگا ہے یہ روپیہ صرف جیب خاص کے واسطے ہے۔ کیونکہ اسمیں سے حضور اُن شہزادوں کے واسطے بھی تو روپیہ مرحمت فرماتے ہیں جن کی کوئی معاش نہیں ہے۔ یا معاش ہے تو گذران کے لائق نہیں ہے۔

ادائے قرض کے معاملہ کی نسبت یہ ہے کہ جب ضرورت ہوگی نواب گورنر جنرل بہادر کی طرف سے ادا کردیا جائیگا اور اسی طرح قلعہ کی مرمت وغیرہ کا انتظام بھی حسب ضرورت ہوجایا کریگا صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس کا نصب العین یہ امر ہے کہ تمام خاندان تیموریہ کے ساتھ اور بالخصوص حضور والا کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ بدرجۂ غایت مراعات و آرام رسانی کا برتاؤ اختیار کیا جائے۔

۱۸ ماہ اپریل ۱۸۴۵ء } حضرت سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی خلد اللہ ملکہ حضور قطب الاقطاب کے مزار

پر انوار پر حاضر ہوتے۔ درگاہ شریف کی زیارت کے بعد نذر و نیاز تقسیم فرمائی معظم الدولہ صاحب کلاں ایجنٹ بہادر کی عرضی پچیس ۲۵ ہزار روپیہ ماہوار کے اضافہ کے متعلق نظر فیض نور سے گزری۔ حضور کی طبیعت مبارک مسرور ہوئی پھر حضور سواری میں تشریف لیگئے۔

معلوم ہوا ہے کہ انگلستان سے اس مضمون کا ایک فرمان سر ہنری ہارڈنگ صاحب گورنر جنرل بہادر کلکتہ کے نام آیا ہے۔ کہ چونکہ حضرت بادشاہ دہلی کو اخراجات کی زیادتی کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے اسلئے اخراجات شاہی کے لئے موازی پچیس ۲۵ ہزار روپیہ ماہوار کا اضافہ مقرر کیا جاتا ہے۔ دوسرے سلاطین کے لئے اضافہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ان کا گذارہ مقررہ تنخواہ سے نہیں ہوتا تو اوقات بسری کیلئے ان کو کہیں ملازمت اختیار کر لینی چاہئے (سلاطین سے مراد شاہی خاندان کے افراد یعنی شہزادے ہیں۔ حسن نظامی)

حضرت بادشاہ سلامت کیلئے مصلحت یہ ہے کہ گورنر جنرل بہادر جب دہلی تشریف لائیں تو اُن سے ملاقات فرمائیں۔ قرض ادا کرنے کے لئے جب ضرورت لاحق ہو تو گورنمنٹ کلکتہ سے استمداد کی جائے۔

نواب گورنر جنرل بہادر نے ایجنٹ دہلی کے نام اور ایجنٹ دہلی نے حضور والا کے نام اس امر کی اطلاع دہی کے لئے ایک مراسلہ بھیجا ہے۔

افواہاً سُنا گیا ہے کہ اضافہ کے بارے میں ابھی چند امور فیصلہ طلب باقی ہیں۔ حضور اقدس کی طرف سے طلبی کا ایک شقہ کنور دیبی سنگھ کے نام جاری ہوا ہے۔

مہاراجہ ہندوراؤ کا خریطہ دہلی شاہجہاں آباد کے ریزیڈنٹ بہادر کی خدمت میں پہنچ گیا۔ اسمیں تحریر تھا کہ راجہ کولاپور کے علاقہ میں میری تین لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر ہے اور راجہ کولاپور اُس پر ناجائز طور پر قابض ہیں۔ پہلے گورنروں نے بھی اُن کو اس بات سے منع کیا تھا مگر وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔ امید ہے کہ آپ کی طرف سے راجہ کولاپور کے نام ایک چٹھی لکھدی جائیگی کہ وہ میری جاگیر میں دست اندازی سے باز آجائیں۔

دہلی کے صرافوں نے درخواست گذاری ہے کہ یہاں ابھی تک لکھنؤ کے سکہ کے روپوں کا لین دین جاری ہے۔ اور کمپنی کے سکہ چہرہ شاہی پر فیصدی ایک روپیہ صرافہ (بٹہ) لیا جاتا ہے۔ حالانکہ کمپنی بہادر کا منشا یہ ہے کہ کمپنی کا روپیہ رواج پذیر ہو۔ شہر کے لوگوں کو عام طور پر اس بات کی شکایت ہے۔ ضروری ہے کہ مناسب انتظام کیا جائے (لکھنؤ کا سکہ اب دہلی میں کہیں نہیں ملتا معلوم نہیں کیسا تھا حسن نظامی)

۲۵ ماہ اپریل ۱۸۴۵ء

۱۵ ربیع الاول شریف۔ بوقت شب۔ صاحب ریزیڈنٹ بہادر کی عرضداشت حضور کی نظر عالی سے گذری۔ جس سے اس بات کا انکشاف ہوا کہ صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس بہادر نے تین لاکھ روپیہ سالانہ پر ۲۵ ہزار روپیہ کا اضافہ فرمایا ہے۔ چند اور خطوط بھی پیش کیے گئے جو کورٹ آف ڈائرکٹرس کے چند ارکین کی طرف سے نواب گورنر جنرل بہادر کے نام حضرت بادشاہ سلامت کی عزت و احترام کے متعلق آئے تھے۔ ان کے ملاحظہ سے حضور کی خاطر اقدس کو مسرت ہوئی۔ اور مراسلہ نگار ارکین کی نسبت کلمات تحسین و آفرین زبان فیض ترجمان پر جاری ہوئے۔

پوشیدہ نہ رہے کہ حضرت محمد اکبر بادشاہ فردوس آرامگاہ کے زمانہ سے اضافہ کا تعین ہو گیا تھا۔ مگر چونکہ گورنمنٹ نے دوسرے شہزادوں میں بطور خود اُنکی تقسیم کا ارادہ ظاہر کیا تھا اسلئے اُسوقت حضرت بادشاہ طاب ثراہ نے اُسے قبول نہ فرمایا تھا۔ اسوقت اضافہ سے یہی غرض ہے کہ جس طرح تین لاکھ روپیہ بادشاہ سلامت اپنے اختیار سے صرف کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ پچیس ہزار روپیہ بھی حضرت اقدس کی رائے کے موافق تقسیم ہوگا۔ پس جو اضافہ پہلے مقرر کیا گیا تھا وہ گویا نہ ہونے کے برابر تھا۔ البتہ اب جو اضافہ ہوا ہے یہ قابل اعتماد ہے اور اسے کورٹ آف ڈائرکٹرس کے ارکین کی دانشمندی اور معاملہ فہمی پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ اگر بادشاہ سلامت کے کارپردازوں کی طرف سے عقلمندی

اور ہوشیاری کا برتاؤ عمل میں آیا تو یقین واثق ہے کہ اضافہ کے حکم کے وقت سے حساب لگا کر آج کی تاریخ تک تمام روپیہ خزانہ شاہی میں داخل کرا یا جائیگا کیونکہ ایسا کرنے میں صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس کے لیئے کوئی حجت و معذرت باقی نہیں ہے۔ (معلوم ہوتا ہے بہادر شاہ کو تین لاکھ روپیہ سالانہ ملتا تھا۔ لاکھ روپیہ مہینہ نہ تھا حسن نظامی)

۹ رماہ مئی ۱۸۴۵ء } جن شہزادہ بہادر (غالباً محمد شاہ رخ بہادر) کا ذکر پہلے روزنامچہ میں کئی دفعہ آچکا ہے آجکل ایجنٹ نواب گورنر جنرل کے مہمان ہیں۔ اگرچہ میزبان کی مرضی نہیں ہے کہ مہمانداری کے مراسم کی ادائیگی میں کوئی اور بھی شرکت کرے۔ مگر یہاں کے رہنے والے انگریزوں کا خیال ہے کہ بہت بڑے پیمانہ پر ضیافت کا انتظام کیا جاتے۔ ۲۲ راپریل کو دہلی میں سخت زلزلہ آیا۔

۲۳ رمئی ۱۸۴۵ء } جب آفتاب نے افق مشرق سے اپنا نورانی چہرہ نکالا۔ بادشاہ سلامت ڈیوڑھی خاص سے باہر جلوہ افروز ہوتے۔ ارکین سلطنت نے آداب وسلام کے مراسم ادب واخلاص کے ساتھ ادا کئے۔ حضور ظل اللہ مرغان صحرائی کے شکار کرنے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ چھ گھڑی دن چڑھے بہت سے پرندوں کو شکار کرکے دولت سرا میں قدم رنجہ فرمایا۔

ضمیر الدولہ نظارت خاں بہادر کا عریضہ پیش ہونے کے بعد ضرورتمندوں کی عرضیاں کپتان کی معرفت پیش کی گئیں جن پر جہاں پناہ نے اپنے دستخط کرکے فیصلے صادر فرمائے۔

شام کے وقت مرزا محمد شاہ رخ بہادر اور حاذق الزمان حکیم احسن اللہ خاں بہادر اور راجہ دیبی سنگھ بہادر نے حضور میں شرف باریابی حاصل کیا اور سلطنت کے انتظامی امور کی نسبت عرض معروض کی۔

۳۰ رمئی ۱۸۴۵ء } ایک علاقہ بند کا لڑکا دریائے جمنا میں نہانے کے واسطے

گیا تھا۔ دریا کی موجوں نے اُسے علائق دنیا سے چھڑا کر عدم آباد میں بھیج دیا۔ ایک دودھ بیچنے والے کی بیوی گھر کے لڑائی جھگڑوں سے تنگ آ کر کنوئیں میں ڈوب گئی۔ اس محلہ کے تھانہ دار نے نعش کو کنوئیں سے نکالا تو دیکھا کہ یہ عورت تین سو روپیہ کا زیور پہنے ہوئے ہے

۶ / ماہ مئی ۱۸۴۵ء } سورج نکلے حضور ظل اللہ (خلد اللہ ملکہ) وظیفہ نماز سے فارغ ہو کر محل معلیٰ میں رونق افروز ہوئے ارکین سلطنت آداب و کورنش بجا لانے کے بعد رخصت ہو گئے۔ احترام الدولہ حکیم احسن اللہ خاں بہادر نے مزاج وہاج کی خیر و عافیت دریافت کی۔

ضمیر الدولہ نظارت خاں بہادر نے عرضی پیش کی کہ ہر چند قنوجی آیا تھا قلعہ معلیٰ کے مکانات دیکھ کر واپس چلا گیا۔

۱۳ / ماہ جون ۱۸۴۵ء } حضرت بادشاہ سلامت حضور قطب صاحبؒ کے مزار پر رونق افروز ہوئے۔ درگاہ کے قریب جو محل بنوایا ہے اسکے حس خانہ کو ملاحظہ فرما کر چھپر بند کے افسر کو ایک جوڑا دوشالہ مرحمت فرمایا۔

ایک درویش مکہ معظمہ جانے والا تھا حضور نے اُسکو بھی مبلغ ؏۲۶ روپیہ مرحمت فرمائے۔ قطب بخش گویئے نے عرض کیا کہ میں الور جانا چاہتا ہوں۔ حکم دیا کہ اسکی تنخواہ ادا کر دی جائے اور ایک ہاتھی اور دو سوار اور ہرکارے اسکے ساتھ جانیکے لئے مقرر کئے گئے۔

راجہ کشن ناتھ کی عرضی حضور اقدس کے شقہ کے جواب میں موصول ہوئی۔ لکھا تھا کہ غلام علی باقیدار ٹھیکہ دار ہتول والا کہیں بھاگ گیا ہے۔ جب ان دیہاتوں سے روپیہ وصول ہو گا۔ بارگاہ سلطانی میں ارسال کر دیا جاوے گا۔

کنور دیبی سنگھ سے ارشاد ہوا کہ جو دیہات متعلقہ سلطانی تمہارے پاس ہیں اُنمیں سے نصف حصہ کو چھوڑ دو۔ اور اپنے قرضہ کے اسّی ہزار روپیہ کا تمسک اسٹامپ کاغذ پر تحریر کر کے بقیہ نصف حصہ کو اپنے قبضہ میں لے لو۔ کنور دیبی سنگھ نے دست بستہ عرض کیا کہ جو ارشاد عالی ہو

بجا ہے بسر و چشم منظور ہے۔

حضرت مرشد زادۂ آفاق مرزا ولی عہد بہادر کی صاحبزادی نواب نور جہاں بیگم سترہ برس کی عمر میں دنیائے فانی کی لذتوں سے کنارہ کش ہو کر جنت کو سدھار گئیں۔

حضور انور نے مبلغ ایک سو روپیہ جنازہ کی تیاری کے لئے اور ۱۳۵ روپیہ قبرستان میں گیہوں وغیرہ تقسیم کرنے کے لئے مرشد زادہ کے گھر بھجوا دیئے۔

جناب مستطاب معظم الدولہ صاحبکلاں بہادر فرزند ارجمند سلطانی یعنی ریذیڈنٹ دہلی دام اقبالہٗ شہر دہلی میں آئے اور حضرت جہاں پناہ کی باریابی سے بہرہ اندوز ہوئے حضرت جہاں پناہ نے مزاج کی خیریت دریافت کرنے کے بعد اضافہ تنخواہ سلاطین (سلاطین ان شہزادوں کو کہتے تھے جو بادشاہ کے بھائیوں اور چچاؤں کی اولاد ہوتے تھے۔ حسن نظامی) کے متعلق دو شقے لکھ کر عنایت فرمائے۔ ایک کا مضمون یہ تھا کہ آں فرزند ارجمند نے اپنی حسن تدبیر سے میرے دل کے رنج کو دور کر دیا۔ جو تھوڑی بہت شکایت باقی ہے وہ بھی بہت جلد جاتی رہیگی۔ دوسرے شقہ میں تحریر فرمایا تھا کہ ۹ لاکھ روپیہ کی قرضداری ہے۔ اسکی ادائگی کے لئے صدر دفتر میں رپورٹ کی جائے۔ صاحبکلاں بہادر نے عرض کیا ان دونوں شقوں کا ترجمہ انگریزی زبان میں ہونا چاہیئے

مرزا ولیعہد بہادر کا رقعہ پیش ہوا کہ جملدار خاں کا باغ تخت شاہی کے متعلق ہے اور حضور والا کا ارادہ اُسے منتقل فرمانے کا ہے۔ اسمیں تو سراسر میری حق تلفی کی صورت ہے۔ استفسار حقیقت کے لئے یہ عریضہ ارسال ہے۔

پرگنہ کوٹ قاسم کے دیہات کی زمینداری کا نقشہ ملاحظہ کی غرض سے پیش کیا گیا جہاں پناہ بہت مسرور ہوئے اور اقدام و اکرام بخشا۔

وکیل میر حامد علی خاں نے موکل کا خط تحصیل مواضع اسود وغیرہ متعلقہ والا کے کاغذات کے ساتھ حضور کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ خط کا مضمون یہ تھا کہ اس نیازمند

کا دو لاکھ تین ہزار روپیہ حضور کے کام میں خرچ ہوا ہے۔ حساب کی نقل بغرض ملاحظہ عالی حاضر ہے۔

یعقوب علی خاں فرخ نگر والے نے حضور لفٹننٹ گورنر بہادر آگرہ کی خدمت میں ایک خط لکھا تھا کہ مجھے خطاب پدری سے سرفراز فرمایا جائے۔ اسکے جواب میں اطلاع آئی کہ صدر دفتر سے تمہارے لئے نوابی کا لقب اور بہادری کا خطاب منظور ہو کر آگیا ہے۔ تم کو صدر دفتر میں اس بات کا شکریہ لکھکر روانہ کر دینا چاہیئے۔

پچھلی رات سے دو گھڑی دن تک خوب بارش ہوئی۔ بجلی بھی چمکی۔ یہاں کا موسم آج کل بہت گرم ہے۔ حالانکہ آج ۲۷ مئی ہے جو بارش کا مہینہ نہیں ہے۔

۲۰ ماہ جون ۱۸۴۵ء بابری خاندان کے شہزادوں کی اس مضمون کی عرضی حضور کے ملاحظہ میں (بادشاہ سلامت کے بھائی میرزا بابر کی اولاد۔ حسن نظامی) پیش ہوئی۔ کہ ہمیں قلعہ چھوڑنے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ بہت مصیبت افزا ہے۔ ہمیں یہ بھی علم نہیں کہ کس خطا کے بدلہ یہ سزا دی جاتی ہے۔ ہم اضافہ تنخواہ کا بھی مطالبہ نہیں کرتے۔ حضور والا ازراہ مرحمت خسروانہ اس حکم کو منسوخ فرمائیں۔ جواب دوبارہ حکم ہوا۔ کہ قلعہ خالی کر دو اور شہر میں کسی جگہ عمارت بنا کر سکونت اختیار کرو۔

(میرزا بابر کی اولاد طرح طرح کی شرارتیں کرتی رہتی تھی۔ حسن نظامی)

کوتوال شہر نے ۱۶ آدمیوں کو قمار بازی کے جرم میں گرفتار کر کے حاکم کے سامنے پیش کیا۔ ۹ آدمیوں کو چھ مہینہ کی قید اور پچاس روپیہ جرمانہ اور پانچ آدمیوں کو تین مہینہ کی قید اور ۲۵ روپیہ جرمانہ۔ اور دو آدمیوں کو ایک مہینہ کی قید اور چار روپیہ جرمانہ کی سزا کا حکم سنایا گیا۔ اور جرمانہ ادا نہ کر سکنے کی صورت میں حکم ہوا کہ ایسے لوگوں کے پیروں میں بیڑیاں ڈالکر سڑکوں کی تعمیر و درستی کا کام لیا جائے۔

۱۴ ربجمادی الاول جمعرات۔ بوقت عصر۔ اس شدت کا مینہ برسا اور ایسی سخت

آندھی آئی - کہ تمام شہر تیرہ و تار ہوگیا - اور چونکہ یہاں مکانات عموماً کھپریل اور پھونس کے بنے ہوئے ہیں - اسلئے انکو بہت زیادہ نقصان پہنچا - چھتیں اُڑ گئیں - دیواریں گر پڑیں - غریبوں کے لئے رہنے کا ٹھکانا نہ رہا - بہت سے درخت جڑوں سے اُکھڑ گئے - جو جانور جنگلوں میں چر رہے تھے ہوا کی تیزی سے اڑ کر قلعہ کی خندق میں گر پڑے اور مر گئے - سُنا گیا ہے کہ شدت ہوا کے باعث ایک عورت اڑ کر کنوئیں میں جا پڑی - جمعہ کے دن بھی اسی طرح خاک و باد کا شدید طوفان آیا تھا مگر مینھ کے برسنے کی وجہ سے گرد و غبار دب گیا آندھی کا زور شور جاتا رہا - پھر بھی کڑک اور چمک دل کے ہلا دینے کے لئے کافی تھی - (بادشاہ سلامت کے عہد میں دلی شہر میں صرف امرا کے مکانات پختہ تھے - عوام کے گھر عموماً سب خس پوش اور کھپریل کے تھے - یہ سب ترقی جو آجکل ہے انگریزی عہد کی ہے - حسن نظامی)

خبر آئی ہے کہ علی گڑھ کے جنگل میں آبادی سے نصف کوس کے فاصلہ پر ایک جگہ بجلی گری گرمی بہت تیز پڑ رہی تھی - مینھ برسا تو کچھ ٹھنڈک ہوگئی اور اُن امراض میں کمی واقع ہونے لگی جو گرمی کی شدت کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں -

شاہجہاں بادشاہ کے زمانہ میں دہلی کے اندر جو نہر جاری ہوئی تھی اب ضعف سلطنت کی وجہ سے اکثر جگہ اسکے پانی کی آمد و رفت مسدود ہو گئی تھی - لہذا اسکے شکستہ مقامات کی مرمت ہو رہی ہے - چاندنی چوک اور کابلی دروازہ کی نہر میں پانی جاری ہوگیا ہے - اجمیری دروازہ اور حوض قاضی کی طرف نہر بند تھی - آجکل اسکو صاف کرایا جارہا ہے - نہر جاری ہو جانے سے خلقت کو پانی کا بہت آرام ہو جائیگا -

شیخ عبدالحق کوتوال شہر نے مالی واڑہ میں ایک گرہ کٹ کے گھر سے بہت سے قمار بازوں کو گرفتار کر کے عدالت سے سزا دلائی - اور جو فرار ہو گئے تھے اُنکے نام گرفتاری کے وارنٹ جاری کرائے -

اس سال پچھلے برسوں کی طرح آگ لگنے کے واقعات بھی نہایت کمی کے ساتھ

ظہور پذیر ہوتے۔ شدت گرما کی وجہ سے صرف تین محلوں میں آگ لگنے کے ناگوار واقعات پیش آئے لیکن آگ بہت جلدی بجھا دی گئی۔ اب حکم ہو گیا ہے کہ پھونس کے مکانات نہ بنائے جائیں اور لوگ پھونس کے چھپر ترک کرتے جاتے ہیں اسواسطے آگ کی وارداتیں کم ہوتی چلی ہیں۔

۴ ماہ جولائی ۱۸۴۵ء دہلی میں آجکل سخت گرمی پڑ رہی ہے۔ آدمی اس طرح بھُن رہے ہیں جیسے بھاڑ میں چنے۔ شروع جمادی الاول میں کچھ کچھ بارش ہو گئی تھی جسکی وجہ سے گرمی کا اثر کسی قدر کم ہو گیا تھا اور لوگوں کی جان میں جان آئی تھی۔ اب پھر وہی کیفیت ہے۔ لوگ گرمی کی وجہ سے اضطراب و اضطرار کی حالت میں ہیں۔

جمنا میں سخت طوفان آیا۔ پُل بھی ٹوٹ گیا۔ خلائق کو آنے جانے کی تکلیف ہو گئی چار کشتیاں بہ گئیں۔ فالیز کی کھیتی تمام برباد ہو گئی۔ پانی نے کھیتی کا نشان تک باقی نہیں چھوڑا۔ ابھی تک پل کی مرمت نہیں کی گئی۔ مسافر اور کاروباری آدمیوں کو بڑی تکلیف ہے شاہدرہ میں آدمیوں کی ایک جماعت بیکار اور معطل پڑی ہوئی ہے۔

آج کل دہلی میں بنارس کی طرف کا ایک برہمن آیا ہوا ہے جسکا دعوٰی ہے کہ میں استخراج مجہولات (چھپے ہوئے امور معلوم کرنے کا ایک قاعدہ) کے ذریعہ سے چھپے ہوئے خزانے اور دفینے کا حال بتا سکتا ہوں۔ مرزا عاشور بیگ صاحب کو جب برہمن کے اس کمال کی خبر ہوئی تو انہوں نے بلا کر کہا۔ میں نے اپنے بزرگوں سے سُنا ہے کہ ہمارے اس مکان میں دفینہ ہے لیکن یہ نہیں معلوم کس جگہ ہے۔ اگر تم خزانہ کا ٹھیک پتہ بتا سکو اور وہاں سے کچھ نکل بھی آئے تو میں تم کو اسمیں سے کچھ حصہ دونگا۔ برہمن نے کہا میں نشان بتاؤنگا اگر روپیہ نکل آئے تو آدھا تمہارا آدھا ہمارا۔ حاصل کلام اسی شرط پر معاملہ طے ہو گیا۔ برہمن نے حساب لگایا۔ اور ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا۔ کھدائی شروع ہو گئی۔ برہمن اپنی طرف سے ایک آدمی کو نگرانی کے لئے چھوڑ کر

خود چلا گیا۔ چند گز زمین کھودی گئی ہو گی کہ بارہ ہزار روپیہ اور ایک ہزار اشرفی نکلی۔ مرزا عاشور بیگ نے جب یہ رقم دیکھی تو اپنے اقرار سے پھر گئے۔ دل میں کہا اپنے بزرگوں کی جمع کی ہوئی دولت کو جو انہوں نے اپنی اولاد کے اڑے تھڑے وقت کے لئے رکھی تھی۔ اس طرح آسانی کے ساتھ دوسرے کے حوالہ کر دینا بیوقوفی کی نشانی ہے۔ کوئی ایسی تدبیر سوچنی چاہئے کہ ہماری دولت کا آدھا حصہ بیکار نہ جائے۔ اور حلال روپیہ حرام صورت میں برہمن کے صرف میں نہ آئے بہت غور و فکر کے بعد یہ بات سمجھ میں آئی کہ برہمن کے مقرر کئے ہوئے آدمی کو کسی طرح اپنی طرف کر لینا چاہئے تاکہ اصل حقیقت کا کسی کو علم نہو اور تھوڑے سے خرچ میں کام بن جائے۔ چنانچہ برہمن کے گماشتہ سے آٹھ سو روپیہ رشوت پر یہ معاملہ طے ہو گیا کہ برہمن سے یہ ظاہر کیا جائے کہ صرف دو ہزار روپیہ نکلا ہے۔ اسپر مرزا صاحب اور گماشتہ میں قسما قسمی بھی ہو گئی۔ چنانچہ اس قرارداد کے موافق ایک ہزار روپیہ گماشتہ کے ذریعہ سے برہمن کے پاس بھیجدیا گیا۔ کچھ عرصہ تک اس واقعہ کی کانوں کان کسی کو خبر نہ ہوئی۔ مگر بعد میں راز کھل گیا۔ اور برہمن کو اصل واقعات کا علم ہو گیا اور اس نے اپنے گماشتہ کی رشوت ستانی اور مرزا عاشور بیگ کی وعدہ خلافی کا حال اخبار کریم الاخبار کے مہتمم صاحب سے بیان کیا اور استدعا کی کہ اسے شائع کر دیا جائے۔ مہتمم صاحب نے یہ حالات اپنے اخبار میں درج کر دیے۔

ہمارے نزدیک یہ حکایت صداقت سے خالی ہے اور محض ایک نادر حکایت ہی ہے کیونکہ استخراج مجہولات قاعدہ کے ذریعہ سے نامعلوم اشیاء کے اعداد و حساب کی پوری کیفیت معلوم ہو جاتی ہے۔ یہ نہیں کہ یہ تو معلوم کر لیا کہ خزانہ مدفون ہے اور یہ نہ معلوم کیا اسکی تعداد کیا ہے۔ یہ بات اس فن کے جاننے والوں میں سے ہر ایک پر ظاہر ہے۔ غالباً اس برہمن نے رمل یا نجوم کے ذریعہ سے خزانہ کا پتہ چلا لیا ہو گا اور تعداد کا حال معلوم کرنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔ میرزا عاشور بیگ نواب سرورجنگ۔

۱۱ ماہ جولائی ۱۸۴۵ء کے علی پور کے زمینداروں نے چار سو روپے اللہ کچھ

زیور کے لالچ کی وجہ سے ایک شخص کو جان سے مار ڈالا اور اسکے مال کو چھین لیا سنا ہے مار ڈالنے کے بعد لاش ٹکڑے ٹکڑے کر دی گئی۔ مقتول کی لاش مجسٹریٹ کے ملاحظہ کیلئے دہلی لائی گئی ہے۔ دیکھئے کیا حکم صادر ہوتا ہے۔

۱۰ ماہ جولائی ۱۸۴۵ء دن نکلے حضور جہاں پناہ نماز اور اوراد سے فارغ ہو کر آرام کے خیال سے محل معلیٰ میں رونق افروز ہوئے۔ کچھ دیر کے بعد پھر برآمد ہوتے۔ زور آور چند بہادر اور رائے گیندا مل اور دوسرے اہل کاروں نے شرف نیاز حاصل کر کے عرض کیا کہ ابھی تک تنخواہ تقسیم نہیں ہوئی کیونکہ خزانہ میں تین ہزار ایک سو روپیہ کی کمی ہے۔ رائے صاحب گیندا مل کے نام فرمان واجب الاذعان صادر ہوا کہ جسطرح ممکن ہو سکے تنخواہ داروں کی تنخواہ تقسیم کر دی جائے اور مبلغ چھ سو روپیہ جو تمہاری طرف نکلتے ہیں۔ انہیں بھی تقسیم کرنے کیلئے اس رقم میں شامل کیا جائے۔

بادشاہ سلامت شام کے وقت باہر تشریف لائے۔ احترام الدولہ بہادر سعادت ملازمت سے خائض ہوئے۔ حضور والا نے قرۃ باصرۂ خلافت مدار المہام سلطنت مرزا محمد شاہرخ بہادر کے مکان پر نزول اجلال فرمایا۔ صاحب عالم بہادر نے احترام و اعزاز کے ساتھ استقبال کیا۔ اور خسروانہ عنایتوں کے مستحق ہوئے۔ تھوڑی دیر عرض معروض میں گذری۔ مراجعت (واپسی) کے وقت جوالا سنگھ حاضر ہوئے اور تین عرضیاں معظم الدولہ بہادر کی حضور میں گذاریں۔ ایک ٹھیکہ دار کے متعلق تھی جسمیں شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سے تعارف کرایا گیا تھا۔ دوسری چٹھی پانچ ہزار چھتر روپیہ کی ہنڈوی مرسلہ اسد علی خاں مستاجر باغ صاحب آباد وغیرہ کی بابت تھی۔ تیسری اس بارے میں تھی کہ اس قدیمی عقیدت شعار نے ایک خط راجہ سوہن لال کے نام لکھا ہے اسمیں استفسار کیا گیا ہے کہ پانچ دن پہلے ایجنٹ بہادر سے ملاقات کرنے اور انکے ساتھ صلح و صفائی کی گفتگو پیش آنے کا جو حال صاحب عالم بہادر پر ظاہر کیا گیا ہے صحیح نہیں ہے۔ تعجب ہے کہ واقع کے خلاف اس قسم

کی جھوٹی باتوں کو کیوں مشہور کر دیا گیا۔ دربار شاہی کے اہلکاروں کی یہ تمام افترا پردازیاں محض اس وجہ سے ہیں کہ اس خاکسار کو شرف حضوری حاصل کرنے کا بہت کم موقعہ ملتا ہے اور جن لوگوں نے یہ مشہور کیا ہے ان کے دلوں میں دشمنی کی آگ بھڑک رہی ہے۔

یہ تینوں عرضیاں حضور اقدس کے ملاحظہ کیلئے پیش ہوئیں تو حضور والا نے حکیم احسن اللہ خاں بہادر سے فرمایا۔ کہ ان عرضیوں کو حرفاً حرفاً ہمیں پڑھ کر سناؤ۔ ارشاد کی تعمیل کی گئی پہلی عرضی کے جواب میں فرمایا۔ بہت اچھا کیا۔ ایسا ہی کرنا چاہیئے تھا۔ دوسری کے جواب میں زبان گوہر ترجمان سے ارشاد ہوا کہ اسد علی خاں کی طرف سے کوئی معتبر آدمی ضمانت دے تو مضائقہ نہیں ہے۔ ایسا ضامن میسر آئے تو اسد علی خاں کی بد معاملگی کی وجہ سے ہم اپنے مواضع کو نہیں چھوڑ سکتے۔ تیسری عرضی کے متعلق فرمایا کہ راجہ سوہن لال فرزند ارجمند معظم الدولہ بہادر کے دربار کا ایک نامدار امیر ہے۔ وہ جب مقربین کے زمرہ میں شامل ہو جائیگا تو سلطنت کے جمیع امور درست اور اصلاح پذیر ہو جائینگے۔ غالباً اس نے عہدۂ مختاری کی ہوس میں یہ فضول باتیں اور فریب سازی کی کارروائیاں کی ہیں۔

دربار خاص ختم ہوا اور بادشاہ سلامت محل معلی میں تشریف لیگئے۔ آخر ماہ جون تک دہلی میں بارش کا نشان بھی نہ تھا۔ گرم و تیز ہوائیں چل رہی تھیں۔ آندھیوں کے ایسے جھکڑ چلتے تھے کہ زمین سے آسمان تک خاک ہی خاک نظر آتی تھی۔ لوگوں کو سخت بے چینی تھی کہ اللہ نے کرم فرمایا۔ تھوڑا بہت مینہ برسا۔ گرمی کم ہوئی۔ گرد و غبار دب گیا۔ حضور ظل اللہ حوالی درگاہ حضور قطب الاقطاب رح میں حاضر ہوئے۔ جون کا مہینہ ختم ہوا۔ قطب صاحب میں دو دن تک خوب بارش ہوئی۔ شہر اور پاس کے مقامات میں بھی مطلع ابر آلود رہا۔ کبھی کبھی ترشح بھی ہو جاتا تھا۔ حضور والا کی طبیعت آب و ہوا کی عمدگی کی وجہ سے نہایت مسرور و محظوظ ہوئی۔

درگاہ شاہ بو علی قلندر رح واقع پانی پت کے خدام نے تبرک پیش کیا۔ حضور والا نے دس روپے نذر دیئے۔ جن فقیروں نے حضرت خواجہ شہنشاہ اولیائے ہند معین الدین چشتی رح کے

عرس شریف کی یادگار کے طور پر ڈیوڑھی خاص پر خواجہ کا جھنڈا لگایا تھا۔ بادشاہ سلامت نے
اُن کو ایک سو روپیہ نقد اور نقرئی چراغ درگاہ میں نذر کے لئے مرحمت فرمایا۔ اور کھانے کے خوان
لگا کر بھیجے۔ اور زرِ نقد دستور کے موافق حضرت قطب صاحبؒ کی چھڑیوں کیلئے بھی تقسیم فرمایا۔

میراں شاہ درویش کو جو مکہ معظمہ کی زیارت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ بادشاہ سلامت
نے ۲۵ روپیہ عطا فرمائے۔

آغا حیدر ناظر کی عرضی قلعہ مبارک سے آئی۔ کہ بادشاہی کشتی جو طغیانی کی وجہ سے پانی میں
بہ گئی تھی آگرہ (اکبرآباد) میں مل گئی ہے۔ مرزا مکھو بہادر سلاطین سے منزلہ مکان بنوا رہے ہیں
مکان کی بلندی کی وجہ سے مرشد زادۂ آفاق مرزا ولی عہد بہادر کے گھر کی بے پردگی ہوتی ہے
ایک شقہ حضور والا کی طرف سے مرزا مکھو بہادر کے نام روانہ کیا گیا۔ کہ اس قدر بلند مکان بنایا جائے
جس سے آس پاس کے رہنے والوں کے گھروں کی بے پردگی ہو۔ ایک شقہ معظم الدولہ بہادر کے
نام جاری کیا گیا کہ اضافہ وظیفہ شاہی کے تقرر کی رپورٹ کی تاریخ کی روانگی سے اطلاع دیجائے۔

۲۵ ماہ جولائی ۱۸۴۵ء حضرت سراج الدین محمد ابو ظفر بہادر شاہ دہلی خلد اللہ سلطنتہ، حضرت قطب الاقطابؓ کے
مزار کرامت آثار پر رونق افروز ہوئے۔ حضور غریب نواز خواجہ اجمیر کی مہندی روانگی کے لئے
تیار تھی۔ بادشاہ سلامت نے مبلغ ایک سو روپیہ مرزا بہادر بخش کو مہندی کے لئے مرحمت کئے
اور ساتھ جانے کا حکم دیا اور ایک دو چوبہ دو عدد دو تشت فراشوں اور سائبانوں کے ساتھ مہندی
کے ہمراہ روانہ کر دیئے۔ اور خود اولیا مسجد تک مہندی کی مشایعت کے لئے تشریف لائے۔
پھر اسکو رخصت کر کے مراجعت فرمائی (مہندی اُس قافلہ کو کہتے تھے جو پیدل اجمیر شریف
کے عرس میں جاتا تھا۔ حسن نظامی) چند خواجہ سراؤں نے سفر حج کا ارادہ ظاہر کیا۔ بادشاہ
سلامت نے ہر ایک کو خرچ راہ کے لئے سو سو روپے عطا فرمائے۔

آج یہاں ظہر کے وقت سے لیکر غروب آفتاب تک سخت بارش ہوئی اور رات بھر بادل

گھرا رہا۔ کبھی کبھی کچھ ترشح بھی ہو جاتا تھا۔ یوں سمجھنا چاہئے کہ برسات شروع ہو گئی۔

مطبع رفاہ عام سے مشاعرہ کا اعلان کیا گیا تھا چنانچہ ۸ ۲ ر ماہ جمادی الثانی کو محفل ارباب کمال و مجلس صاحب اصحاب فن ذوق و حال نہایت اہتمام کے ساتھ منعقد ہوئی۔ شعراء نے اپنی اپنی نکتہ سنجیوں سے حاضرین کو مستفید فرمایا۔

جبا خانہ میں آگ لگ گئی۔ ایک خیمہ جل گیا، تقریباً چالیس روپیہ کا نقصان ہوا۔

صدر دفتر سے حکم آیا ہے کہ کوتوالی کی عمارت کو بہت اچھے طریقہ سے بنایا جائے۔ اس کام کے لئے سات ہزار روپیہ منظور ہوا ہے۔

یکم ماہ اگست ۱۸۴۵ء حضرت بہادر شاہ بادشاہ حوالی مزار کثیر الانوار حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ میں رونق افروز ہیں۔ نواب احمد قلی خاں بہادر جو اپنی زوجہ کے مہر کے مقدمہ کی پیروی کے لئے آگرہ گئے ہوئے تھے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہاں کے تحفوں کی ایک کشتی نذر کے طور پر پیش کی۔ بادشاہ سلامت بہت خوش ہوئے اور کشتی لانے والے کو پانچ روپے انعام کے دیے۔

محمدی بیگم کے پڑوس کا رہنے والا ایک شخص جس کا نام وفادار تھا۔ املی کے درخت پر ستارے توڑنے کیلئے چڑھا تھا کہ زمین پر گر پڑا۔ اور گرتے ہی مر گیا۔

مرشد زادہ آفاق مرزا ولی عہد بہادر کے مختار پیشکار حافظ محمد حفیظ کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ جب یہ خبر ولی عہد بہادر دام اقبالہ کو پہونچی، تو انہیں نے جنازہ کی تیاری کیلئے ایک سو روپیہ مرحمت فرمائے۔ اور جب حافظ محمد حفیظ حاضر خدمت ہوئے۔ تو ایک جوڑا دو شالہ انکو مرحمت فرمایا۔

ماہ جون کا نذر مقررہ اور کلید خانہ کے دو سو اسی روپیہ خزانہ انگریزی سے وصول ہو کر شاہی خزانہ میں داخل ہو گئے۔

مرزا محمد بخش سلاطین کو بلا کر بادشاہ سلامت نے فرمایا کہ خاندان تیموریہ اور دیگر اصحاب کی تنخواہ تم بطور خود تقسیم کرو۔ مرزا صاحب نے خاندان تیموریہ کے تمام لوگوں کو تقسیم کر دی اور عملہ

کے دیگر اصحاب کی تنخواہ کی کمی بیشی کی فرد ملاحظہ کے لئے پیش کی۔

کنور جگت سنگھ کی عرضی حضور عالی کی نظر سے گذری مضمون یہ تھا کہ میرا مبلغ چھ ہزار روپیہ پیشکار مرزا تیمور شاہ بہادر کے ذمہ نکلتا ہے۔ اُن سے جلدی ادا کرنے کی تاکید فرمادی جائے۔ حضور نے اسی عرضی پر اپنے دستخط فرمائے اور تحریر کیا کہ تمسک کا کاغذ ہمارے پاس بھیجدو۔ اور ایک شقہ مرزا صاحب کے نام علیحدہ لکھا کہ تمہارے قرضخواہ ہمکو بہت تکلیف پہنچاتے ہیں۔ تم کو چاہیئے کہ اپنا قرضہ خود ادا کرو۔ ورنہ تمہاری تنخواہ بند کرکے قرضخواہوں میں تقسیم کردیجائیگی۔

مرزا ماہ رخ بہادر کی عرضی بنارس سے آئی۔ کہ ایک انگریزی داں شخص حضور کی مختاری کی درخواست کرتا ہے۔ اسکی لیاقت ایسی ہے کہ شاہی مقدمات کو بھی سنبھال سکتا ہے جو گورنمنٹ بہادر سے لندن میں جاری ہیں۔ اسکے جواب میں لکھا گیا کہ وہ کس تنخواہ پر آسکے گا۔

مبلغ دو سو روپیہ حضرت مولینا فخر الدین صاحب رح کے عرس کیلئے پیرزادہ میاں کالے صاحب کو عنایت کیے گئے۔ زور آور چند کو حکم ہوا۔ کہ پانچسو روپیہ حضرت عرش آرامگاہ کے عرس میں خود جاکر صرف کرو۔ حکم کی تعمیل میں زور آور چند نے خوانہائے طعام محل میں بھجوا دیے جسے سرداروں اور دیگر اشخاص میں تقسیم کردیا گیا۔ حضور والا نے فاتحہ پڑھی اور فی کس پانچ روپے اور درویشوں کو ایک فرد کمبل مرحمت فرمائی۔ اور پھر آتشبازی کا نظارہ دیکھا اور قوالی سنی۔ دروا خانہ کے داروغہ نے آکر عرض کیا کہ شاہی ملازم جب قند اور شکر لینے کے لیے شہر میں جاتے ہیں تو چنگی کے ملازم باز پرس کرکے پریشان کرتے ہیں۔ قلعہ دار کو حکم دیا گیا کہ چنگی کے افسر کو ایک چٹھی لکھدو کہ معافی کے پروانے موجود ہیں۔ پھر یہ مزاحمت خواہ مخواہ کیوں کی جاتی ہے۔ اسکا انتظام ہونا چاہیئے۔ (شاہی خاندان اور اہل قلعہ انگریزی چنگی سے مستثنیٰ تھے۔ (حسن نظامی)

فرزند ارجمند سلطانی جناب معظم الدولہ صاحب کلاں بہادر رات دن خلقت کی فائدہ رسانی کے کاموں میں مشغول رہتے ہیں۔ ایک چٹھی صاحب قلعہ دار بہادر کے نام لکھی گئی کہ صاحب

دفتر کی ہدایت کے بموجب راجہ ناہر سنگھ بہادر رئیس بلب گڈھ کے قرضخواہوں کا فیصلہ اس طریقہ سے بطور خود کر دیا گیا کہ مبلغ چھ ہزار روپیہ پرگنہ کوٹ قاسم کی اکیس وتیس روپیہ کی آمدنی میں سے اور باقی باغ چاندنی چوک کی آمدنی میں سے ادا کیا جائے۔

دو عرضیاں پیش ہوئیں کہ پرگنہ کوٹ قاسم کی آمدنی کا روپیہ کس کی معرفت حضور کی خدمت میں بھیجا جائے۔ دوسری عرضی کا مضمون یہ تھا کہ منشی شیر علی خاں نے باغ چاندنی چوک کے ٹھیکہ کا تمام وکمال روپیہ ادا کر دیا۔ اور اسکے ٹھیکہ کی مدت بھی ختم ہو گئی۔ اب وہ دوبارہ پھر ٹھیکہ لینا چاہتا ہے۔ یہ بات حضور کو منظور ہے یا نہیں۔ رائے عالی سے مطلع فرمایئے۔ اس عرضی کے جواب میں حضور نے شقہ روانہ فرمایا کہ شیر علی خاں کو ہرگز باغ کا ٹھیکہ نہ دیا جائے۔ کیونکہ اس نے رعیت پر بہت ظلم وستم کیا ہے۔ ہمارے پاس اسکی بہت سی شکایتیں موصول ہوئی ہیں۔ لالہ ٹھاکر داس سابق ناظر عدالت فوجداری وارالخلافہ شاہجہاں آباد کے نام شقہ حکم جاری کیا گیا کہ تمہیں دو روپیہ روزانہ پر نواب یعقوب علی خاں اور زبردست خاں بہادر کے تنازعہ کے فیصلہ کے واسطے بعہدہ امینی مقرر کیا جاتا ہے۔ دونوں رئیسوں کے نام خطوط لکھے گئے کہ اپنے اپنے قابل اعتماد آدمیوں کو ہمارے مقرر کئے ہوئے امین کے پاس روانہ کردو۔

معلوم ہوا ہے کہ نواب فیض علی خاں رئیس جھجر کے بھیجے ہوئے پانچ معمار میگزین کے مکان کی پیمایش کرنے دہلی میں آئے تھے۔ پیمایش کرنے کے بعد واپس جھجر چلے گئے۔

دہلی میں آج کل باران رحمت کا زور شور ہے۔ اور دریائے جمنا چڑھاؤ پر ہے۔

۸ ماہ اگست ۱۸۴۵ء آفتاب عالمتاب نے اپنی نورانی شعاعوں کو جب فضائے آسمانی میں پھیلایا تو فروغ خاندان عالیشان گورگانی۔ چراغ دودمان۔ نشان صاحبقرانی حضرت قدر قدرت۔ قضا آیت۔ خورشید رایت۔ آسمان رفعت۔ بہرام صولت۔ کسریٰ حشمت۔ فریدوں سطوت۔ جمشید جاہ۔ کاؤس دستگاہ۔ سکندر شان۔ دارا دربان۔ سلیمان نگین۔ سلطنت نگین۔ مہر پرچم۔ کواکب حشم۔ بحر حوصلہ۔ زمین لنگر

کوہ وقار۔ سراج الدین محمد ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ ڈیوڑھی خاص سے باہر تشریف لاکر جھروکہ پر جلوہ افروز ہوئے۔ جھروکہ ایک حوض ہے نہایت صاف شفاف جسکے نظارہ سے روح میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔ حضور معلی سیر و تفریح کے بعد محل معلی میں تشریف لیگئے۔ دربار فرمایا۔ اراکین سلطنت نے شرف حضوری حاصل کیا اور ادب کے ساتھ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ مرتبہ اور حیثیت کے موافق سب کو عزت دی گئی۔

احترام الدولہ حاذق الزماں حکیم محمد احسن اللہ خاں نے حسین علی خاں و اصغر علی خاں ٹھیکیداران کاٹھ منو اور سند پور کے اجارہ نامہ کا کاغذ پیش کیا۔ اسکے ساتھ ضمیر الدولہ بہادر کی عرضی بھی تھی۔ حضور نے ملاحظہ فرماکر دستخط خاص سے مزین کیا اور یہ اجارہ نامہ منظور ہوکر مواضع مذکور کے ساتھ عمدۃ امرائے نامدار فرزند ارجمند سلطانی معظم الدولہ بہادر کے سپرد ہوا۔ خزانہ کے اہل کاروں کے نام حکم جاری ہوا کہ ضمیر الدولہ بہادر کی کل تنخواہ ہمارے پاس بھیجدو۔ تاکہ ہم اپنے ہاتھ سے انہیں عطا کریں۔

معظم الدولہ بہادر کی عرضی نظر انور سے گذری۔ شہر سے کچھ غلہ منگایا تھا۔ عرضی کے ساتھ محصول کی معافی کا پروانہ راہداری بھی تھا۔ حضور نے یہ عریضہ زور آور چند کے حوالہ کردیا کہ اسکی تعمیل کی جائے۔ اور ایک شقہ کرامت مرقعہ ریزیڈنٹ معظم الدولہ بہادر کے نام لکھا کہ شیر علی خاں کی ٹھیکیداری میں جو مواضعات ہیں۔ وہ اب مدت کے ختم ہونے کے بعد دوبارہ ان کو نہیں دیئے جائینگے۔ کیونکہ یہ رعایا کو اذیت و تکلیف پہنچاتے ہیں۔ مہر سے آراستہ کرکے یہ شقہ تاج محمد خاں کے حوالہ کردیا گیا۔

تاج الدولہ حاجی مرزا محمد بہادر کے نام حکم جاری ہوا کہ تنخواہ داروں کی تنخواہ تقسیم کردی جائے۔ شام کے وقت دربار میں تشریف آوری کا اتفاق نہیں ہوا۔ حصول اجازت کے بعد اہل دربار اپنے اپنے گھروں میں جانے کے لئے دربار سے رخصت ہوگئے۔

۱۵ ماہ اگست سنہ ۱۸۴۵ء کو ہیرا نند اخبار نویس حیدر آباد کے نواسہ

آسانند نے بدیو سہائے پسر خوشوقت رائے کھتری کو لکڑی سے اتنا مارا کہ بیچارہ جاں بحق ہو گیا۔ کوتوال شہر موقعہ پر پہونچ گیا۔ قاتل و مقتول دونوں کو کچہری فوجداری میں لے آیا۔ لارنس صاحب مجسٹریٹ نے اظہار قلمبند کئے۔ مقتول کی لاش کو جلانے کے لئے ورثاء کے حوالہ کر دیا۔ اور حکم دیا کہ جب تک مقدمہ کا فیصلہ نہ سنایا جائے قاتل حوالات میں رہے گا۔

۲۴ ماہ اگست ۱۸۴۵ء حضور ظل سبحانی نماز صبح ادا کرنے کے بعد محل معلیٰ میں کلام اللہ شریف کی تحریر میں مصروف ہوئے (بادشاہ عربی فارسی بہت اچھا لکھتے تھے۔ ان کا خط بہت پاکیزہ تھا۔ حسن نظامی)

زور آور چند باریاب ہوئے اور چند ضروری اور دریافت طلب امور کی نسبت گفتگو کر کے رخصت ہو گئے۔ لالہ شیولال محرر دفتر خاص نے حکیم احسن اللہ خاں بہادر کی عرضی پیش کی۔ جہاں پناہ نے دستخط خاص سے مزین کر کے تحریر فرمایا کہ چند ضروری کام تم سے ہیں۔ شادی سے جلدی فراغت حاصل کر کے آجاؤ اور ان کاموں کو انجام دو۔

راجہ دیبی سنگھ بہادر تخت خلافت کی پایہ بوسی سے مشرف ہوئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اُن لوگوں کی عرضیاں پیش کرو جو شمع پور یا دہلی کے متعلق ہیں۔ یہ معلوم ہونا چاہئے کہ یہاں سے روپیہ قسط وار وصول ہوتا ہے یا نہیں اور ان دیہاتوں کے متعلق جو دوسری عرضیاں ہیں انہیں بھی پیش کرو۔ عرض کیا متعلقہ اشخاص شہر میں گئے ہوئے ہیں بیوپاریوں سے دریافت کر کے حضور کے گوش گذار کیا جائیگا۔ پھر مرزا جلال الدین بہادر اور مرزا بہادر حاضر ہوئے اور ان مواضع کے مقدمہ کے بارے میں جو کچھ مناسب تھا عرض کیا۔ ارشاد اقدس ہوا کہ شمع پور یا دلی شرف الدولہ میر ولایت کی تحویل میں تھا۔ اگر انہیں منظور ہے کہ بادشاہ سلامت کی ظل عاطفت میں گذران کریں تو اقرار نامہ پیش کریں۔ ورنہ پھر وہ اس قابل نہیں ہیں کہ کبھی دربار میں اپنا منہ دکھائیں۔ اس صورت میں ہمارا ارادہ یہ ہے کہ

ان مواضع کو معظم الدولہ بہادر کے سپرد کیا جاتے (یعنی ریزیڈنٹ دہلی کے حسن نظامی)

شام کے وقت مرزا شاہرخ بہادر نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس غلام نے شرف الدولہ بہادر سے ابرار تا مہ داخل کرنے کے لئے بہت زیادہ تاکید کر دی ہے۔

اسکے بعد حضور معلی سوار ہو کر کنور فی (مقام) کی طرف تشریف لیگئے اور سیر و شکار میں مصروف ہوتے۔ جب اس سے فراغت ہوئی تو محل معلی میں واپس آگئے۔

بہادر شاہ بادشاہ اور شہزادوں کے حالات اور روزمرہ کی زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو نوکریاں اور عہدے لیاقت کی بنا پر نہیں دیے جاتے تھے۔ بلکہ جو شخص بادشاہ کو نذرانہ دیتا تھا اُسکو عہدہ ملجاتا تھا۔ اور یہ طریقہ بربادی کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب تھا۔ آج کل بھی بعض ریاستوں میں جو پُرانے زمانے کے مغلیہ دستور پر قائم ہیں۔ اس قسم کا رواج اور دستور پایا جاتا ہے۔

بہادر شاہ بادشاہ کے بعض مخالف مؤرخوں نے لکھا ہے کہ بادشاہ کو روپے پیسے کی بہت طمع تھی۔ میرا خیال ہے کہ مؤرخوں کا یہ لکھنا مبالغہ آمیز تو ہے لیکن غلط نہیں ہے، بہادر شاہ کی طبیعت میں اور انکے شہزادوں کے مزاج میں روپیہ کی خواہش بہت تھی اگرچہ میں جانتا ہوں کہ بادشاہ کا خاندانی خرچ بہت زیادہ تھا اور انگریزوں کا مقررہ وظیفہ بادشاہ اور انکے خاندان کیلئے کافی نہ تھا۔ کیونکہ ان سب کو شاہانہ خرچ کرنے کی عادت پڑ گئی تھی، تاہم یہ امر قطع نظر کرنے کے قابل نہیں ہے کہ بادشاہ اور ان کے خاندان والے ہر وقت حصول زر کی فکر میں لگے رہتے تھے۔

بادشاہ اور ان کے شہزادوں کو خرچ کرنے کی انتظامی لیاقت نہیں تھی، ان کے نوکر اور داروغہ خوب ہاتھ رنگتے تھے اور ایک پیسہ کے خرچ کی جگہ ایک روپیہ کا خرچ دکھاتے تھے اور یہ بات تو اب بھی موجود ہے کہ انگریزوں جیسی منتظم قوم کے بعض بے دیانت اہل کار بھی ہر کام میں خصوصًا لڑائی کے وقت اندھادھند لوٹ مچایا کرتے ہیں۔ بادشاہ اور ان کے بچوں میں انتظامی

لیاقت ہوتی تو ان کا وظیفہ ان کے اخراجات کیلئے اتنا کافی تھا کہ وہ نہایت اطمینان کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر سکتے تھے، کیونکہ اس زمانہ میں روپیہ بہت قیمتی تھا۔ آجکل کے زمانہ میں جو کام اکیتس روپیہ میں ہوتا ہے، اس زمانہ میں ایک روپیہ میں ہو جاتا تھا، کیونکہ ہر چیز ارزاں تھی (حسن نظامی)

۵ ماہ ستمبر ۱۸۴۵ء حضور جہاں پناہ حضور اقدس خواجہ قطب الاقطاب کے مزار گوہر بار پر حاضر ہوئے۔ یہ مزار شریف قصبہ مہرولی میں واقع ہے۔ مرزا اصلاح الدین بہادر مرزا محمد بخش بہادر سلاطین کے بھائی۔ اجمیر شریف کی زیارت سے واپس آئے۔ اور پندرہ آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ حضور کی خدمت اقدس میں نذرانہ پیش کیا۔ کشتیاں جن میں لکڑی کے کھلونے، چاندی اور تانبے کے آبخورے سونے کے ملمع کئے ہوئے آبخورے، کمان کے حلقے اور ترکش، دستار و تسبیح ادرا اور بھی تحفے وغیرہ تھے۔ حضور والا کی نذر گذارے۔ مرزا عبداللہ شاہزادہ کی حسب درخواست بارش سے محفوظ رہنے کے لئے ایک سقرلاتی برساتی بادشاہ سلامت نے مرحمت فرمائی۔ اور انہوں نے اسکے شکرانہ میں مبلغ چار روپے نذر پیش کی۔

میرزا بابر بخت کی زوجہ نواب سکندر زمانی بیگم نے میاں خاں کو اپنا مختار کار بنایا اور ایک جوڑا دوشالہ مرحمت کیا۔ ایک شقہ معظم الدولہ بہادر کے نام تحریر فرمایا گیا کہ بھولا ناتھ متصدی تمام دیہات بتول شاہی چند ضروری حالات آپ سے عرض کریگا دفتر سلطانی کے موجودہ استادوں کی سندیں بعد میں بھیجی جائینگی۔

حکم ہوا کہ ایک شقہ ٹامس بہادر سفیر انگلستان کی خدمت میں بخط انگریزی روانہ کیا جائے۔ اور مسٹر جارج صاحب اس حکم کی تعمیل کے طور پر ڈاک کے ذریعہ سے کلکتہ روانہ کردیں۔ حضور والا نے زردوزی کے کام کا ایک پشمینہ کا چغہ مبلغ ایک ہزار پانسو روپیہ میں خرید فرمایا۔

حسین علی اور رحیم بخش سرہند کے رہنے والوں کی پرورش کی درخواستیں نظر فیض اثر

سے گذریں۔ ان دونوں کو بادشاہی پلٹن میں ملازم رکھ لیا گیا۔ پھول بیچنے والوں کے چودہری کی عرضی پھول والوں کی سیر کی تاریخ مقرر کرنے کے متعلق پیش ہوئی۔ حکم ہوا کہ شعبان کی نویں تاریخ مقرر کی جائے۔ پھر ارشاد ہوا کہ ہماری سواری ساتویں شعبان کو قلعہ مبارک کی طرف روانہ ہوگی۔

۱۲ ماہ ستمبر ۱۸۴۵ء حضور جہاں پناہ نے ماہ گذشتہ کی گیارہ تاریخ کو قلعہ معلیٰ میں نزول اجلال فرمایا۔ اُن کے استقبال کی تمام رسومات بدرجۂ کمال ادا کی گئیں۔ چنانچہ شاہزادہ شاہرخ بہادر خیر مقدم کے طور پر اجمیری دروازہ تک آئے۔ چونکہ بادشاہ سلامت نے بہترویں برس میں قدم رکھا ہے۔ اسلئے حضور کی سالگرہ کی تقریب منائی گئی۔ اور حسب حیثیت ہر چھوٹے بڑے نے اشرفیاں اور روپے بطور نذر پیش کیئے۔ حضور انور کو یہ خبر سنائی گئی کہ مرزا محمد شاہرخ بہادر نے قطب بخش گویئے کو ایک جوڑا دوشالہ بطریق انعام مرحمت فرمایا۔ اور کابل کے سوداگر سے سات سَو روپیہ کا مال و اسباب۔ اور چند جانور کتے۔ بلی وغیرہ خرید کیئے اور تلنگوں کی کمپنی کے جمعدار سدی سنگھ کو صوبہ دار بنایا۔ اور کالو سنگھ سپاہی کو چھ سو روپیہ نذر لیکر صوبہ دار مقرر کیا۔ توڑہ اور طرہ بخشا اور توپخانہ احتشام کے جمعدار حیدر علی کو ایک سو پچاس روپیہ نذر لیکر کمپنی تلنگان کی میجری کا عہدہ مرحمت فرمایا۔ (میرزا صاحب ذہ بڑا کا عہدہ رکھتے تھے۔ حسن نظامی)

بارش کبھی کم ہے اور کبھی زیادہ۔ صفراوی امراض کا زور ہے۔ امید ہے کہ مینھ برسے گا تو یہ بلائیں دور ہو جائینگی۔

۱۹ ماہ ستمبر ۱۸۴۵ء شاہزادہ ولی عہد بہادر دربار میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ سلامت کے دل میں چند نمک حراموں کے بہکانے سے جو غبار رہا۔ اصل حالات کے معلوم ہونے کی وجہ سے جاتا رہا۔ اور بادشاہ سلامت نے شاہزادہ کی نسبت کلمات طیبات استعمال فرمائے۔ شہزادہ نے شکریہ کا ہدیہ پیش کیا۔

بادشاہ سلامت نے ناظر قلعہ کو حکم دیا کہ قیدیوں کے لئے پچاس لوہے کی بیڑیاں تیار کرکے اپنی حفاظت میں رکھو۔ یہ خبر بادشاہ سلامت کے گوش گذار کی گئی کہ کپتان ملازم شاہی نے حضور سے اجازت لیکر کالے خاں اور وزیر خاں سپاہیوں کو جو انہی کے تحت میں متعین تھے ایک بستہ کاغذ کی چوری کے جرم میں موقوف کرکے قلعہ سے باہر کردیا۔

کشن گنج کے پاس دو آدمی بجلی کے گرنے سے جلکر جاں بحق ہو گئے۔

۱۰ ماہ اکتوبر ۱۸۴۵ء } سوہن لال متصدی بخشگری بادشاہی عتاب کی وجہ سے قلعہ میں آنے جانے سے محروم تھے۔ اب بادشاہ سلامت کی مہربانیوں کے پانی نے غصہ و عتاب کی آگ کو بجھا دیا اور قلعہ میں آمد و رفت کی اجازت دیدی گئی۔ لالہ جی نے شہزادہ شاہرخ بہادر سے اپنی تنخواہ کا تذکرہ کیا۔ جواب دیا گیا اگر چار سو روپیہ نذرانہ پیش کیا جائے تو تنخواہ جاری ہو سکتی ہے۔

مرزا جوان بخت بہادر شہزادۂ خورد سال نے دستار زیب سر فرما کر اور طرۂ منقش دوشالہ۔ شالی رومال۔ قبائے کمخواب۔ سپر اور شمشیر۔ سہ رقم جواہر خلعت حاصل کرکے اور چار پہرہ اور ۲۰ سوار۔ دو ہاتھی سواری کے واسطے ساتھ لیکر مزار پر انوار حضرت شاہ بوعلی قلندر نوراللہ مرقدہٗ پر حاضر ہونے کی اجازت حاصل کی۔ اجازت دی گئی۔ اور شہزادہ پانی پت کی طرف روانہ ہو گئے۔ قلعہ کے پہلے کوتوال غلام فردوس کو انکے عہدہ سے معزول کردیا گیا۔ اور ان کی جگہ نواب یار خاں کا تقرر عمل میں آیا۔ اور بادشاہ سلامت کی طرف سے انہیں خلعت سہ پارچہ اور دو رقم جواہر مرحمت کئے گئے۔ نواب یار خاں ایک کشیدہ قامت اور طاقتور نوجوان ہیں۔ بہادری، نیک خیالی اور دیانتداری کا جوہر ان کی طبیعت میں موجود ہے۔ امید ہے کہ اپنے فرائض منصبی کو نہایت خیر و خوبی کے ساتھ انجام دینگے۔ تمام شاہی خاص برداروں کو حکم ہوا کہ عمامہ اور سرخ دوپٹہ، انگرکھا، زیر جامہ سفید زیب بدن کیا کریں۔ مقرب علی دفعدار نے ایک سو پچاس روپیہ۔ عاشور بیگ

دفعدار نے تین سو روپیہ اور چھ سپاہیوں نے پچاس پچاس روپیہ بطور نذر مرزا شاہرخ بہادر کی خدمت میں پیش کئے۔ دفعداروں کو جمعداری اور سپاہیوں کو دفعداری کے منصب پر ترقی دی گئی۔

معظم الدولہ بہادر کی اس مضمون کی عرضی پیش ہوئی کہ راجپورہ کی چھاؤنی کے افسروں سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جب بادشاہ سلامت کی سواری درگاہ قطب صاحب کی طرف جارہی تھی۔ تو کپتان سالاک صاحب بھی کہیں اُس راستہ سے گذر رہے تھے شاہی چوبداروں اور سپاہیوں نے زبردستی اُن کو گھوڑے سے اُتار دیا اور پیادہ کر کے کہا کہ شاہی آداب ملحوظ رکھو اور سلام و مجرا بجالاؤ۔ اُنہوں نے ہر چند کہا کہ جب سے راس صاحب بہادر کا مقدمہ ہوا ہے۔ صدر دفتر سے فیصلہ ہوگیا ہے۔ کہ انگریزوں کو اثنائے راہ میں توہین آمیز طریقہ کے ساتھ بادشاہ سلامت کی تعظیم و تکریم کیلئے مجبور کرنا نہایت نازیبا ہے۔ کیونکہ اس سے بادشاہ سلامت کی کسرشان ہوتی ہے مگر کسی نے ایک نہ سُنی۔ ایسے لوگوں کو سزا دینی چاہیئے کہ پھر کبھی اس قسم کی نامناسب حرکت کے مرتکب نہوں۔ یہ سنکر بادشاہ سلامت نے اسدعلی خاں کپتان اور آغا حیدر ناظر کو طلب فرماکر حکم دیا کہ تحقیقات کر کے رپورٹ کرو۔ تاکہ زیادتی و ظلم کرنے والوں کو سزا دی جائے۔ (انگریز کو تعظیم کیلئے کہنا بادشاہ کی کسرشان کیونکر ہوئی؟ حسن نظامی)

عرض کیا گیا کہ مرزا محمد شاہرخ کے مکانوں میں سے ایک مکان کی دیوار گر پڑی ہے۔ باہر سے اندر کا سارا حصہ نظر آتا ہے۔ پرانے کلابتون سے بھرے ہوئے دو صندوق سنہری کام کے سیلے۔ اشرفیوں کا ایک دیگچہ۔ روپئوں کا ایک دیگچہ باہر نکلکر گر پڑا ہے حکم ہوا کہ خزانۂ عامرہ میں داخل کیا جائے۔

اطلاع دی گئی کہ حضور کی چھوٹی صاحبزادی حرمت النسا بیگم فوت ہوگئیں۔ ایک سو روپیہ نقد مرحومہ کے اخراجات میت کے واسطے عطا کیا گیا۔

۱۷ / اکتوبر ۱۸۴۵ء } آجکل دہلی میں وبائی امراض کا زور شور ہے حالانکہ موسم نہایت خوشگوار ہے۔ کثرت سے لوگ بیماری میں مبتلا ہیں۔ ایزد اقدس اپنا کرم فرمائے اور بیماری کو دور کرے۔

۲۴ / اکتوبر ۱۸۴۵ء } حضرت بادشاہ غازی ہفتہ کے دن شوال کی پہلی تاریخ کو قلعہ مبارک سے باہر تشریف لائے۔ اور عید کی نماز پڑھنے کے لئے عیدگاہ تشریف لیگئے۔ نماز جماعت کے ساتھ ادا کی۔ اور حسب معمول زیارت کیلئے درگاہ آثار شریف میں حاضر ہوئے۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد درگاہ شریف کے متولی شاہزادہ جہاں دار شاہ کو خلعت شش پارچہ اور امام جماعت کو خلعت دیا اور شمشیر عنایت فرمائی۔ اور واپس قلعہ معلی میں تشریف لائے۔ آتے جاتے حسب ضابطہ شاہی اور انگریزی توپخانوں سے سلامی کی توپیں سر ہوئیں۔

شام کے وقت تخت ہوادار پر سوار ہوکر ناظر کے باغ میں رونق افروز ہوئے ناظر نے اشرفی پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اسکے بعد محفل رقص و سرود منعقد ہوئی محفل کے ختم ہونے کے بعد محل خاص میں تشریف لیجاکر آرام فرمایا۔ ہر طرف سے مبارکباد کی آوازیں آئیں اور توپخانہ سے سلامی کی توپیں چھٹیں۔

نبی بخش خاں خلف نواب حمید الدولہ مرزا مغل بیگ خاں بہادر مرحوم مختار سابق پیشکار سلطانی کی اس مضمون کی عرضی بادشاہ غازی کی خدمت میں پیش ہوئی۔ کہ حضور کے دربار سے صاحبکلاں بہادر کی معرفت حویلی عزیز آبادی بیگم کے خالی کرنے کا حکم مجھے ملا میرے والد مرحوم کا ایک لاکھ چار ہزار روپیہ حضور کے ذمہ واجب الادا ہے۔ دوسرے طلبگاروں کو جسطرح روپیہ ادا کیا جاتا ہے میں امید وار ہوں کہ میرے روپیہ کی ادائگی کے لئے بھی اسی طرح کا ایک شقہ دستخط خاص سے مزین ہوکر صاحبکلاں بہادر کے نام جاری کردیا جائیگا۔ جواب میں ارشاد فرمایا۔ کہ انہوں نے اپنے باپ کی مختاری کے زمانہ میں شاہی

جواہرات کی رقموں کو تبدیل کر دیا ہے اسکا حساب دینا چاہئے۔ اور ایک لاکھ چار ہزار کا مطالبہ محض جھوٹ ہے۔ اور اگر یہ مطالبہ سچا ہے تو اسے دفتر سلطانی کے کاغذات سے ثابت کرنا چاہئے اور یہ بتانا چاہئے کہ یہ رقم خطیر کس کام میں خرچ کی گئی۔

(نبی بخش خاں اسی رنجش کے سبب ایام غدر میں بادشاہ کے مخالف ہو کر انگریزوں سے مل گئے تھے جسکا ذکر میری کتاب گرفتار شدہ خطوط میں ہے حسن نظامی)

وبائی مرض ہیضہ کی آجکل دہلی میں گرم بازاری ہے۔ عید کے دوسرے دن بادشاہ سلامت کے چچاؤں میں مرزا منعم بخت بہادر۔ مرزا جمشید بخت بہادر جو شاہ عالم جنت مکان کی اولاد امجاد سے تھے۔ اس موذی مرض کے پنجہ میں شکار ہو کر ملک بقا کو سدھارے بادشاہ جمجاہ ان مصیبت افزا خبروں کو سنکر بہت رنجیدہ خاطر ہوئے۔ ہر ایک کے جنازہ کی تیاری کے لئے ایک ایک سو روپیہ مرحمت فرماتے۔ اور جنازہ کے لیجاتے وقت سپاہیوں اور ہاتھیوں کا ضرورت کے موافق انتظام کیا گیا۔ فوت ہونے والوں میں سے ہر ایک کے بچوں کو ایک ایک جوڑا دوشالہ تعزیت کے طور پر عنایت فرمایا۔

بروز دوشنبہ ۱۸ تاریخ کو نواب گورنر جنرل بہادر کی عرضی پہنچی کہ ۲۵ ہزار روپیہ ماہوار اضافہ منظور کیا گیا (یعنی جو ماہوار وظیفہ انگریزی سرکار بہادر شاہ کو دیتی تھی اس میں ۲۵ ہزار کا اضافہ کر دیا گیا۔ حسن نظامی)

بادشاہ سلامت کا اردو دیوان مرتب ہو کر مطبع سید الاخبار و سراج الاخبار میں چھپ گیا ہے۔ خط نستعلیق ہے کاغذ ولایتی ہے۔ کل ۲۲ جز ہیں اور ہر صفحہ میں ۱۶ سطریں ہیں۔ چمڑے کی جلد بھی بنائی گئی ہے۔ آٹھ روپیہ میں فروخت ہوتا ہے۔ صاحبان ذوق کلام الملوک ملوک الکلام کا لطف اٹھانا چاہیں۔ تو دونوں مطبعوں میں سے جس مطبع سے چاہیں طلب فرمائیں۔

۷ر نومبر ۱۸۴۵ء؟ بادشاہ جہاں پناہ کے حضور میں محمد علی بخشی کی عرضی اس مضمون کی

پیش ہوئی کہ یہ خادم قدیم خانہ زاد ہے اور امید ہے کہ قصور معاف فرما کر تنخواہ مقررہ مرحمت کی جائیگی۔ حکم ہوا کہ محمد شاہرخ بہادر سے عرض کیا جائے۔ اطلاع دی گئی کہ صاحبکلاں بہادر نے مجسٹریٹ بہادر کو لکھا تھا کہ حویلی عزیز آبادی بیگم نبی بخش خاں خلف حمید الدولہ مرزا افضل بیگ خاں سابق مختار امور سلطنت سے خالی کرا کے کارکنانِ سلطنت کو قبضہ دلایا جائے۔ مجسٹریٹ بہادر۔ کوتوال تھانہ دار وغیرہ کو لیکر حویلی عزیز آبادی میں پہنچے اور حمید الدولہ کے بیٹے سے مکان خالی کرا کے بادشاہی قبضہ میں دیدیا۔ بادشاہ سلامت اس خبر کے سننے سے بہت مسرور ہوئے۔ خبر مشتہر ہوئی کہ کریم بخش میاں ناصر احمد کے برادر زادے پلٹن کے صوبیدار مقرر ہو گئے ہیں۔ بادشاہ جہاں پناہ نے دو شقے صاحبکلاں بہادر کے نام تحریر فرمائے۔ ایک میں لکھا کہ حیدر علی خادم درگاہ شاہ ترکمان کو۔ کوٹ قاسم کی آمدنی میں سے دو آنہ روزانہ ملتے ہیں۔ یہ موقوف نہ کئے جائیں۔ دوسرے میں لکھا تھا کہ چاندنی چوک کے باغ کی تیاری میں جسقدر روپیہ خرچ ہو۔ وہ حصہ وہاں کی رعایا سے وصول کیا جائے اور ایک حصہ باغ کی آمدنی میں سے لیا جائے۔

اور گیارہ ہزار روپیہ سوداگر مل ساہوکار سے میں نے قرض لیا ہے۔ تم اپنی ضمانت دیدینا۔ اضافہ کے جاری ہونے کے بارے میں تمام شرطیں طے ہو گئی ہیں۔ روپیہ انگریزی افسروں کی مرضی کے موافق سلاطین میں تقسیم کیا جائے گا۔ قلعہ کی مرمت بھی کی جائیگی۔ پرگنۂ سلطانی کے تمام دیہات سرکار انگریزی کے سپرد کئے جائینگے تاکہ حضور کا قرضہ ادا کیا جائے۔

چار گھڑی دن باقی تھا کہ جہاں پناہ سوار ہو کر سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا کی درگاہ میں حاضر ہوئے۔ شاہی اور انگریزی توپخانہ سے سلامی کی توپیں چھوڑی گئیں درگاہ میں پہنچکر نذر و نیاز کی۔ پھر وہاں سے درگاہ قطب صاحب میں تشریف لیگئے۔ مزارات کی زیارت کی۔ اور فقراء و مساکین میں روپیہ خیرات فرمایا۔

(حضرت امیر خسرو کی سترہویں میں آئے تھے حسن نظامی)

۱۴ نومبر ۱۸۴۵ء } حضرت جہاں پناہ حضور قطب صاحبؒ اور حضرت مولٰنا فخر صاحبؒ اور حضرت عرش آرامگاہ (یعنی بہادر شاہ کے والد اکبر شاہ) کے مزارات پر تشریف لیگئے اور گیارہ گیارہ روپیہ اور گلاب کا شیشہ ہر ایک مزار پر نذر پیش کی۔ اسی طرح دوسرے اولیائے کرام کے مزارات پر بھی حاضری دی۔ اور ہر مزار پر پانچ روپیہ نیاز کے لئے دیئے۔ تبرک حاصل کیا۔ اور پھر دہلی واپس تشریف لائے مرزا شاہرخ بہادر شہزادہ نے ساز ارغنوں ایک عدد قیمتی دوسو روپیہ اور ایک رومی بندوق قیمتی چارسو روپیہ حضور جہاں پناہ کے ملاحظہ میں نذر گذرانی اور درخواست کی کہ ایک عماری دار ہاتھی مرحمت ہو۔ درخواست منظور کی گئی۔ حضور بادشاہ سلامت نے درگاہ قطب صاحب کے علاقہ کی نوسو گز زمین شہزادہ عبداللہ کو مرحمت فرمائی۔

اس کے بعد صاحبکلاں بہادر سلامی کے لئے حاضر ہوئے اور علاقہ ضلع جنوبی کے دورہ کی اجازت طلب کی۔ اجازت مرحمت کی گئی۔

(کیا ناٹک کے تماشے ہوتے تھے۔ ریزیڈنٹ صاحب بہادر گویا ایسے تابعدار تھے کہ دورہ بھی بادشاہ کی اجازت لیکر کرتے تھے۔ یہ سب بادشاہ کے دل خوش کرنے اور اندر ہی اندر اپنا اقتدار بڑھاتے رہنے کی حکمتیں تھیں۔ حسن نظامی)

آغا حیدر ناظر قلعہ نے اطلاع دی کہ ولی عہد بہادر نے سماۃ پیاری سے نکاح کرکے فرخ محل کا خطاب دیا اور دوشالہ اور بنارسی دوپٹہ بھی اس کو دیا۔

(یوں تو ولی عہد بہادر کی خبر نہیں کتنی پیاریاں ہونگی۔ مگر یہ سماۃ پیاری ایسی ہی کوئی خاص ہونگی جن کی اطلاع بادشاہ کو دی گئی۔ اب نہ پیاری باقی ہیں نہ ان کے پیار کرنے والے۔ حسن نظامی)

حکیم احسن اللہ خاں نے دیوان حافظ کی مطبوعہ سات جلدیں پیش کیں۔ بادشاہ سلامت ایک گھڑی دن باقی تھا کہ تزک و احتشام کے ساتھ سوار ہو کر باغ چاندنی چوک

کی سیر کے لئے تشریف لیگئے۔ لالہ زور آور چند نے اپنے مکان کے سامنے پانچ روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ باغبانوں نے میوہ کی ڈالیاں نذر کیں۔ آتے جاتے وقت انگریزی اور شاہی توپ خانہ سے سلامی کی توپیں چھوڑی گئیں۔ (اسی کمپنی باغ کا ذکر ہے جسکو ملکہ کا باغ بھی کہتے ہیں۔ زور آور چند شاید چھنامل والوں کے بڑے ہونگے۔ (حسن نظامی)

لالہ شوقی رام وکیل کو خلعت شش پارچہ۔ سہ رقم جواہر اور دوسو روپیہ خرچ راہ کیلئے عنایت کئے گئے اور ان کے محرر کو بھی خلعت سہ پارچہ مرحمت ہوا۔ اور وکیل صاحب کو چار ہاتھی۔ چار اونٹ۔ چار سوار۔ چار پہرہ دار سپاہی اور آٹھ کہار اور ایک ایک چوبدار فراش۔ سقہ۔ خاکروب۔ ہرکارہ وغیرہ معین کر کے صاحبکلاں بہادر کے لشکر میں جانے کے لئے رخصت کر دیا گیا۔

وکیل صاحب نے چھ روپیہ اُن کے محرر نے دو روپیہ نذرانہ کے طور پر پیش کئے اور روانہ ہو گئے۔ (وکیل صاحب نے اتنے انعام پر نذرانہ کیا ہی معقول پیش کیا۔ نذر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ حسن نظامی)

۲۱ ماہ دسمبر ۱۸۴۵ء معظم الدولہ ریزیڈنٹ بہادر نے حکیم احسن اللہ خاں سے فرمایا کہ نقشہ تقسیم تنخواہ تیار کر کے ہمارے پاس بھیجدیجئے۔ مرزا محمد علی خاں بخشی سواران ملازم سلطانی سے کئی مہینے سے بادشاہ سلامت ناخوش تھے۔ اب انہوں نے دو ہزار روپیہ نذرانہ پیش کیا تو بادشاہ نے اُن کے قصور کو معاف کر کے ایک جوڑا بیش قیمت دوشالہ کا مرحمت فرمایا۔ اور پھر بخشی گری کی خدمت پر متعین کر دیا۔ (روپیہ تو فولاد کو موم کر دیتا ہے وہ تو محض بادشاہ کا مزاج تھا) نواب گورنر جنرل بہادر کے نام ایک خط تحریر فرما کر صاحبکلاں بہادر کے پاس بھیجا۔ اس خط کے ساتھ ایک سو ایک خوان میوؤں سے بھرے ہوئے بھی روانہ کئے گئے نواب گورنر جنرل بہادر نے ایک دوشالہ لالہ شوقی رام وکیل کو اور ایک شالی رومال دار وغہ

خاں کو مرحمت فرمایا۔ اور ایک سو پچاس روپیہ ان کہاروں کو دیے جو خوان لیکر گئے تھے
بادشاہ سلامت کی خدمت میں صاحب کلاں بہادر آئے اور سلام کر کے رخصت ہو گئے
ایک خوبصورت بٹوہ جس میں بن اور چھالیہ وغیرہ تھی ان کو عنایت کیا گیا۔ اور مرزا ولی عہد
بہادر کو چار قطعات نستعلیق و خط نسخ اور چار چوبہ طلائی مرحمت کئے گئے۔ خلعت شش پارچہ
اور سہ قسم جواہر لالہ شوقی رام کو اور سہ پارچہ اُن کے نائب کو دیے گئے۔ اور ان کے آرام
و آسایش کے لئے سپاہیوں کے دو پہرے اور اسباب کے لئے چار اونٹ اور ڈیرہ خیمہ
گھوڑے۔ ہرکارہ، چوبدار وغیرہ متعین کئے گئے اور نہایت اہتمام کے ساتھ صاحب کلاں بہادر
کے لشکر میں بھیجا گیا۔

(گورنر جنرل نے خاصا انعام نوکروں کو دیا۔ مگر آجکل جو تحفے والیان ریاست
گورنر کو دیتے ہیں ان کے لانے والوں کو یہ انعام معلوم نہیں ملتا ہے یا نہیں۔ غالباً
محض شکریہ کافی سمجھا جاتا ہوگا۔ حسن نظامی)

ایک رقعہ صاحب کلاں بہادر کے نام اس مضمون کا لکھا گیا کہ محمد محمود خاں ابن
نواب بمبو خاں نجیب آبادی ہم سے ملنے کے لئے آنا چاہتے ہیں۔ شاہزادہ شاہرخ بہادر
سے کہدینا۔ کہ یہ راسخ الخیال اور ہمدرد آدمی ہیں ان کو آنے جانے کی اجازت دیدو۔

شاہرخ بہادر نے سوہن لال متصدی بخشی گری سے تین سو روپیہ نذرانہ لیکر
اُنکے قصوروں کو معاف کر دیا اور دوشالہ مرحمت کر کے اُن کو اُنکے عہدہ پر بحال فرمادیا۔

داروغۂ باغ نے پاکھل کے سو دانے نذر گذرانے۔ پچاس دانے مرزا
شاہرخ کو دیدیے گئے اور پچاس دانہ مربہ بنانے کے لیئے دواخانہ میں بھیجدیے گئے۔

حکیم احسن اللہ خاں جو محل معلی کی تیاری کیلئے قطب صاحب گئے ہوئے
تھے۔ واپس آئے اور اسکے تفصیلی حالات عرض کئے۔ دس چھکڑے سنگ سرخ اور
سنگ ہانسی کے قطب صاحب کے مقام پر روانہ کئے گئے۔ شاہی ملازم جگ جیون

واس متوفی کی زوجہ کے پاس ایک دوشالہ بطور ماتم پرسی روانہ کیا گیا۔
(ماتم پرسی بھی کچھ دیکر ہوتی تھی۔محض ہمدردی کے الفاظ نہوتے تھے حسن نظامی)

مرزا شاہرخ کی چہار سالہ صاحبزادی فوت ہو گئیں۔ بادشاہ سلامت نے خرچ ضروری کیلئے ایک جوڑی دوشالہ کے ساتھ پچاس روپیہ نقد روانہ کئے۔ اور سپاہیوں کی ایک جماعت دوزنجیر فیل جنازہ کے ساتھ جانے کے لئے مقرر فرمائے۔

آج کل دہلی میں مرض وبا کا زور ہے۔ چاروں طرف بیماری پھیلی ہوئی ہے۔ کوئی محلہ بلکہ کوئی گھر بیماری سے خالی نہیں ہے۔ شہر میں ہر آدمی پریشان و بدحواس نظر آتا ہے کسی کو زندگی کا بھروسہ نہیں۔ جس گھر میں آج شادی کی دہوم دہام ہے کل وہ ماتم کدہ بنا ہوا ہے۔ سب ایک دوسرے کو حسرت و یاس کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ موت کی وہ گرم بازاری ہے کہ کسی کو ایک دوسرے کا ہوش نہیں۔ ہر شخص یہی خیال کرتا ہے کہ کل شاید میری زندگی کا جام لبریز ہو جائے۔ بڑے بڑے صاحب کمال اُٹھ گئے۔ نہ عالم کی رہائی ہے نہ شاعر کی کسی کو موت کے پنجہ سے رستگاری نہیں ہے کس کس کا ماتم کیا جائے۔ ماتم کرنے کی فرصت نہیں ملتی۔ اُن نامور لوگوں میں سے جن کی وفات سے دہلی میں ماتم برپا ہے، زبدۂ اولاد مصطفوی، سلالۂ دودمان مرتضوی، منشی سحر تسلیم عطارد رقم، منتخب زماں، یکتائے دوراں، مصلح الدولہ سید ابوالقاسم خاں مرحوم وقائع نگار سلطانی کی وفات حسرت آیات بھی ہے۔ میر صاحب بہت نیک خصلت، نیک اخلاق، عالی خاندان اور خدا شناس آدمی تھے۔ افسوس ایک ہی دن میں چٹ پٹ ہو گئے۔ خدا مرحوم کو فردوس بریں میں جگہ دے۔ اور اس بلائے عظیم سے دہلی والوں کو بہت جلد نجات مرحمت فرمائے۔ جس نے بہت سے بچوں کو یتیم اور بہت سے ماں باپوں کو بے اولاد اور بہت سی عورتوں کو رانڈ اور بہت سے گھروں کو برباد کر دیا۔

۱۹ ماہ دسمبر ۱۸۴۵ء ماہ گذشتہ کی پندرہ اور سترہ تاریخ کو نواب گورنر جنرل بہا

نے ایک عظیم الشان دربار منعقد کیا۔ عمائدین، رؤسا، شرفا، اور خاص خاص اصحاب شریک تھے۔ تمام اہل دربار کو ان کے مرتبے کے موافق انعام و اکرام دیا گیا۔

۱۵ تاریخ کے انعامات کی تفصیل حسب ذیل ہے

(۱) نواب عبدالرحمن خاں والی جھجر کو خلعت ہفت پارچہ۔ سہ رقم جواہر، تلوار، سپر، ہاتھی معہ ہودج نقرہ، اسپ معہ سامان، پالکی جھالردار۔

(۲) رحمت علی خاں۔ یعقوب علی خاں۔ شائستہ خاں۔ امیر علی خاں۔ حیدر علی خاں (نواب جھجر کے صاحبزادگان) کو خلعت پنج پارچہ۔ دو رقم جواہر۔ ایک سپر اور ایک تلوار

(۳) کدار ناتھ وکیل کو (یہ نواب لفٹنٹ گورنر کے لشکر کے ہمراہ تھے) ایک دوشالہ ایک گوشوارہ۔ ایک نیمہ آستین۔

(۴) راجہ ناہر سنگھ بلب گڈھ والے کو خلعت ہفت پارچہ۔ سہ رقم جواہر۔ ایک گھوڑا معہ سامان۔

(۵) رنجیت سنگھ کو خلعت پنج پارچہ یک رقم جواہر۔

۱۷ تاریخ کے دربار کی رپورٹ اور تقسیم انعام کی تفصیل حسب ذیل ہے

دربار عام ہوا اور دور دور سے انگریزوں کو بلایا گیا تھا۔ بڑے بڑے صاحبان عالی شان تشریف فرما تھے۔ مجمع بہت بارونق تھا۔ دو گھنٹہ تک ملکی معاملات پر تقریریں ہوئیں اسکے بعد دو نئے آدمیوں نے نواب گورنر جنرل بہادر سے تعارف حاصل کیا۔ محفل میں ہر شخص شادان و فرحاں نظر آتا تھا۔ حاضرین میں سے ہر ایک کے بالخصوص حاکموں اور افسروں کے چہروں پر افتخار و کامیابی کی سرخی جھلک رہی تھی۔ اس کے بعد انعامات تقسیم کئے گئے۔

(۱) اکبر علی خاں پاٹودی والے کو خلعت ہفت پارچہ۔ سہ رقم جواہر۔ ایک سپر۔ ایک تلوار۔ ایک ہاتھی۔ ایک گھوڑا معہ سامان۔ (۲) ان کے صاحبزادہ کو ایک انگوٹھی۔

(۳) نواب امین الدین احمد علی خاں بہادر رئیس و جاگیردار لوہارو کو خلعت ہفت پارچہ سہ رقم جواہر- ایک سپر- ایک تلوار- ایک ہاتھی- ایک گھوڑا- (۴) نواب صاحب کے صاحبزادہ حسین علی خاں کو ایک سونے کی زنجیر- (۵) نواب صاحب کے بھائی محمد زبر خاں کو خلعت شش پارچہ سہ رقم جواہر- (۶) محمد علی خاں نبیرہ نواب نجیب الدولہ کو ایک انگوٹھی ایک تلوار (۷) بہادر جنگ خاں بہادر گڈھ والے کو خلعت ہفت پارچہ سہ رقم جواہر ایک سپر ایک تلوار (۸) بہادر جنگ خاں کے چھوٹے بھائی شیر جنگ خاں کو خلعت ہفت پارچہ سہ رقم جواہر- (۹) یعقوب علی خاں فرخ نگر والے کو سہ رقم جواہر ایک گھوڑا معہ سامان- (۱۰) ذوالفقار الدولہ کو ایک سونے کی زنجیر- (۱۱) نواب محمد فتح بیگ خاں کو خلعت ہفت پارچہ سہ رقم جواہر (۱۲) غلام محی الدین خاں ابن نواب محمد میر خاں کو خلعت ہفت پارچہ سہ رقم جواہر- (۱۳) مرزا اسد اللہ خاں غالب کو خلعت ہفت پارچہ سہ رقم جواہر- (۱۴) جے سنگھ رائے پسر بخشی بھوانی شنکر کو خلعت ہفت پارچہ سہ رقم جواہر ایک دوربین- (۱۵) مظفر الدولہ سیف الدین کو خلعت شش پارچہ سہ رقم جواہر (۱۶) نواب حامد علی خاں کو خلعت ہفت پارچہ سہ رقم جواہر (۱۷) جناب مولوی صدر الدین خاں بہادر صدر الصدور دہلی کو خلعت سہ پارچہ اور ایک گھنٹہ (۱۸) مولوی مملوک علی مدرس اول مدرسہ کو خلعت سہ پارچہ- (۱۹) منشی سلطان سنگھ میر منشی بخشی سالگرام و خزانچی کلکٹری کو خلعت سہ پارچہ (۲۰) مرزا احمد علی منصب دار شہر کو ایک دوشالہ عنایت فرمایا-

اور اسکے علاوہ مندرجہ ذیل اصحاب کو اپنے دست مبارک سے ایک ایک شالی رومال مرحمت فرمایا:-

منشی جیون لال صاحب- منشی شادی لال صاحب سررشتہ دار کمشنری منشی احمد علی صاحب- منشی سوہن لال صاحب سررشتہ دار محکمہ سشن ججی- منشی شوقیرام

صاحب سر رشتہ دار فوجداری۔ سید فیض الحسن صاحب کوتوال شہر۔ منشی منار ام صاحب تحصیل دار جنوب۔ مرزا علی صاحب تحصیلدار شمال۔

اس موقعہ پر نذریں بھی پیش کی گئیں۔ جو شکریہ کے ساتھ قبول ہوئیں۔ نقشیوں پر نذرانہ معاف کر دیا گیا۔ نذرانہ کی فہرست کو طوالت کے خوف سے نظر انداز کیا جاتا ہے۔

مولوی صدرالدین صاحب بہادر کے نذرانہ پیش کرتے وقت نواب گورنر جنرل بہادر کے سکرٹری نے کہا۔ آپ لوگوں کی دیانتداری، انصاف پسندی، نیک نامی اور علم و فراست سے صاحب بہت مسرور اور رضامند ہیں۔ ان مراسم کے ادا ہونے کے بعد جلسہ خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہو گیا۔ شام کے وقت نواب گورنر جنرل بہادر نواب عبدالرحمٰن خاں کی کوٹھی پر رونق افروز ہوئے۔ والی جھجر برج طلائی سے استقبال کے لئے باہر تشریف لائے۔ اور کوٹھی میں نزول اجلال فرمایا۔ ایک سو ایک سلامی کی توپیں چھوڑی گئیں۔

اٹھ کشتی پارچہ اور جواہرات۔ دو ہاتھی۔ دو گھوڑے جن کے ساتھ طلائی و نقرئی سامان بھی تھا نذر پیش کش کی۔ نذروں کا معاملہ جب ختم ہو گیا تو محفل رقص و سرود کے انعقاد کی باری آئی۔ پھر سیر و تفریح میں مشغول ہوئے اور اس سے فراغت حاصل کرنے کے بعد لشکر گاہ میں تشریف لیگئے۔

۱۸ تاریخ کو بدرالدین مہرکن نے زمرد کا ایک نگینہ جس پر نواب گورنر جنرل کا نام کھدا ہوا تھا، نذر کے طور پر پیش کیا۔ ان کو خلعت پنج پارچہ عطا کیا گیا۔

جس صورت سے موجودہ گورنر جنرل کے عہد میں ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک اور اخلاق و عنایات کا برتاؤ کیا گیا۔ اس سے پہلے ایسا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ رعایا میں ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر ان کے عدل و داد کے تذکرے جاری ہیں۔ ان کے عہد

کی یہ خصوصیت ہے کہ انشا پردازوں، تحصیلداروں تک کو خلعت تقسیم کیا گیا۔ اس سے قبل ایسا نہیں ہوا تھا کہ نواب گورنر جنرل کسی کے مکان میں بنفس نفیس تشریف لیجاتے ہیں بلکہ ہمیشہ سکرٹری جایا کرتے تھے۔ مگر یہ گورنر جنرل والی جھجر کے مکان پر خود تشریف لیگئے۔ چہار شنبہ تک دہلی میں قیام رہا۔ اس کے بعد انبالہ تشریف لیگئے۔

(خیال کرنا کیا زمانہ تھا انگریز بھی مغل بادشاہوں کی طرح خلعت دیتے تھے۔ اب وہ وقت نہیں ہے دستور بدل گیا۔ خلعت کی جگہ خطابات ملتے ہیں حسن نظامی)

۲۶ دسمبر ۱۸۴۵ء حضور بادشاہ سلامت ایک دن میر محمدی صاحب (حضرت مولانا محمد فخر الدین چشتی نظامی کے خلیفہ تھے۔ اس زمانہ میں ان کی بڑی دھوم تھی) کے گھر میں تشریف لیگئے۔ توپخانہ انگریزی و بادشاہی حسب معمول سلامی کی توپیں چھوڑی گئیں۔ اس جگہ باتوں باتوں میں ذکر آیا کہ ۲۶ نومبر کمانڈر انچیف سپہ سالار نواب گورنر جنرل بہادر کی ملاقات ہوئی تو کمانڈر انچیف نے بیان کیا کہ لاہور کے چند سرداروں کو سپاہیوں نے مار ڈالا۔ بہت سی سپاہ خود سر ہوگئی اور دھاوا کرتی ہوئی لاہور سے ستلج کے کنارہ تک پہنچ گئی۔ انگریزوں کے ساتھ فساد کا ارادہ ہے۔ احتیاط اور دور اندیشی کا تقاضا یہ ہے کہ اس فساد کی روک تھام اور ان سپاہیوں کے انتظام کیلئے کوئی تدبیر کی جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی خطرناک صورت ظہور پذیر ہو جائے آدھی رات گئے کمانڈر انچیف ڈاک گاڑی پر سوار ہو کر فیروز پور تشریف لیگئے کرنال کے رئیس اپنی مجبوریوں کی وجہ سے رفع فساد میں کوئی حصہ نہ لے سکے

علاقہ بہاولپور کے تین سو دیہات صاحبکلاں بہادر دہلی کے انتظام میں دیدیئے گئے۔ صاحبکلاں بہادر بندوبست کے لئے حصار تشریف لیگئے اور کمانڈر انچیف نے سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے انبالہ کوچ کیا۔ سنا گیا ہے کہ رئیس جھجر کے وکیل نے مبلغ سات ہزار ایک سو نوے روپیہ کا ایک بیش قیمت نذرانہ ایجنسی کی کچہری میں داخل

کیا ہے۔ بہادر جنگ خاں نے ایک چھٹی نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کو لکھی تھی کہ میں نے پرگنہ دادری کو نواب صاحب جھجر کے پاس رہن رکھوایا تھا۔ مگر حضور سے اب میری استدعا ہے کہ اس پرگنہ پر مجھے دخل و قبضہ کی اجازت مل جائے۔ حکم دیا گیا کہ جبتک روپیہ ادا کر کے رہن سے نہ چھڑالو اُس وقت تک تمہیں قبضہ نہیں دلایا جا سکتا۔ یہ بات تو نہایت نامناسب ہے کہ زر رہن ادا نہ کیا جائے اور شئے مرہونہ تمہارے حوالہ کر دی جائے۔

نواب صاحب جھجر نے اپنی ریاست کے اہل کاروں اور افسروں کو انعام کے طور پر ایک ایک دوشالہ اور اپنے دیوان اور منشی کو دوشالہ کے علاوہ زر نقد بھی مرحمت فرمایا۔

حضور انور نے سلاطین کی درخواست کے موافق اُن کے قصوروں کو معاف کر دیا اور سپاہیوں کا پہرہ دربار اور خواجہ سرا جوان کے دیہاتوں میں مقرر تھے حسب معمول دوبارہ مقرر فرما دیئے۔

حکیم احسن اللہ خاں کے شاگرد میر رستم علی خاں کو چھاپہ خانہ کے اہتمام کے صلہ میں خلعت چہار پارچہ و سہ رقم جواہر عطا فرمائے گئے۔ انہوں نے بھی پانچ روپیہ نذرانہ پیش کیا اور اپنے کام میں پہلے سے زیادہ انہماک و توجہ کے ساتھ مشغول ہو گئے۔

نومبر کی تیسری تاریخ سے ۲۷ تاریخ تک پانچ سو چھ موتیں واقع ہوئیں۔ ہیضہ نے اپنا رنگ جمایا تھا اور تقریباً دو تین سو موتیں اس عارضہ سے بھی واقع ہوئی تھیں۔ مگر آج کل اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ بیماری کا زور بہت ٹوٹ گیا ہے۔ اور عنقریب بیماری کا مہلک سلسلہ بالکل ختم ہو جائیگا۔

۲ جنوری ۱۸۴۶ء } جناب مستطاب مستغنی عن الالقاب اڈورڈ میس راپیس صاحب بہادر جو ملک بھٹیانہ کے سب سے بڑے حاکم ہیں۔ ملک مصر میں تشریف لیگئے تھے اب مع الخیر دہلی واپس تشریف لے

آئے ہیں۔ حضور انور کی خدمت میں شرفیاب ہوئے۔ چند گھنٹہ صحبت رہی۔ بادشاہ سلامت بہت عنایت و الطاف کے ساتھ پیش آئے۔ صاحب بہادر نے مکہ معظمہ کے تبرکات پیش کیے۔ علاوہ ازیں تمام ساز و سامان کے ساتھ ایک حقہ جس میں مالک شام کا تمباکو بھی شامل تھا نذر کے طور پر پیش کیا۔ (معلوم نہیں یہ کون صاحب تھے حسن نظامی)

بادشاہ سلامت بقرعید کے دن زرق برق کپڑے پہن کر اور جواہرات نفیسہ زیب جسم فرما کر شاہانہ تزک و احتشام کے ساتھ عیدگاہ تشریف لے گئے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد عیدگاہ کے امام صاحب اور جامع مسجد کے امام صاحب اور کسی دوسرے امام صاحب کو خلعتہائے فاخرہ مرحمت فرمائے۔ پھر اسکے بعد قربانی کی رسم ادا کی گئی اور اُس روز کے مقررہ کام پورے کئے۔ آتے جاتے وقت سلامی کی توپیں شاہی و انگریزی توپخانہ سے چھوڑی گئیں۔

دربار میں مرشد زادوں اور سرداروں نے اور محل میں بیگمات نے نذریں پیش کیں۔ بادشاہ سلامت کی طرف سے اُن کو طرہ کلاہ مرحمت ہوئے۔ ۱۰۵ اشرفیاں اور ۳۷ روپئے نذر میں موصول ہوئے۔

شاعروں نے عید کی مبارکباد کے قصیدے پیش کئے۔ معلوم ہوا ہے کہ شہزادہ محمد شاہرخ بہادر نے بخشی گری کے عملہ سے عید کا نذرانہ وصول کیا۔ دو اشرفی اور سو روپے وصول ہوئے۔

نواب معظم الدولہ صاحب کلاں بہادر دام اقبالہ کی عرضی معہ نو ہزار تین سو روپیہ کے بادشاہ سلامت کی خدمت میں پیش ہوئی۔ عرضی میں مذکور تھا کہ یہ آمدنی پرگنہ کوٹ قاسم کی ہے۔ اسمیں سے دس روپیہ روزانہ کے حساب سے تین سو روپیہ شیو رام وکیل کی تنخواہ کے وضع کر لئے گئے ہیں۔

خزانچیوں کو حکم ہوا۔ تنخواہ کی تقسیم میں چار سو روپیہ کم وصول ہوئے ہیں

جس طرح سے بھی ممکن ہو انتظام کر کے تنخواہ تقسیم کر دو۔ انشاء اللہ جلدی ادا کر دیے جائینگے
ناظر قلعہ کو حکم ہوا کہ رتن لال ساہوکار۔ لچھمنداس ساہوکار۔ چند امل ساہوکار۔
رامدیال ساہوکار۔ امید سنگھ ساہوکار۔ گردھاری لال ساہوکار۔ جب قلعہ میں آنا چاہیں
تو آنے دو بتا۔ انہوں نے ہمارے حکم کی تعمیل نہیں کی۔

محبوب علی خاں خواجہ سرا کو دو فرد دوشالہ کے مرحمت کئے اور فرمایا کہ رات کو ہم
سیر و شکار کے واسطے جائینگے۔ شکار کے لئے سرائے پختہ کو پسند اور منتخب کیا ہے
جو دریا کے ہینڈن کے پاس واقع ہے۔ تم تمام خیمے بحفاظت تمام بھیجدینا اور سپاہیوں
کو پہرہ دینے کی تاکید کرنا۔

صاحب سکرٹری بہادر کو اطلاع دی گئی کہ پل گھاٹ کے پہرہ دینے والوں کو
خبر دیدی جائے کہ وہ مزاحمت نہ کریں۔ سیر و شکار کے بعد حضور معلیٰ قلعہ میں تشریف لیگئے۔

صاحبکلاں بہادر کے نام ایک شقہ جاری کیا گیا کہ قصبہ بتول ضلع سہارنپور کو
ضلع کے کلکٹر صاحب کے سپرد کر دو تاکہ وہاں کی آمدنی خزانہ میں داخل ہوتی رہے
اب یہ حال ہے کہ زمیندار سرکش ہو گئے ہیں اور ایک پیسہ آمدنی نہیں ہوتی۔

سید محمد خاں بہادر مالک سید الاخبار تپ کے عارضہ میں مبتلا ہو کر بتاریخ
۱۲ ذی الحجہ ملک بقا کو رخصت ہوئے۔ بہت اچھے آدمی تھے۔ ملنسار اور خوش اطوار
تھے۔ اللہ تعالیٰ جنت نصیب کرے۔ خدا جانے انکے بعد ان کے کارخانہ کو کون چلائیگا۔
حکم ہوا کہ سر شام قلعہ کے دروازے بند کر دیئے جائیں اور دن نکلتے ہی کھولدیے جائیں۔

میگزین میں بہت سے ہتھیار اور توپیں زنگ آلود ہو گئی ہیں۔ متعدد قلعی گروں
کاریگروں اور مزدوروں کو اُن کی صفائی کے لئے مقرر کر دیا گیا ہے۔ چند بڑی بڑی توپوں
کو ہاتھیوں کے ذریعے سے سرہند اور انبالہ کی طرف روانہ کرنے کا حکم ہو گیا ہے۔

۹ جنوری ۱۸۴۶ء کو لالہ زورآور سنگھ نے دربار شاہی میں عرض کیا کہ اس

غلام کا چالیس ہزار روپیہ بذمۂ سلطانی واجب الادا ہے۔ مبلغ نو ہزار روپیہ پرگنہ کوٹ قاسم سے آمدنی ہوئی ہے اُس چالیس ہزار میں سے یہ نو ہزار مرحمت کر دیئے جائیں۔ تو عین غریب پروری ہوگی۔ حکم ہوا کہ آئندہ آمدنی کے موقعہ پر دریافت کیا جائیگا۔ لالہ زورآور سنگھ اس امر سے رنجیدہ خاطر ہو کر اپنے گھر بیٹھ رہے۔ اور مودی خانہ اور روزمرہ کے خرچ سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ پھر حسب الحکم شاہی کنور دیبی سنگھ نے مودی خانہ کا چارج لے لیا۔ اور اس خدمت پر متعین ہو گئے۔

بادشاہ سلامت قدسیہ باغ میں تشریف لے گئے۔ اور سیر و تفریح میں وقت گذارا۔ قدسیہ باغ کے داروغہ حافظ داؤد صاحب نے دو روپیہ اور ڈالیاں نذرانہ کے طور پر پیش کیں۔ حکم شاہی ہوا کہ تم روزمرہ کا خرچ اور مودی خانہ کا خرچ اپنے ذمہ لو۔ حافظ داؤد نے عرض کیا حکم عالی سر آنکھوں پر۔ میں انشاء اللہ حضور اقدس کے فرمان پر عمل کروں گا۔ ایک دوشالہ گردھاری لال کے بجائے شنکر ناتھ کو عنایت کیا گیا۔ شنکر ناتھ نے تین سو روپیہ حضور والا کی خدمت میں اور سو روپیہ مرزا شاہرخ بہادر کی خدمت میں نذرانہ کے طور پر پیش کئے۔ اور دوشالہ لانیوالے کو بھی کچھ روپے بطور انعام کے دیئے۔ (واہ لالہ جی تم تو بڑے دل والے نکلے۔ حسن نظامی)

گینڈا مل متصدی کو حکم ہوا کہ جو اُمرائے شاہی روزمرہ مجرے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ اُن کی حاضری و غیر حاضری روزانہ ایک رجسٹر میں درج کی جایا کرے۔ تاکہ غیر حاضر ہونے والے لوگوں کی تنخواہ بقدر غیر حاضری وضع کی جائے۔

خبر ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر نے ضلع کے کلکٹروں کے نام یہ حکم نافذ کیا ہے کہ خزانہ میں جتنا روپیہ بھی جمع ہو روزانہ فیروزپور پہنچا دینا چاہیئے۔

خوب لعل وکیل نے ایک جعلی حکم نامۂ عدالت بنایا۔ اور اُس پر صدر الصدور کی طرف سے مہر و دستخط بھی کر دیئے۔ پھر ایک سپاہی کو ساتھ لیا۔ شاہزادہ مرزا فتح الملک

شاہ بہادر کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ کشن چند نے عدالت میں حضور پر دعوےٰ کر دیا ہے۔ یہ دیکھئے میرے پاس عدالت کا حکمنامہ موجود ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ یا تو تمسک کا روپیہ ادا کر دیجئے۔ یا کوئی اور معقول تجویز سوچیئے۔ جس سے عدالت کی بے توقیری سے نجات ملے۔ شاہزادہ بہادر اس بات کو سن کر دنگ رہ گئے کہ یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے۔ تحقیقات حالات کے لئے فوراً ایک آدمی کو صدر الصدور بہادر کی خدمت میں روانہ کیا۔ جواب آیا کہ ہمارے محکمہ میں کوئی مقدمہ اس قسم کا نہیں ہے۔ جس شخص نے یہ جال پھیلایا ہے اسے گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دیجئے۔ قصہ مختصر خوب لعل وکیل اور سپاہی دونوں گرفتار کر کے صدر الصدور بہادر کی خدمت میں پہنچا دیا گیا۔ کوتوال شہر نے دونوں کو قید خانہ میں بھیجدیا۔ اس کے بعد خانہ تلاشی ہوئی تو چند جعلی مہریں۔ اور مہروں کے بنانے کے آلات برآمد ہوئے۔ مقدمہ سیشن سپرد کر دیا گیا۔ دیکھئے ایسے فریبی آدمی کیلئے عدالت سے کیا سزا تجویز ہوتی ہے۔

۱۶ر جنوری ۱۸۴۶ء شو قیرام وکیل کی عرضی نواب صاحب کلاں بہادر دام اقبالہٗ کے لشکر گاہ سے بادشاہ سلامت کی خدمت میں آئی۔ جسمیں لکھا تھا کہ حسب الحکم صدر والا قدر نواب صاحب کلاں بہادر نے پہلے دورہ کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے۔ عنقریب دہلی میں آنے والے ہیں۔

بادشاہ سلامت سے عرض کیا گیا کہ حضرت بادشاہ سلامت کے مشکوی دولت میں فرزند ارجمند تولد ہوا ہے۔ حضور والا نے ایک جوڑا پوشاک اور سہرہ مقیشی چھٹی کی رسم کے لئے مرحمت فرمایا۔ مرزا محمد شاہرخ بہادر نے ذوالفقار علی کو اپنے مختاری کے صلہ میں ایک جوڑا دوشالہ عطا کیا۔

نواب حسام الدین حیدر خاں بہادر کے فرزند ارجمند کی تقریب شادی میں خلعت سہ پارچہ اور سہرہ مقیشی اور تفضل خاں وکیل عدالت دیوانی کے فرزند

کی شادی کی تقریب میں خلعت سہ پارچہ بادشاہ سلامت نے مرحمت فرمایا۔
نواب صاحب کے صاحبزادے نے تین اشرفیاں اور وکیل صاحب کے صاحبزادے نے چار روپیہ نذرانہ کے طور پر بادشاہ سلامت کی خدمت میں پیش کئے
جگن ناتھ نومسلم کا نام عبدالرحمٰن خاں تجویز فرمایا اور چار روپیہ ماہوار مقرر کر دیے گلینڈ اس کو حکم دیا گیا کہ خضر آباد کے مکانات کا نقشہ تیار کر کے پیش کرو۔
غلام علی مصور کو زیر جھروکہ کے نقشہ کی تیاری کا حکم دیا گیا۔
طامسن صاحب بہادر سفیر لندن کی چٹھی لندن سے آئی۔ کہ ولایت کے حکام نے نذر و اضافہ کے احکام جاری کر دیے ہیں یقین ہے کہ عنقریب اسکا نتیجہ ظاہر ہو جائیگا۔

۲۳ر جنوری ۱۸۴۶ء } کرشن بہادر کا ایک عریضہ اور ایک جلد کتاب محمد شاہی کلکتہ سے بذریعہ صاحب کلاں بہادر حضور انور کے ملاحظہ میں پیش کی گئی۔

خبر پہنچی کہ کئی سو چھکڑے میگزین کے دہلی سے روانہ ہو گئے (غالباً یہ میگزین سکھوں کی لڑائی کے لئے پنجاب بھیجا گیا ہوگا۔ حسن نظامی)
جھجر سے خبر آئی ہے کہ نواب عبدالرحمٰن خاں صاحب نے جو فوج سرسہ روانہ کی تھی اُسکے بدلے میں سوار اور پیادہ کی ایک کثیر جماعت کو ملازم رکھ لیا ہے سواروں کی تنخواہ چودہ روپیہ اور پیادوں کی تنخواہ پانچ روپیہ ماہوار مقرر ہوئی ہے۔

یکم فروری ۱۸۴۶ء } بادشاہ سلامت نے ایک شقہ معظم الدولہ امین الملک اختصاص یار خاں فرزند ارجمند سلطانی دام اقبالہ کے نام اس مضمون کا روانہ فرمایا (انگریز کا یہ اسلامی خطاب اس زمانہ کے رنگ کو ظاہر کرتا ہے۔ انگریز ان خطابات پر فخر کرتے تھے) کہ مرزا نور بخش بہادر سلاطین اپنی زوجہ کی تنخواہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ حالانکہ ایک تو انہوں نے اسے

طلاق دیدی تھی۔ دوسرے وہ اب فوت بھی ہو گئی۔ تمہاری کیا رائے ہے لکھو۔ انہوں نے اسکے جواب میں لکھا کہ حضور والا مختار ہیں۔ جو حکم کیا جائے وہ سب کے لئے واجب العمل ہے۔

تحویلدار علاقہ حویلی سرسہ کے لڑکوں کو خلعت مرحمت فرمایا۔ کیونکہ یہ لڑکے اپنے باپ کے مرنے کی وجہ سے عزاداری میں تھے اور اب عزاداری کا زمانہ ختم ہو گیا

بادشاہ سلامت کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ محمد اکبر علی خاں بہادر جاگیردار پاٹودی کے بھیجے ہوئے ستر چھکڑے میگزین میں داخل ہو گئے ہیں اور نواب اسد اللہ بہادر رئیس جھجر نے دو کمپنی حبشیوں کی اور سات سوار ضلع ہانسی کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیئے ہیں۔

کرنیل اسکنر صاحب بہادر آنجہانی کی کوٹھی میں چار سو سوار ملازم رکھے گئے۔ جو ہر روز پہرہ دینے کا کام چستی و ہوشیاری کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔

۲۷ فروری ۱۸۴۷ء راجہ موہن لال بہادر کی عرضی اس مضمون کی نظر انور سے گذری۔ کہ چمپا کلی کے دو لاکھ روپیہ کی بابت جو اس خانہ زاد سے حساب طلب کیا گیا ہے اس کا حساب سمجھنے کے لئے کسی اہل کار کو حکم دیدیا جائے۔ جو رقم واجب الادا ہوگی پیش کش کی جائیگی۔ لیکن اس بات کا بھی فیصلہ ہونا چاہیئے کہ اس خانہ زاد کا مطلوبہ روپیہ بھی ادا کر دیا جائیگا۔ اس کے جواب میں دستخط خاص سے مزین ہو کر خط لکھا گیا کہ حضرت عرش آرام گاہ کے زمانہ کا تیرہ برس کے لین دین کا حساب سمجھا دو۔ اس کے بعد جو کچھ مناسب ہوگا اُسپر عمل کیا جائے گا۔

نواب معظم الدولہ صاحب کلاں بہادر کی عرضی حضور کے ملاحظہ کی غرض سے پیش کی گئی۔ مضمون عرضی یہ تھا کہ مرزا شہاب الدین ولد مرزا منعم بخت (ابن شاہی) کے خط کی نقل بھیجتا ہوں۔ اسمیں وہ تنخواہ کے بند ہونے کی شکایت لکھتے ہیں۔ اور استدعا

کرتے ہیں کہ ازراہِ کرم وظیفہ مقررہ جاری کردیا جائے تاکہ مجھے اپنی موجودہ تکلیف سے
چھٹکارا ملے۔

اطلاع آئی کہ صاحب کلاں بہادر نے علاقہ شاہجہاں آباد کے تمام جاگیرداروں
کے نام اس مضمون کی اطلاع بھیجی ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر نے پہرہ دینے کے لئے
ایک ہزار ملازموں کی ضرورت کا اظہار کیا ہے۔ لہذا جو ملازم ہونا چاہیں انہیں میرے پاس حاضر ہونا چاہئے

نواب اسد الدولہ بہادر نے صاحبکلاں بہادر کی خدمت میں خط لکھا کہ حضور
انور نے ایک سو بیلوں کی فرمائش کی ہے۔ میں نے بیلوں کے پچاس جوڑوں کے لئے
کپتان اڈورڈ ایبس صاحب کو لکھدیا ہے کہ تعمیل کی جائے۔

میگزین کے تین سو ساٹھ چھکڑے آئے۔ ان کو تلنگوں کی پلٹن کے ساتھ
فیروزپور روانہ کردیا گیا۔

۱۳ مارچ ۱۸۴۶ء } نواب منبع الالقاب امین الملک اختصاص یار خاں طامس تھیافلس مٹکف صاحب بہادر فیروز جنگ
فرزند ارجمند سلطانی کی عرضی حضور انور کی نظر سے گذری کہ جو کاغذ حضور نے عنایت
فرمایا تھا وہ صدر دفتر میں روانہ کردیا گیا۔

دہلی ۲۵ مارچ ۱۸۴۶ء } روز چہارشنبہ۔ بادشاہ سلامت چاندنی چوک کے باغ کے ملاحظہ کے لئے تشریف لیگئے۔ طرح طرح کے پھولوں کے
معائنہ اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں کے اثر سے حضور انور بہت بشاش ہوئے۔ اور
صاحبکلاں بہادر سے فرمایا۔ آفریں صد آفریں۔ اسقدر قلیل مدت میں تم نے باغ کو
اس طرح سرسبز و شاداب بنادیا۔ ورنہ نمک حرام ٹھیکہ داروں نے تو اسکا ستیاناس
ہی کردیا تھا۔ سوائے سوکھے ہوئے درختوں کے اور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ تمہاری حسن
تدبیر قابل تعریف ہے۔ کہ وہ درخت جن کی لکڑیاں جلانے کے قابل ہوگئی تھیں۔ انھیں

دوبارہ زندگی مل گئی۔

خبر ہے کہ راجہ نیپال کے معتمد خاص نے نواب گورنر جنرل کی خدمت میں پانچ ہاتھی اور پانچ گھوڑے اور مشک کے چند نافے اور پہاڑ کے متفرق تحفے نذر بھیجے ہیں۔ نواب گورنر جنرل نے بھی معتمد راجہ نیپال کو خلعت ہفت پارچہ اور سہ رقم جواہر مرحمت فرمایا۔ نذرانہ کے تحفوں کے ساتھ ایک خط بھی تھا۔ اس کا جواب بھی تحریر کیا جسمیں ان تحفوں کے موصول ہونے کا شکریہ بھی ادا کیا گیا تھا۔

معتمد والی بہاولپور نے دو کشتی پارچہ دو ہاتھی مع نقرئی ہودج۔ سقرلاتی جھول۔ چار گھوڑے۔ کئی بندوقیں۔ ایک کمان کا حلقہ پیش کیا۔ اور ایک خط بھی لکھا گورنر جنرل بہادر نے ان چیزوں کے موصول ہونے کے بعد خلعت ہفت پارچہ وسہ رقم جواہر مرحمت فرمایا۔ اور دو رقم جواہرات خلعت سہ پارچہ جاتے وقت لالہ نہال چند وکیل راجہ پٹیالہ کو عطا کیا۔

اطلاع ہوئی کہ چار سو چھکڑے میگزین کے اسباب کے اور آٹھ توپیں۔ دس چھکڑے روا وس کے۔ کلکتہ کی آمدنی کے دہلی سے فیروزپور روانہ کئے گئے۔

۱۷ اپریل ۱۸۴۶ء — حضرت بادشاہ سلامت نوروز کی تقریب میں دولت سرائے واقعہ حضور قطب صاحب میں فاختائی رنگ کے کپڑے پہن کر چاندی کی کرسی پر جلوہ افروز ہوئے۔ محل سرا کی بیگمات نے مرشد زادوں نے اور ارکین سلطنت نے نذریں پیش کرنیکا اعزاز وافتخار حاصل کیا۔

حضرت شاہ بوعلی قلندرؒ کے خادموں کو جو تبرک لیکر حاضر ہوئے تھے۔ پچیس روپیہ مرحمت فرمائے۔

لالہ زور آور چند سے ارشاد ہوا کہ اطمینان خاطر کے ساتھ اپنے مقررہ کام کو انجام دیئے جاؤ۔ انشاء اللہ تمہاری کوڑی کوڑی ادا کردی جائے گی۔

دو درویشوں نے حج بیت اللہ نے سفر کی اجازت طلب کی۔ ہر ایک کو پندرہ پندرہ روپئے دیئے گئے۔

علی جان سوار نے پانچ سو روپیہ نذر پیش کر کے درخواست کی کہ مجھے دفعداری کا عہدہ مرحمت کیا جائے۔ اسکی درخواست منظور کی گئی اور ۲۵ روپیہ ماہوار پر دفعدار بنایا گیا

میرزا جلال الدین بہادر اور چھ دوسرے سلاطین گھوڑوں کی خریداری کے لئے ہردوار کے میلہ کو روانہ ہوئے ہیں۔

صاحب کلاں بہادر دام اقبالہٗ کی عرضی نظر فیض انور سے گذری کہ سلطانی کشتی جو جھروکہ کے نیچے سے چوری ہوگئی تھی بنارس میں پکڑی گئی مگر چرانے والوں کا کچھ حال معلوم نہیں ہوا

کنور دیبی سنگھ وکیل نے صاحب کلاں بہادر کی خدمت میں ۲۵ ہزار روپیہ کا تمسک پیش کیا۔ اسپر سلطنت کی مُہر بھی تھی۔ موضع سدرا کی آمدنی کے سات سو روپیہ جو اسوقت موصول ہوئے تھے ان کے حوالہ کیئے گئے

حضور جہان پناہ کی چھٹی کے جواب میں صاحب کلاں بہادر نے تحریر فرمایا کہ شہر میں مُردوں کے دفن کرنے سے آب و ہوا خراب ہوجاتی ہے۔ اسلئے شہر میں مُردوں کا دفن کرنا مناسب نہیں ہے (یہ چھٹی علاقہ ترکمان دروازہ شہر دہلی میں مُردوں کے دفن کرنے کے متعلق تھی۔ حسن نظامی)

معلوم ہوا کہ بہادر جنگ خاں بہادر جاگیردار بہادر گڑھ کے وکیل نے اپنے موکل کے حاضر ہونے کے متعلق محکمہ ایجنسی میں ایک درخواست پیش کی ہے۔ چونکہ بہادر جنگ خاں ایک متمرد اور نافرمان آدمی ہے۔ شراب غفلت سے مدہوش ہے۔ ارتکاب مناہی میں مبتلا ہے۔ رعایا و برایا مسافر و مہمان سب کے ساتھ بداخلاقی اور ظلم سے پیش آتا ہے۔ اس قدر بے پروا ہے کہ صاحب کلاں بہادر کی نصیحت کا کوئی اثر قبول نہیں کرتا۔ اسلئے اسکی درخواست پر کوئی حکم نہیں لکھا گیا۔

لارڈ الفنسٹن بہادر جو پہلے مدراس میں گورنر تھے۔ آجکل وہ دہلی میں آئے ہوئے ہیں۔ کشمیر کے ارادہ سے عنقریب پنجاب کی طرف روانہ ہو جائینگے۔

۲۴ اپریل ۱۸۴۶ء } حضور جہاں پناہ حضور پر نور سلطان نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کثیر الانوار پر رونق افروز ہوئے۔ گیارہ روپے نقد۔ شیرینی۔ شیشۂ گلاب نیاز کے لئے دئیے اور پھر اپنی حویلی میں جو حوالی قطب صاحب میں واقع ہے تشریف لیگئے۔ اور بعض ضروری کاموں سے فراغت حاصل کر کے استراحت فرمائی

سوہن لال بہادر مختار سابق امور سلطنت نے درخواست دی کہ میرا سولہ ہزار روپیہ جو حضور کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اگر مرحمت کر دیا جائے تو عین غریب پروری ہے۔ حکم ہوا کہ دس ہزار روپیہ نقد نذر خزانہ میں داخل کردو۔ اس کے بعد پانچہزار روپیہ ماہوار کی قسط مقرر کر دی جائیگی۔ اور ہر قسط باقاعدہ ماہ بماہ ادا ہوتی رہیگی۔

نواب حامد علی خاں کی عرضی نظر فیض انور سے گذری کہ میں لکھنؤ سے اپنے مکان پر آؤں گا۔ اور وہاں سے شرف ملازمت کی غرض سے حاضر خدمت ہونے کا ارادہ ہے۔ امید ہے کہ میری درخواست قبول کی جائیگی۔

صاحبکلاں بہادر کے عرض کرنے سے ایک شقہ حافظ داؤد داروغہ قدسیہ باغ کے نام جاری ہوا کہ مسٹر جوزف صاحب کے آدمی جب ہمارے باغ کی نہر سے پانی لینے آئیں۔ تو اُن سے کوئی مزاحمت نہ کی جائے۔

اطلاع دی گئی کہ حضرت ظل سبحانی کی صاحبزادی نواب مبارک سلطان بیگم صاحبہ نے افیون کھالی تھی۔ فوراً دواؤں کا استعمال کیا گیا۔ کئی دفعہ قے ہوئی۔ طبیعت صاف ہوگئی۔ اب انکی حالت رو بصحت ہے مگر کسی قدر کمزوری باقی ہے۔

دو شقے صاحبکلاں بہادر کے نام روانہ کئے گئے۔ ایک کا مضمون یہ تھا۔

کہ وارانیفا کا مکان جس میں مرزا شہاب الدین بہادر ابن مرزا منعم بخت بہادر رہتے ہیں فوراً خالی کرالیا جائے ۔ اور ان کا کوئی عذر نہ سنا جائے ۔

(بہادر شاہ کو اپنے خاندانی شہزادوں سے بے حد نفرت تھی اور کچھ وہ شہزادے بھی بیرونی اشاروں سے آمادہ پرخاش رہتے تھے ۔ (حسن نظامی)

دوسرے شقہ کا مضمون یہ تھا کہ منشی شیر علی خاں نواب ممتاز محل بیگم کی جائداد کو اپنے قرضہ کے عوض نیلام کرانا چاہتا ہے ۔ وکیل عدالت کو حکم دیا جائے کہ عدالت سے اس نیلام کے لئے امتناعی حکم حاصل کرکے جائداد کو نیلام ہونے سے بچالے ۔ کیونکہ یہ امر صورت حالات کے اعتبار سے بالکل غیر مناسب ہے ۔

اطلاع دی گئی کہ زبردست خاں فرخ نگری صاحب کلاں بہادر کی خدمت اقدس میں ملاقات کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے تھے ۔ صاحبکلاں بہادر نے ان سے کہا کہ تم شہر میں بدامنی پھیلاتے ہو ۔ اور علاقہ فرخ نگر کے زمینداروں کو تنگ کرتے ہو ۔ لہذا تم کو چاہئے کہ فوراً شہر خالی کردو ۔ اُس نے عرض کیا کہ نواب فرخ نگر نے حضور سے خلاف واقعہ عرض کیا ہے ۔

صاحبکلاں بہادر نے بادشاہ سلامت کے اُس شقہ کے جواب میں جس میں تحریر تھا کہ اکبر علی خاں پاٹودی والے اور دوسرے زمینداروں کے قبضہ میں جو دیہات ہیں اُنہیں واگذاشت کرالینا چاہئے ۔ تحریر فرمایا کہ بارہ سال گذر گئے اب مقدمہ مسموع نہیں ہوسکتا ۔ کیونکہ میعاد گذر گئی ۔

بادشاہ سلامت سے عرض کیا گیا کہ صاحبکلاں بہادر کے پاس نجف اور بخت بہادر اور نواب مکرم النساء کا ایک مراسلہ پہنچا تھا جس میں تحریر تھا کہ ہم اپنی جاگیر میں سے دیہات سرکار انگریزی کے سپرد کرتے ہیں ۔ جواب میں صاحبکلاں بہادر نے فرمایا کہ تمام حصہ داروں کے نام لکھو ۔ دیہاتوں کی تفصیل اور آمدنی کی تصریح کرو ۔ اس کے بعد تمہاری

درخواست پر عملدرآمد ہو سکتا ہے۔ اسکے بغیر تمہیں کسی قسم کی توقع نہ رکھنی چاہیئے۔
(انتظام کی لیاقت نہ تھی خود انگریزوں کو اپنی ملکیت انتظام کے لئے دیتے تھے حسن نظامی)

دہلی میں چیچک کا مرض بہت پھیل گیا تھا۔ شاید ہی کوئی بچہ ایسا ہو جسے یہ مرض نہ ہوا ہو۔ اب تو اللہ کا فضل ہے کسی قدر بیماری کم ہے۔ رفتہ رفتہ بالکل جاتی رہیگی۔

یکم مئی ۱۸۴۶ء حضرت جہاں پناہ حضور قطب صاحب کے مزار نور بار کے پاس والی حویلی میں رونق افروز ہیں۔ حکم سلطانی کے بموجب مرزا محمد شاہرخ بہادر کے استقبال کے لئے مرزا محمد فخرالدین بہادر، مرزا جوان بخت بہادر (شہزادگان) کنور دیبی سنگھ۔ غازی الدین نگر (آجکل اسکو غازی آباد کہتے ہیں) تک گئے۔
مرزا محمد شاہرخ بہادر نے خلعت سہ پارچہ و سہ رقم جواہر اور سپر اور تلوار مرزا جوان بخت بہادر کو اور ایک ایک دوشالہ بابت رخصت یحییٰ خاں، کلو خاں اور امیر خاں کو مرحمت فرمایا یہ لوگ شہر کے شکار میں شہزادہ صاحب کے ساتھ تھے۔ ان سے فراغت حاصل کرنے کے بعد شہزادہ بہادر قلعۂ معلّٰی میں تشریف لے گئے۔ بادشاہی توپخانہ سے سلامی کی سترہ توپیں چھوڑی گئیں۔ نواب حامد علی خاں بہادر نے ایک اشرفی اور غلام علی خاں نے پانچ روپئے نذرانہ پیش کیا۔ مرزا محمد شاہرخ بہادر ولی عہد نے بادشاہ سلامت سے سلام عرض کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بادشاہ سلامت نے ایک دستار سربستہ طرۂ مقیش کے گوشوارہ کے ساتھ۔ ایک دوشالہ۔ ایک کمخواب کی قبا۔ سہ رقم جواہر۔ ایک سپر۔ ایک شمشیر شہزادہ کو۔ اور ۳۵ خلعت مرزا عبداللہ بہادر، مرزا مظفر بہادر، کنور سالگرام وغیرہ شہزادہ کے ساتھیوں کو مرحمت فرمائے۔ نو اشرفیاں اور ستر روپیہ نذرانہ کے وصول ہوئے۔

شش پارچہ اور سہ رقم جواہر حضرت شاہ مرداں (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کی نیاز کے دسترخوان اور مہندی کی تیاری کے لئے راجہ بھولا ناتھ کو مرحمت فرمائے (یہ دسترخوان کی مذہبی رسم مسلمانوں خصوصاً شیعوں میں ہوتی ہے۔ ہندو بھی کرتے ہیں۔)

مرزا الٰہی بخش سلاطین نے بہاری لال کے عہدۂ مختاری کے حصول کی درخواست کے ساتھ چار اشرفی کا نذرانہ پیش کیا۔ درخواست کے ملاحظہ کے بعد ارشاد عالی ہوا کہ درخواست کنندہ کو ہمارے سامنے پیش کیا جائے۔ (یہ وہی مرزا الٰہی بخش ہیں جو غدر ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خیر خواہ ہوتے اور آجکل ان کی اولاد کو معقول پنشن ملتی ہے حسن نظامی)

محکمہ ایجینسی کے دربار میں نواب معظم الدولہ طامس تنا فلس مٹکف بہادر فیروز جنگ دام اقبالہٗ سرکاری کاموں میں اور رعایا و برایا کی وادرسی میں۔ امراء و وسار کے اعزاز و اکرام میں رات دن مصروف رہتے ہیں۔

نواب فرخ آباد نے گورنر جنرل کی ہدایت کے بموجب اپنے خاص طبیب حکیم امام الدین خاں کو زینت محل بیگم صاحبہ کے علاج کے لئے دہلی بھیجا ہے۔ آج نواب فرخ آباد کا مختار امداد علی ملاحظہ شاہی میں پیش ہوا۔

شقۂ سلطانی جاری ہوا۔ کہ روشن آرا بیگم کے باغ اور سرہندی کے باغ اور چاندنی محل کو نواب حسینی بیگم صاحبہ بیگم مرزا محمد سلیم شاہ بہادر مرحوم کے قبضہ سے الگ کر لیا جائے۔ پہلے ان سے خالی کرنے کی نسبت کہا جائے۔ اگر وہ نہ مانیں اور خالی نہ کریں۔ تو ہیرا لعل وکیل سے کہا جائے کہ عدالت عالیہ میں نالش کرنے کیلئے کارروائی شروع کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے خالی نہیں کیا۔ اور ہیرا لال وکیل نے مقدمہ کی کارروائی شروع کر دی۔

متعلقہ ارکان سلطنت نے ایک عرضی حضور کی خدمت میں بھیجی کہ راجہ سوہن لال بہادر نے سرکار شاہی میں مبلغ ۳۵ ہزار اپنے قرضہ کی رقم تحریر کی ہے اور حضور نے ۵۰ ہزار روپئے ان کو ادا کرنے کے لئے فرمایا ہے۔ حساب میں اختلاف کی کیا وجہ ہے؟

ایک خط مرزا کبیر الملک بہادر کے نام لکھا گیا۔ کہ منشی شیر علی خاں کے زر قرضہ کی نالش کے بموجب ان کا مختار عدالت میں حاضر نہیں ہوا۔ ان کو عدالت میں بہت جلد حاضر ہونا چاہیئے۔

کٹھاکر داس امین کے نام پروانہ جاری ہوا کہ شاہ پور وانچا پور کے زمینداروں کے درمیان اپنی اپنی حدوں کے مقرر کرنے میں کچھ جھگڑا ہوگیا ہے۔ لہٰذا فریقین کی زمینوں کی حدیں مقرر کرنی چاہئیں۔

محمد اکبر علی خاں کا خط آیا کہ کوٹ قاسم کے زمیندار موضع جٹولی کا تمام غلّہ تحصیلدار کے بہکانے سے اٹھا کر اپنے گھر لے گئے۔ حالانکہ موضع جٹولی میری جاگیر ہے۔ مگر اُنہوں نے اس کا مطلق خیال نہیں کیا۔ حکم دیا جائے کہ میرا غلہ واپس ہو اور آئندہ ایسی زیادتی سے اجتناب کیا جائے۔

چنانچہ پروانہ کوٹ قاسم کے تحصیلدار کے نام روانہ کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ اکبر علی خاں کے خط کی نقل بھی بھیجی۔ (کوٹ قاسم بادشاہ کی ذاتی جاگیر تھی) کوٹ قاسم کے تحصیلدار کی عرضی پہنچی۔ کہ اکبر علی خاں نے موضع جٹولی کی اپنی زمین میں موضع شاہپور جبٹ جاگیر شاہی کی دو سو پچاس بیگہ زمین کو ناجائز طور پر شامل کر لیا ہے۔ اس عرضی کی نقل بھی ایک خط کے ساتھ اکبر علی خاں زمیندار کے نام روانہ کر دی گئی۔ تاکہ وہ اس کے جواب میں اصل حقیقت سے مطلع کریں۔ زبردست خاں فرخ نگری کا خط بادشاہ سلامت کی خدمت میں پیش ہوا۔ اس میں لکھا تھا کہ فرخ نگر جانے کے لئے مجھ سے ضمانت طلب کی گئی ہے۔ مگر کوئی ضامن میسّر نہیں آتا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ میری طرف سے کسی قسم کی بدچلنی عمل میں نہ آئیگی اور میں فرخ نگر میں پہنچکر نہایت با امن اور مرنجاں مرنج زندگی بسر کروں گا۔

سُنا گیا ہے کہ چالیس لاکھ روپیہ دس لاکھ کا سونا اور بہت سی توپیں جو لاہور کے سکھوں سے حاصل ہوئی تھیں دہلی کے انگریزی خزانہ میں داخل ہوئیں۔

۸ مئی سنہ ۱۸۴۶ء } حضور بادشاہ سلامت عرس کی تقریب میں حضور سلطان الاولیاء محبوب الٰہی قدس سرہٗ کے مزار پرُانوار پر حاضر

ہوئے پھولوں کی ایک ایک چادر اور گلاب کا شیشہ ایک ایک اشرفی اور پانچ پانچ روپے حضرت نظام الدین اولیا اور حضرت امیر خسرو کے مزارات کے لئے بطور نیاز نذر پیش کش کیے۔ ایک اشرفی خدام کو مرحمت فرمائی۔ اور اپنے دولت خانہ واقعہ درگاہ حضور قطب صاحب میں واپس تشریف لے گئے۔

حکیم محمد اسمٰعیل خاں کی عرضی پہنچی۔ کہ فدوی نے تنخواہ کی تقسیم میں تین ہزار روپیہ کی بچت کی ہے لیکن شہزادہ مرزا غلام فخر الدین صاحب بہادر اپنی تین سو روپیہ کی کمی سے ناراض ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس مرتبہ ملازموں کی تنخواہ دو اوُں کے اخراجات وضع کرنے کے بعد تقسیم کی جائے گی۔

صاحب کلاں بہادر کے نام شقہ روانہ کیا گیا کہ حکیم امام الدین خاں بہادر نواب زینت محل بیگم کے علاج معالجہ میں مصروف ہیں۔ ان کو نواب صاحب فرخ آباد کے معالجہ کے واسطے روانہ نہیں کیا جاسکتا۔ اگر ان کو رخصت کر دیا جائیگا تو بیگم صاحبہ کے علاج میں مشکل واقع ہوجائے گی۔

آغا حیدر ناظر کے نام ایک شقہ جاری کیا گیا کہ سلاطین کو سمجھا دیا جائے کہ قرض لینے سے ہاتھ روکیں کیونکہ جب قرض خواہ عدالت انگریزی میں دعویٰ کرتے ہیں اور انہیں کچہری میں گھسٹنا پڑتا ہے تو خاندان تیموریہ کی بڑی بدنامی ہوتی ہے۔

نواب حامد علی خاں بہادر بادشاہ سلامت کے حسب الطلب لکھنؤ سے مجرے کیلئے حاضر خدمت اقدس ہوئے۔ ایک اشرفی ایک ٹوپی ایک کارچوبی رومال حضور انور کی خدمت میں اور ایک ٹوپی ایک پیش قبض اور جامہ وار کا ایک تھان ایک اطلس کی جوتی لکھنؤ کے تحائف میں سے مرزا شاہرخ بہادر کی خدمت میں پیش کیے پانچ روپیہ نواب زینت محل بیگم صاحبہ کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا۔ بادشاہ سلامت کی پیش گاہ سے اور شاہزادہ محمد شاہرخ بہادر کی طرف سے بھی ایک ایک دوشالہ مرحمت

کیا گیا۔

دار البقا مکان حضور انور نے خالی کرنے کا حکم دیا تھا۔ اسکے متعلق میرزا شہاب الدین خلف میرزا انعم بخت کی عرضی سر چارلس مٹکاف کی چٹھی کے ساتھ صاحب کلاں بہادر کے نام آئی۔ اور حضرت عرش آرامگاہ کا دستخطی فرمان متعلقہ مکان مذکورہ بھی اسی عرضی کے ہمراہ منسلک تھا۔

نواب طامس تہا فلس مٹکاف بہادر نے کچہری ایجنٹی کے علاقہ میں خاص اپنی کوٹھی پر دہلی کے مدرسہ کے طلبار کو طلب فرمایا۔ سب کا امتحان لیا۔ جو اچھے نمبروں میں کامیاب ہوئے۔ انہیں اپنی دستخطی سند عطا فرمائی۔ اور ایک سو پچاس طالبعلموں کے وظائف میں طلبار کی حسب لیاقت دو دو اور چار چار روپیہ کا اضافہ فرمایا۔

جیمس اسکنر صاحب کی چٹھی کے بموجب دو ہزار سواروں کی وردی کی تیاری کے لیئے پانچ ہزار روپیہ خزانۂ سرکاری سے دیے گئے۔ مبلغ دو لاکھ روپئے نقد۔ اور ۹۹ ہزار روپیہ کا سونا جو لاہور سے آیا تھا اور دہلی کے خزانہ میں داخل تھا۔ دار الضرب آگرہ میں بھیجدیا گیا۔ صاحب کلاں بہادر نے تجویز فرمایا کہ اس روپیہ کو پگھلا کر چہرہ شاہی سکہ کا روپیہ بنانا چاہیئے۔ اس کام کیلئے جامع مسجد کے پاس ایک مکان تجویز کیا گیا۔

بتاریخ ۸ ماہ حال ایکسو نوے[۱۹۰] توپیں جو سکھوں سے جنگ میں فتحمندی کے بعد حاصل ہوئی تھیں اور چھتیس[۳۶] توپیں جو گورنمنٹ بہادر کے تسلط کے بعد لاہور کے لوگوں نے خود بخود سپرد کی تھیں شہر دہلی کی فصیل کے مابین میگزین کے مکان میں رکھی گئیں۔ یہ توپیں بہت بڑی، بہت خوبصورت، بہت عمدہ ہیں۔ ان کے حاصل کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انگریزوں کی فوج بہت جرار، دلاور، اور شجاع ہے جس نے ہمت مردانہ کی وجہ سے اسقدر نمایاں کامیابی کے ساتھ مال غنیمت حاصل کیا۔ توپیں اس قدر عجیب و نادر ہیں کہ بڑے بڑے انگریز لوگ اور عامۃ الناس جوق جوق ان کے

دیکھنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں۔ تین توپیں تو ان میں سے اسقدر بھاری تھیں کہ ایک ایک توپ کو تین تین ہاتھیوں نے بمشکل تمام کھینچکر منزل مقصود تک پہنچایا۔

دہلی میں ماہ فروری کی پانچ تاریخ تک چھوٹے بڑے عورت مرد کی ۳۶۳ اموات واقع ہوئیں۔ ہر ایک کا نام اور عمر کا لکھنا فضول ہے۔ اس سے قطع نظر کیا جاتا ہے۔

۱۵ مئی ۱۸۴۶ء حضرت شاہ جہاں دہلی اپنے دولت خانہ واقع درگاہ قطب صاحب میں تشریف لیگئے۔ غلام علی خاں نے جو نواب حامد علی خاں کے ہمراہ لکھنؤ سے آئے تھے پانچ روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ اور نواب حامد علی خاں نے ایک سو تانبے کے کھلونے اور کپڑے شہزادہ جواں بخت بہادر کے سامنے پیش کئے۔

ایک خط بادشاہی وظیفہ کے اضافہ اور فتح لاہور کی مبارکبادی کے متعلق صاحب کلاں بہادر کے خط کے ساتھ نواب گورنر جنرل کی خدمت میں بھیجا گیا۔

جو خزانہ لاہور سے دہلی کی طرف روانہ کیا گیا تھا۔ ماہ گذشتہ کی ۱۳ تاریخ کو دہلی پہونچ گیا۔ دری چاندی اور سونے چاندی کے برتنوں وغیرہ کے اشتہارات لوگوں میں تقسیم کر دیے گئے۔ مسٹر گرین کو اس کام کے لئے متعین کیا گیا ہے۔ کہ وہ ہر چیز کی قیمت تجویز کریں۔

(مال غنیمت اور اسباب خانگی فروخت کرنے کی عادت انگریزوں میں قدیمی ہے۔ ہندوستانی حکمراں اسکو عیب سمجھتے تھے۔ حسن نظامی)

دہلی کے ریزیڈنٹ بہادر کو یہ خبر سنائی گئی کہ ۳۲ لاکھ روپیہ نقد اور ۱۹ لاکھ روپیہ کا سونا۔ انگریزوں کی دو کمپنیوں اور تلنگوں کی دو کمپنیوں کی زیر حفاظت لاہور سے دہلی آگیا۔ اور خزانہ میں داخل کر دیا گیا۔

ایک مشہور ذمہ دار انگریز افسر اکبر آباد سے دہلی میں آیا اور درخواست کی۔ کہ میں پرانے سکہ کے روپے چہرہ شاہی سکہ کی صورت میں ڈھالنا چاہتا ہوں۔ اس

مضمون کی ایک چٹھی ریزیڈنٹ بہادر کو بھی لکھی تھی جس میں ۱۲ بیگہ زمین جامع مسجد کے پاس سکہ ڈھالنے کے لئے طلب کی تھی۔ حقیقت حال دریافت کرکے رائٹ سن بہادر کے نام رقعہ لکھدیا گیا کہ صاحب موصوف کو درخواست کے بموجب زمین مرحمت کردیجائے

۲۲ مئی ۱۸۴۶ء } حضرت شاہ جہاں پناہ دہلی موضع مہرولی والے مکان میں جو حضور قطب الاقطاب علیہ الرحمۃ کے مزار پُر انوار کے متصل واقع ہے رونق افروز ہیں۔ بادشاہ سلامت کا مزاج کسی قدر برہم ہے۔ کیونکہ بعض نمک حرام اہل کاروں نے سلطنت کو نقصان پہنچانے کے لئے شاہی ملکیت کی اشیاء میں خیانت کی تھی۔ اور تنخواہ داروں کے حقوق کو بھی نقصان پہنچانے کے لئے سازش کی گئی تھی۔ اور فتنہ پردازی کا ایک ایسا جال بچھایا تھا جس سے سلطنت کے کاروبار میں فرق آنے کا اندیشہ تھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ فسادیوں نے محض تخت خلافت کے رونق و جبروت کو کم کرنے کے لئے اس قسم کی ریشہ دوانیاں کی ہیں۔ جب سلطنت کے کاروبار کی یہ حالت اور بدلگام سیہ بخت ارکان و اعیان کی یہ کیفیت ہو تو بادشاہ سلامت کیوں کبیدہ خاطر نہوں۔ خدا کرے ان تمام امور کا تصفیہ نواب صاحبکلاں بہادر کی رائے مبارک کے موافق بہت جلد ہو جائے۔ جس طرح علاقہ کوٹ قاسم کا انتظام نواب صاحبکلاں بہادر نہایت خیر و خوبی کے ساتھ فرما رہے ہیں۔ اسی طرح اگر یہ تمام انتظام جس میں اخلاقی ڈاکوؤں کو لوٹ مار کا موقعہ مل گیا ہے نواب صاحب کلاں بہادر کے ذمہ ہو جاتے تو یکلخت تمام برائیاں بہت آسانی کے ساتھ دور ہوسکتی ہیں اور سچے خیرخواہوں کے حقوق کی حفاظت کا کماحقہ انتظام بھی ہوسکتا ہے اور ہرکس و ناکس کی شکایتیں بھی رفع دفع ہوسکتی ہیں۔

(کچھ تو شاہی اہل کار نالائق تھے اور کچھ جدید حکومت کے جوڑ توڑ ایسے حالات

مہیا کرتے تھے جن سے رفتہ رفتہ اندرونی انتظامات بھی انگریزی قبضہ میں آتے چلے جائیں۔ حسن نظامی)

حضرت شاہ بو علی قلندرؒ کی درگاہ کے خادموں نے تبرک پیش کیا اور اپنے حسب مراد ۲۵ روپیہ انعام حاصل کیے۔ حکیم امام الدین خاں صاحب نے نواب زینت محل بیگم صاحبہ کے علاج سے فرصت پائی۔ الحمد للہ بیگم صاحبہ کا مزاج اقدس اب رو بصحت ہے۔ حکیم صاحب نواب فرخ نگر کے معالجہ کے واسطے رخصت لے کر جانے والے ہیں۔

حافظ محمد داؤد خاں کی وفات پر بطور رسم تعزیت ان کی صاحبزادی اور صاحبزادوں کو ایک دو شالہ عنایت کیا گیا۔ بادشاہ سلامت کو اطلاع دی گئی کہ پنڈت ہیرالال وکیل نے صاحب کلاں بہادر کے حکم کی تعمیل کی غرض سے عدالت میں ایک درخواست پیش کی ہے۔ کہ نواب حسینی بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا محمد سلیم بہادر نے ابھی تک چاندنی محل کا مکان اور باغ روشن آرا۔ اور باغ سر ہندی کو خالی نہیں کیا۔ اس درخواست پر بیگم صاحبہ کو نوٹس دیا گیا کہ آٹھ روز کے اندر اندر دونوں باغ اور یہ محل خالی کر دو۔ ورنہ پولیس کے ذریعہ خالی کرایا جائے گا۔

بادشاہ سلامت کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ سرکار انگریزی کے اعلان کے بموجب ۵ مئی کو سرکاری میگزین کے متصل صاحبان عالی شان اور رؤسائے شاہجہاں آباد کا ایک بہت بڑا اجتماع تھا۔ اس جلسہ میں اُن توپوں کا مظاہرہ کیا گیا جو جنگ لاہور میں حاصل ہوئی تھیں۔

توپوں کے مظاہرہ کے بعد کپتان صاحب بہادر نے نواب گورنر جنرل بہادر کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ جس میں سکھوں کی عہد شکنی اور پھر اُن کا گرفتار ہو کر سزایاب ہونا اور لاہوری توپوں کا چھیننا اور ریاست لاہور کو مہاراجہ صاحب لاہور کے سپرد کر کے

اُن کی تاج بخشی کرنا۔ اور اُن سے مصالحت کا عہد و پیمان ہونا وغیرہ سب کچھ مذکور تھا۔ ماہ حال کی ۰ ارتاریخ کو یہ توپیں کلکتہ روانہ ہو جائینگی۔ اور جو بہادر لوگ مستحق انعام ہونگے انہیں انعام واکرام تقسیم کیا جائے گا۔

۲۲ر اپریل کو رابرٹسن صاحب نے تین پروانے کوتوال شہر کے نام جاری کئے۔ اول یہ کہ سونے چاندی کا بھاؤ روزمرہ لکھا کرو۔ دوسرے یہ کہ جو توپیں لاہور سے آئی ہیں ان کی مرمت کے لئے سامان بھیجو۔ اور سامان کے ساتھ لوہار اور قلعی گروں کو بھی آنا چاہئے۔ تیسرے یہ کہ تمام ہندوستانی امرا کو اطلاع دیدی جائے کہ جب ہاتھی پر سوار ہوکر بازار میں نکلیں اور سامنے سے کسی انگریز کی سواری آتی ہوئی ملے۔ تو اپنے ہاتھیوں کو بالکل کنارے کر لیا کریں تاکہ آنے جانے میں مزاحمت نہو۔ کوتوال شہر نے اُمرا کو اس حکم کی اطلاع بھیجدی اور دیگر امور کی انجام دہی کے لئے انتظامات شروع کر دیئے۔

(جب دہلی شہر بادشاہ کی ملکیت کہا جاتا تھا تو بادشاہی امرا کو یہ حکم کس استحقاق سے دیا گیا۔ درصل انگریز اپنی حکومت کا رفتہ رفتہ اظہار کرنا چاہتے تھے تاکہ عوام اس مغالطہ میں نہ رہیں کہ ان کا حکمراں بہادر شاہ ہے۔ حسن نظامی)

۲۹ر مئی ۱۸۴۶ء } حضور بادشاہ سلامت حضور قطب صاحب قدس سرہٗ کے مزار پُرانوار پر حاضر تھے۔ کہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ شریف کے خدام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ ہمیں درگاہ شریف میں رات کو بشارت ہوئی ہے کہ عنقریب حضور انور کو کوئی بہت بڑی مسرت حاصل ہونیوالی ہے۔ حضور نے اُن کو نسو روپے بطور نذر مرحمت فرمائے۔

(بشارتیں سُن کر خوش ہونے کے سوا، بچارے بادشاہ کے پاس اور کیا تھا۔ میرے

بزرگوں نے ایک سو روپیہ حاصل کرنے کا یہ ایسا ہی طریقہ ایجاد کیا ہوگا جیسا کہ اس زمانہ میں رواج تھا۔ بادشاہ کو مسرت خاص یہ ملی کہ گیارہ سال بعد قیدی بنکر رنگون بھیجے گئے۔ حسن نظامی)

دستار سربستہ۔ گوشوارہ۔ دوشالہ۔ سہ رقم جواہر۔ سیلہ ہر دو ار کی رخصت کی بابت شاہزادہ محمد شاہرخ بہادر کو عطا فرمائے۔ شہزادہ نے دو اشرفیوں کا نذرانہ حضور انور کی خدمت میں پیش کیا۔ لیکن خرچ راہ کے لیے کہیں سے روپیہ قرض نہ مل سکا۔ اسلئے سفر کا ارادہ ملتوی کیا گیا۔

خلعت پنج پارچہ گردہاری لال خزانچی کے بھتیجے گنگاداس کو تعزیت کی تقریب میں مرحمت کیا گیا۔

نواب موتی بیگم صاحبہ بیوہ مرزا محمد جمشید بخت بہادر نے ایک بہت خوبصورت گھنٹہ بادشاہ سلامت کی خدمت میں نذرانہ کے طور پر پیش کیا۔

دو آدمیوں نے بادشاہ سلامت سے مرید ہونے کا افتخار حاصل کیا۔ (بہت سے بے فکرے بادشاہ کے مرید ہوا کرتے تھے اور ان کی پانچ روپے ماہوار تنخواہ مقرر ہو جاتی تھی۔ حسن نظامی) بہت سے گھوڑے معائنہ کے لئے پیش کیے گئے۔ سب کے معائنہ کے بعد حکم دیا کہ ان میں جو گھوڑے ناتوان اور کمزور ہوں۔ انہیں درگاہ شریف میں نذر کے طور پر دیدو (موتی بچھیا بامن کے حوالے) مرزا محمد شاہرخ کو حکم دیا کہ رسالہ کے گھوڑوں کو جوان اور مضبوط ہونا چاہئے۔ ورنہ سواروں کی تنخواہ کم کردی جائیگی۔

صاحبکلاں بہادر کے نام ایک شقہ روانہ کیا گیا۔ جس میں بادشاہ سلامت کی طرف سے لکھا تھا کہ موضع ہرچنا بتول شاہی کو جو منشی شیر علی خاں کے پاس ٹھیکہ میں تھا۔ اپنے قبضہ میں لیکر اسکا انتظام اور بندوبست کردو۔ چنانچہ صاحبکلاں

بہادر نے صاحب کلکٹر ضلع کے نام حکم بھیجا کہ موضع سرجنا بیت المال شاہی پر تم اپنا قبضہ کر کے انتظام درست کردو۔ صاحبکلاں بہادر نے دو سو روپے بادشاہ سلامت کے عطا کردہ اور پچاس روپے باغ چاندنی چوک کی آمدنی کے کل ڈھائی سو روپے دو مہینہ کی تنخواہ کے مسٹر لارنس کو دیدیئے۔

(گویا مسٹر لارنس سوا سو روپئے ماہوار کے شاہی نوکر تھے) (یہ وہی لارنس ہیں جن کا بُت لاہور میں ہے اور جس پر لکھا ہے کہ حکومت تلوار کی چاہتے ہو یا قلم کی۔ حسن نظامی)

صاحبکلاں بہادر نے ایک چٹھی حضور انور کی خدمت میں بھیجی۔ اس میں وہ محضر نامہ بھی تھا جو قلعہ مبارک کے سلاطین نے اپنے مہر و دستخط کر کے باقاعدہ تنخواہ موصول نہ ہونے کی بابت حضور انور کی شکایت میں بھیجا تھا۔

جب نواب بنو بیگم صاحبہ زوجہ میرزا محمد سکندر شکوہ بہادر غم سلطانی نے انتقال فرمایا۔ تو مبلغ ایک ہزار دو سو روپیہ سالانہ سیر پور بکادلی کی آمدنی کا حصہ مرزا اقادر شکوہ (اولاد شوہری بیگم صاحبہ) پر تقسیم کیا گیا۔

عرض کیا گیا کہ رکھ (اودہ کے مطلوبہ آٹھ جانور چیتے وغیرہ اپنے محافظ نوکروں کی نگرانی میں حسب الحکم صاحبکلاں بہادر صاحب ضلع دہلی کے پاس بھیجدیے گئے۔ اُن جانوروں کو نیلام کر کے اُنکے محافظ نوکروں کی تنخواہ دی جاتی ہے۔ (یہ واقعہ سمجھ میں نہیں آیا۔ حسن نظامی)

۵ جون ۱۸۴۷ء } حضرت بادشاہ سلامت حضور قطب صاحب کے قریب والے مکان میں رونق افروز ہیں۔ ایک درویش نے حاضر ہو کر ایک تسبیح اجمیر شریف نذر کے طور پر پیش کی اور ایک اشرفی انعام میں لی۔ ایک شقہ طامس تا فلس مٹکاف بہادر کے پاس روانہ کیا گیا کہ سوا ضع شاہ پور جٹ وغیرہ جو ابھی تک آغا حیدر ناظر کے قبضہ میں ہیں۔ اپنے قبضہ اور تصرف

میں کر لو۔ ایک شقہ نواب انور محل بیگم صاحبہ کے نام نافذ کیا گیا۔ کہ بہاری لال ساکن بنارس کو دہلی میں طلب کیا جائے۔ انہوں نے شاہی امور کی مختاری کی درخواست کی تھی۔ آنے کے بعد وہ اس کام کا چارج لے لیں۔

بادشاہ سلامت نے خلیفہ محمد اسمٰعیل کو خلعت ششش پارچہ و سہ رقم جواہر عنایت کی۔ اور اندرمن و شنکر ناتھ کو جو خلیفہ اسمٰعیل کے ساتھ تھے۔ اور علاقہ سلطانی میں تقسیم تنخواہ کے کام کو بہت عمدگی کے ساتھ بجا لائے تھے۔ خلعت سہ پارچہ مرحمت ہوا۔ ان لوگوں نے دو بارہ روپیئے نذر کے پیش کئے۔

مرزا محمد کبیر الملک بہادر نے ایک کلا بتوں کا مخملی زیر انداز حضور کی خدمت میں بطور نذر پیش کیا۔ حضور نے اس نذر کو قبول فرمالیا۔

عرض کیا گیا۔ راجہ لادوہ کے پانچ درندے جو قرق ہو کر دہلی آئے تھے۔ نیلام کر دیے گئے۔ ان کو اہلکاران نواب جھجر نے بمبلغ ایک ہزار دس روپیہ میں خرید لیا۔

بادشاہ سلامت نے ایک خط صاحب کلاں بہادر کے نام لکھا۔ کہ مکان دارالبقا کو مرزا محمد شہاب الدین صاحب بہادر ابن مرزا حشمت بخت بہادر نے خالی کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ آجکل میں وہ خالی کر دینگے۔ صاحبکلاں بہادر نے بادشاہ سلامت کے اس خط کی پشت پر اپنی طرف سے عبارت لکھکر مرزا صاحب کے پاس بھیجدی۔

ایک پروانہ ہیرالال وکیل کے نام جاری ہوا کہ عدالت میں درخواست دی جائے کہ حسینی بیگم زوجہ مرزا محمد سلیم مرحوم باغ روشن آرا اور باغ سرہندی کو بہت جلد خالی کر دیں۔

صاحبکلاں بہادر کی عرضی پہنچی کہ حضور انور کی دو کشتیاں جو جھرو کہ کے نیچے سے چوری ہوئی تھیں۔ الہ آباد میں گرفتار ہوئی ہیں۔ ثبوت کے لئے عدالت فوجداری میں گواہوں کو پیش کرنا چاہیئے۔

حضور انور کے گوش گذار کیا گیا کہ نواب گورنر جنرل کا ایک خریطہ رئیس جھجر کے

نام آیا کہ تمہارے مختار عبدالصمد خاں اور اُن کی فوج نے علاقہ سرسی وغیرہ میں نہایت جانفشانی اور تن دہی سے فرائض منصبی کو انجام دیا ہے - اور اُن کی کوششوں سے نتیجہ بھی اچھا برآمد ہوا ہے - اُن کی کارگذاریاں صاحب ایجنٹ بہادر پر بھی اچھی طرح روشن ہو گئی ہیں - اس لئے صدر دفتر کے احکام کے بموجب آپ کو لکھا جاتا ہے - کہ آپ عبدالصمد خاں اور اُنکے ہمراہی افسروں کو خلعت وانعام مرحمت فرمائیں -

(یہاں ۲۹ رجون کی کیفیت مقدم ہو گئی ہے اصل ماخذ کی غلطی ہے جہاں سے یہ روزنامچہ لیا گیا ہے - حسن نظامی)

۲۹ رجون ۱۸۴۶ء } بادشاہ سلامت آجکل اپنے مہرولی والے مکانات میں رونق افروز ہیں حکم شاہی ہوا کہ ایک سو ایک روپیہ نواب حامد علی خاں کی صاحبزادی کی حاضری کے انتظام کے واسطے روانہ کیا جائے -

حکم دیا گیا کہ باغ حیات بخش اور مہتاب باغ کے دو ہزار درختوں کی کاٹ چھانٹ کر کے اُن کو ہموار کر دیا جائے -

خبر مشہور ہے کہ قلعہ کے برج کا تانبے کا ایک کلس جس پر سونے کا ملمع تھا قلعہ سے چوری ہو گیا - مرزا محمود شاہ بہادر کے ذمہ جو روپیہ ایک مہاجن کا قرض تھا اُس نے دعویٰ کر دیا - فیصلہ مدعی کے حق میں ہوا - اور اس نے ڈگری حاصل کر کے ان کے مکان کا ایک کمرہ اور اصطبل نیلام کرا دیا -

صاحب مجسٹریٹ بہادر نے شہر کے کوتوال اور تھانہ داروں کو حکم دیا ہے کہ نو سو چھکڑوں کا انتظام کیا جائے کیونکہ لاہور میں ان کی ضرورت ہے -

ایجنسی کی طرف سے نواب حسینی بیگم صاحبہ بیوہ مرزا محمد سلیم بہادر کی خدمت میں ایک خط لکھا گیا کہ باغ روشن آرا اور باغ سرہندی کو ڈھائی دن کے اندر اندر خالی کر دیا جائے ورنہ ملازمان فوجداری مدت معینہ گذرنے کے بعد زبردستی خالی کرا کے ملازمان سلطانی کے حوالہ کر دینگے

بادشاہ سلامت سے عرض کیا گیا کہ گیارہ ہزار چار سو روپے پرگنہ کوٹ قاسم کی آمدنی

کے تحصیلدار صاحب نے بھیجے تھے۔ نواب صاحب کلاں بہادر نے وہ سب روپیہ قرضداروں کی ادائگی میں خرچ کر دیا۔

نواب طامس سافلس شکلف بہادر نے صدر دفتر کے حکم کے بموجب ایک دوشالہ ایک کمخواب کا تھان ایک بنارسی دوپٹہ ایک سرج کا تھان اور اس کے علاوہ دوسرے قیمتی کپڑے اور ایک ولایتی بندوق خلعت کے طور پر نواب جھجر کی فوج کے کرنیل عبدالصمد خاں کو مرحمت فرمایا۔ اسلئے کہ انہوں نے سرسے کے باغیوں کی سرکوبی میں بہادری اور جرأت کے ساتھ کام کیا تھا۔ کرنیل عبدالصمد خاں کے ساتھ ایک اور کرنیل تھے انہیں بھی خلعت چہار پارچہ اور پستول کا ایک جوڑا دیا گیا۔

صدر دفتر کے حکم کے بوجب سرمٹکاف بہادر آج کل جاگیرداروں کی جاگیروں کی دیکھ بھال کے کام میں مصروف ہیں۔

ہرویال تانون گو نے دہلی کے پرگنوں کا ایک نقشہ بنا کر نواب گورنر جنرل بہادر کی خدمت میں ملاحظہ کی غرض سے بھیجا تھا پسند کیا گیا اور اس خدمت کے صلہ میں پانچ سو روپے انعام ملے۔

اطلاع آئی کہ نواب دلاور خاں مندراجی جو علوم انگریزی کی تحصیل کی غرض سے گئے ہوئے تھے۔ فارغ التحصیل ہو کر آ گئے۔ اور آجکل راجپورہ کی چھاؤنی میں مقیم ہیں ان کی خواہش کے مطابق چھ سوار اور تلنگوں کا پہرہ ان کے لئے مقرر کر دیا گیا ہے۔

اب سے پہلے جہاں پناہ بادشاہ دہلی رزیڈنٹ دہلی کو اس خطاب سے یاد کیا کرتے تھے :۔ "فرزند ارجمند سلطانی معظم الدولہ امین الملک اختصاص یار خاں طامس تہیافلس شکاف بہادر فیروز جنگ" آج ارشاد عالی ہوا چونکہ انہوں نے قلعہ کی مرمت و درستی کا کافی انتظام کر دیا ہے۔ شاہی دیہات کے انتظام و انصرام اور بعض دوسرے کاموں کے سرانجام دینے میں امید سے زیادہ کوشش کی ہے۔ اسلئے ہم ان سے بہت زیادہ خوشنود

ہوا۔ اسکے بعد حکیم احسن اللہ خاں کی طرف خطاب کر کے فرمایا۔ مجھے صاحب کلاں معظم الدولہ بہادر کی خیر خواہی اور ہمدردی سے بہت خوشی حاصل ہوئی ۔ اسلئے دفتر خانہ میں حکم دیدیا جائے کہ ان کے پورے القاب کے ساتھ " فرزند ارجمند بجان پیوند سلطانی " بھی ضرور لکھا جائے۔ اب سارے القاب کی یہ صورت ہوئی :۔" فرزند ارجمند بجان پیوند سلطانی معظم الدولہ امین الملک اختصاص یار خاں طامس تھیافلس مٹکاف بہادر فیروز جنگ"!

لیکن خاکسار ایڈیٹر احسن الاخبار اپنے ناظرین کی خدمت میں عرض گذار ہے کہ اتنا لمبا چوڑا القاب لکھنے سے طوالت ہوتی ہے ۔ اور بعض لوگ پڑھتے ہوئے گھبراتے ہیں اور شکایت لکھکر بھیجتے ہیں ۔ اسلئے لوگوں کے سمجھانے کے لئے ان کا نام نامی صرف نواب معظم الدولہ بہادر دام اقبالہ تحریر کیا جائیگا ۔ ناظرین نوٹ کرلیں ۔ اس اختصار میں کام نکلجائے گا اور ناظرین کا فضول وقت ضائع نہ ہوگا۔

۲۶ر جون ۱۸۴۶ء } (یہ تاریخ مقدم ہونی چاہئے تھی ۔حسن نظامی) حضور جہاں پناہ حویلی واقعہ مزار حضور قطب صاحب میں رونق افروز ہیں ۔ ایک شقہ بنارس میں نواب جہاں زیب بانو بیگم صاحبہ کے نام روانہ فرمایا کہ وہ ہزار روپے کا ایک بنارسی دوپٹہ خرید کر بھیجدو ۔ ایک گھوڑا ایک سوداگر سے مبلغ ۴۰۰ روپے میں خرید فرمایا ۔ ایک گمنام عرضی حضور کے سامنے پیش ہوئی ۔ جس میں لکھا تھا ۔ کہ اگر حکیم احسن اللہ خاں کی جگہ مجھے مقرر کیا جائے تو میں پانچ چار ہزار روپے نذرانہ پیش کروں گا ۔ چونکہ عرضی پر بھیجنے والے کا نام نہیں تھا ۔ اسلئے حضور نے اُن ملازموں پر غصہ ظاہر فرمایا ۔ جن کے توسط سے یہ عرضی حضور تک پہنچی تھی ۔

ساگر مل پسر لالہ رام جتمل متوفی کی عرضی نظر فیض انور سے گذری ۔ اسمیں مذکور تھا کہ اگر مجھے آغا حیدر ناظر کی جگہ عہدۂ نظارت پر مقرر کردیا جائے تو میں دس ہزار روپیہ نذرانہ پیش کروں گا ۔ حکم ہوا کہ جب ہم آغا حیدر ناظر کا تمام روپیہ جو ہمارے ذمہ ہے

ادا کر دیں گے تو اس کے بعد دیکھا جائے گا۔

ایک پیرزادے نے بواسیر کے لئے ایک مجرب تعویذ جہاں پناہ کی خدمت میں پیش کیا۔ جہاں پناہ نے اُسے پچاس روپے انعام کے مرحمت فرمائے۔

راؤ ہندو راؤ مرہٹہ نے ایک شکاری کتا پٹہ سمیت مرزا فخر الدین شاہزادہ کو ہدیہ کے طور پر بھیج دیا۔ دلی میں ہندو راؤ کا باڑہ اور اسپتال اب بھی موجود ہے۔ (حسن نظامی)

اطلاع دی گئی کہ نواب حسینی بیگم صاحبہ زوجۂ مرزا محمد سلیم بہادر مرحوم نے صاحب جج بہادر کی عدالت میں اپیل کیا ہے۔ کہ باغ روشن آرا اور باغ سرہندی کی ملکیت کی سند میرے پاس موجود ہے۔ پھر مجھے یہ کیوں خالی کرائے جاتے ہیں۔

صاحب جج بہادر نے مجسٹریٹ بہادر سے رپورٹ طلب کی۔ نواب معظم الدولہ بہادر نے ایک پروانہ پنڈت ہیرالال وکیل کے نام جاری فرمایا۔ کہ تم صاحب جج بہادر کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرو کہ نواب گورنر جنرل کے حسب الحکم بادشاہ دہلی کو اس قسم کے مکانوں کے لینے دینے کے تمام حقوق حاصل ہیں جن کی نسبت شاہی ملکیت کا دعوہ کیا گیا ہے۔ صاحب جج بہادر نے وکیل صاحب سے کہا کہ بیگم صاحبہ کا دعوٰی پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا اور نہ اُن کے پاس کوئی اور کافی ثبوت موجود ہے۔ اس لئے بہت جلد ان باغوں پر ملازمان سلطانی کا قبضہ ہو جائے۔

نواب میر حامد علی خاں نے صاحب کلاں بہادر سے عرض کیا کہ میرے ایک لاکھ اور کئی ہزار روپے حضور والا کے ذمہ نکلتے ہیں۔ اگر اُن میں سے کچھ روپیہ مجھے اس وقت مرحمت کر دیا جائے تو بڑا کرم ہوگا۔ صاحب کلاں بہادر نے کہا۔ میں نے سرکار والا سے عرض کیا تھا۔ مگر اس وقت انتظام ممکن نہیں ہے۔

چونکہ نواب جھجر نے جنگ لاہور کے زمانہ میں سامان رسد چھاؤنی فیروز پور میں بھیجا تھا۔ اسلئے افسر چھاؤنی کو اطلاع دی گئی کہ دو ہزار دو سو اسی روپے نواب

جھجر کے پاس بھیج دیے جائیں۔

جن لوگوں نے علاقہ سرسہ کی جنگ میں بہادری اور جاں بازی کے جوہر دکھائے تھے۔ جیسے سمندر خاں وغیرہ ان کو محکمۂ ایجنسی سے خلعت و انعام مرحمت کیا گیا اور حکامِ وقت ایسے بہادروں کی وفاداری اور جاں نثاری سے بہت مسرور ہوئے۔

ریجنٹ بہادر کے نام شقہ لکھا گیا کہ کوٹ قاسم کی نصف آمدنی قرضداروں کو دی جاتی اور نصف ہمارے پاس بھیج دی جائے۔ اسکے جواب میں عریضہ موصول ہوا قرض اور پیہ کی ادائگی کے متعلق یا تو حضور کے حکم کی تعمیل کیجائیگی۔ یا ایجنسی سے روپیہ دیدیا جائیگا

اطلاع دیگئی کہ مسٹر جیمس اسکنر کے رسالہ کے چھ سو سوار شہر پناہ کے باہر تیس ہزاری کے باغ میں ٹھہرے ہوئے ہیں اُن میں صبح کی قواعد کے وقت ایک سپاہی گھوڑے سے گر کر مر گیا۔

کئی دن سے دہلی میں مینہ برس رہا ہے، بادل کڑک رہے ہیں، بجلی چمک رہی ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہیں، گرمی کی ہوا اُکھڑ رہی ہے۔ بلکہ کسی قدر سردی کا اثر غالب معلوم ہوتا ہے۔

فرخ آباد میں دسویں رجمنٹ کے ایک نوجوان سپاہی شیودین چیدن نامی نے آدھی رات کے گذرنے کے بعد اپنے افسر کو جان سے مار ڈالا۔ سپاہی کو گرفتار کر لیا گیا قاتل سے اس طرح قتل کرنے کا سبب پوچھا گیا۔ تو اُس نے بتایا کہ افسر نے دن کے وقت مجھے گالیاں دی تھیں، اس سبب سے میں نے اسے جان سے مار ڈالا۔ قاتل محافظوں کے پہرہ میں ہے۔ ہندوستانی لوگ گالیاں برداشت نہیں کرسکتے۔

۱۰ جولائی ۱۸۴۶ء } حضور انور اپنے مہرولی کے دولت سرا میں رونق افروز ہیں۔ جب سلاطین کی پلٹن محل مبارک کی پاسبانی کے لئے مرتب ہوئی تو بخشی گیری کا خلعت مرزا مغل بہادر کو دیا گیا۔ اور ایک جوڑا دوشالہ

کا مرزا مسعود شاہ بہادر وغیرہ کو جمعداری اور دفعداری کے عہدہ کی بابت دیا گیا ان لوگوں نے ۱۸ روپیہ بطور نذرانہ کے پیش کئے۔

حاجی خاں کوکہ کی عرضی ایوان مکند پور سے اس مضمون کی پہنچی۔ کہ ہندو مسلمانوں کے درمیان فساد ہو گیا۔ اور میرے بھائی اس فساد میں مارے گئے۔ اسکے جواب میں راجہ ایوان مکند پور کے نام ایک شقہ روانہ کیا گیا۔ کہ اس جھگڑے کی پوری حقیقت ہمارے پاس لکھکر بھیجو۔

محمد علی درویش حاضر ہوئے۔ اور مکہ معظمہ جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ بادشاہ سلامت نے ۲۵ روپے عنایت فرمائے۔

شہنشاہ اولیا خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ شریف کی نیاز کے لئے ایک چاندی کا چراغ، ایک نقارہ کا جوڑا، ایک اشرفی اور پانچ روپے مہندی کا لیجانے والے فقرار کو دیے گئے۔ یہ فقرار ہر سال مہندی لیکر دہلی سے اجمیر شریف تک پا پیادہ جاتے ہیں

ایک ہزار تین سو روپیہ کی ہنڈی آن شہزادہ بہادر کے خرچ کے لئے بمبئی روانہ کی گئی جو حج کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔

معظم الدولہ بہادر کی عرضی اس مضمون کی پہنچی کہ لال ڈگی تالاب کے پاس ایک ٹوٹا ہوا کنواں ہے اور ادھر سے لوگوں کی آمدورفت کا سلسلہ ہے کہیں ایسا نہ ہو کوئی بیخبر آدمی اس میں گر پڑے۔ اسلئے ضروری ہے کہ اسکی مرمت کرادی جائے۔

لالہ زور آور چند کو حکم دیا گیا کہ سواری خاص کے ہاتھی کے لیے سقرلاتی بالاپوش تیار کرا دیا جائے۔

نواب تاج محل کو چوڑیوں کیلئے پانچ سو روپے مرحمت فرمائے گئے اور سو روپے حضرت خواجہ غریب نواز کی درگاہ کے لئے اور خلعت سہ پارچہ وکمبل متعینہ درگاہ کیلئے چھڑیوں کے میلہ کی تقریب میں عطا کئے۔ خدا بخش اور اسکے علاوہ میرا ور خواجہ سراؤں

کو جو مکہ جانے والے ہیں خلعت اور ایک سال کی تنخواہ پیشگی دی گئی۔

عرض کیا گیا کہ والی جھجر نے مہم لاہور کے لئے جن سواروں اور پیادوں کو بھیجا تھا۔ صدر دفتر سے ان کی فہرست طلب ہوئی ہے تاکہ ایک مہینہ کی تنخواہ انھیں بطور انعام کے دی جائے۔

صاحب کلاں بہادر نے حضرت پیر و مرشد کے حکم کے مطابق جواہر لال و بھولا ناتھ ٹھیکہ داروں کو چٹھی لکھی کہ تال کٹورہ کے باغ کو ولیعہد بہادر کے سپرد کردو۔ حساب سے تمہارا جو کچھ نکلے گا سب ادا کر دیا جائے گا۔

عظمت علی ناگپور کے رہنے والے کی عرضی اس مضمون کی نظر فیض انور سے گذری کہ فدوی مختاری کے عہدہ کے لئے دس ہزار روپیہ نذرانہ کے طور پر پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ حضور نے اس عرضی پر دستخط فرما کر لکھ دیا کہ غور کرنے کے بعد جواب دیا جائیگا۔

اطلاع دی گئی کہ مرزا عباس شکوہ خورد سال کے سونے کے کڑے کسی نے سوتے میں نکال لئے ہیں۔ خواجہ سراؤں اور لونڈیوں کو حکم دیا گیا کہ تلاش کر کے کڑے حاضر کرو۔ ورنہ کڑوں کی قیمت تمہاری تنخواہ میں سے وضع کر لی جائیگی۔

صاحب کلاں بہادر کے پاس خط بھیجا گیا۔ کہ رمضانی کے بہکانے اور اسکو شہر سے قلعہ میں لانے کا جرم ایک زنگی پر ثابت ہو گیا ہے۔ اس جرم کی سزا تجویز کر کے لکھو تاکہ مجرم اپنے کئے کی سزا کو پہنچے۔

عرض کیا گیا کہ پیر محمد ترک سوار رسالہ ہشتم دہلی میں آیا۔ اور جالندھر کے کمان افسر کی سفارشی چٹھی ساتھ لایا۔ پیر محمد کا مطلب یہ تھا کہ پرگنہ جھجر میں جو اس کی معافی کی اراضی ہے۔ اسے واگذاشت کرائے اور اس مطلب کے لئے اس نے اپنی درخواست صاحب کلاں بہادر کی خدمت گرامی میں پیش کی۔

ایجنٹی سے والی جھجر کے نام ایک مکتوب پہنچا کہ راجہ اجیت سنگھ لاڈوہ والا بھی

تک نظر بندی میں ہے۔ اور اس جگہ اُسکی کافی نگرانی کیجاتی ہے کسی طرح کا خدشہ نہیں ہے۔ صاحبکلاں بہادر نے راجہ کی درخواست کے مطابق اُن کے رہنے کے مکان میں باورچی خانہ بنانے کی اجازت دیدی ہے اور ہر طرح اُس کی آرام و آسایش کا خیال مدنظر ہے۔ البتہ صرف نظر بندی کی ایک تکلیف ہے۔

بادشاہ سلامت سے عرض کیا گیا کہ پانچویں تاریخ کو ایک لاکھ روپیہ نواب گورنر جنرل کے حسب الطلب دہلی کے خزانہ سے روانہ کیا گیا۔ اور اشرفی کے کٹرہ میں رام سہائے نے جو پورن چند گمانی لال کا گماشتہ ہے دولاکھ روپے کا دیوالہ نکالا تھا پورن چند گمانی لال نے جو لچھمن گڈھ علاقہ جے پور کے نامی گرامی ساہوکار ہیں جب یہ خبر سُنی تو فوراً دولاکھ روپیہ لچھمن گڈھ سے اپنے گماشتہ کے نام روانہ کردیا۔

راجہ لاڈوہ ۱۷ ارجون کو ایک متعینہ پہرہ کے ساتھ دہلی آگئے ہیں۔ اور ان کو ایک بالکل محفوظ جگہ ٹھیرایا گیا ہے۔ اور وہ پہرہ جو اُن کی حفاظت کے لئے دہلی میں مقیم تھا اپنی ڈیوٹی پر روزمرہ حاضری دیتا ہے۔ غالباً یہاں صرف تین چار دن قیام ہوگا پھر ان کو قلعہ الہ آباد میں مقید کرنے کے لئے یہاں سے روانہ کردیا جائے گا۔

حضور جہاں پناہ کے دربار میں جبکہ حضور اپنے دولت سرائے واقعہ حضور قطب صاحب میں رونق افروز تھے ایک ان شاہزادہ میرزا محمد شاہ رخ بہادر نے عرض کیا کہ یہاں ایک مقام میں ایک ایسا موذی سانپ سنا گیا ہے جس سے لوگوں کو سخت تکلیف اور نقصان جان کا اندیشہ ہے۔ حضور نے یہ بات سنتے ہی فرمایا۔ جلد بتاؤ وہ سانپ کہاں ہے۔ شہزادہ نے سانپ کے بل کے پاس لیجاکر اشارہ کیا کہ یہاں ہے حضور نے سانپ کو دیکھ کر ایک تیر ایسا مارا کہ اسکو دم لینے کی مہلت نہ دی اور فوراً مر گیا۔

راجہ اجیت سنگھ کے وکیل نے راجہ صاحب کی طرف سے درخواست پیش کی کہ میں معظم الدولہ بہادر سے ملاقات کرنی چاہتا ہوں۔ نواب صاحب بہادر نے درخواست

منظور کی اور اُن کی فرودگاہ میں تشریف لیگئے۔ راجہ نے عرض کیا کہ میرے گذارہ کے لئے جو عشہ ۲۵ روپیہ مقرر ہوئے ہیں۔ یہ بہت کم ہیں۔ اس سے نہایت تنگی اور پریشانی کے ساتھ بسر ہوتی ہے۔ اگر ساٹھ روپے بھی مقرر کر دیئے جائیں تو میرا گذارہ ہو جائے اور ایسی سخت تکلیف نہ ہو۔ جواب میں فرمایا کہ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ کہ تمہاری تکلیف دور ہو جائے۔ اس کے بعد کوئی چیز تحفہ کے طور پر راجہ صاحب کو مرحمت فرمائی اور رخصت ہو گئے۔

کپتان سمن صاحب بہادر نے جو تلنگوں کی ایک کمپنی اور ایکسو سوار ساتھ لیکر راجہ لاڈوہ کے ہمراہ انبالہ سے دہلی آئے تھے۔ صاحبکلاں بہادر سے عرض کیا کہ میں واپس جاتا ہوں۔ راجہ صاحب کی محافظت کا انتظام اب آپ کے ذمہ ہے۔ صاحبکلاں بہادر نے چھاؤنی کے کمان افسر کو ایک چھٹی لکھی۔ وہاں سے ساٹھ تلنگے آئے جنہیں راجہ صاحب کی حفاظت کے لئے متعین کر دیا گیا۔

مرزا خدا بخش سلاطین کی عرضی بادشاہ سلامت کی خدمت میں آئی کہ باغ سلاطین کے لئے جو سائر ہورہیں واقع ہے نہر کے پانی کا محصول معاف کر دیا جائے۔ ملاحظہ کے بعد حکم فرمایا کہ دستور کے خلاف نہیں ہوسکتا۔

محکمہ ایجنٹی سے داروغہ باغ چاندنی چوک کے نام حکم صادر ہوا کہ باغ روشن آرا اور باغ سرہندی پر ملازمان سلطانی کو قبضہ کر لینا چاہیئے۔

موضع اندھاؤلی (جو شاہی تولیت میں ہے) کے زمینداروں نے محکمہ ایجنٹی میں عرضی بھیجی کہ صاحب اسسٹنٹ بہادر ریزیڈنٹ دہلی نے اس موضع کو اپنی کوٹھی کے احاطہ میں شامل کر لیا ہے اور بے سبب اپنا قبضہ جما لیا ہے۔ اس عرضی کی انگریزی نقل جواب طلب کرنے کے لئے صاحب موصوف کے پاس بھیجی گئی۔

فرخ نگر کے رہنے والوں نے ایک عرضی بادشاہ سلامت کی خدمت میں بھیجی کہ

نواب صاحب فرخ نگر نے رعیت پر بہت ظلم ڈھا رکھا ہے۔ کام لیتے ہیں اور محنت کی اجرت نہیں دیتے۔ محکمہ ایجنٹی سے نواب صاحب فرخ نگر کے نام ایک خط لکھا گیا۔ کہ یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔ رعایا کے دل کو دکھانا بہت برا ہے۔ تم کو چاہئے کہ اس قسم کا رویہ رکھو کہ کسی کو شکایت کا موقعہ نہ ملے۔

اسسٹنٹ رزیڈنٹ بہادر لاہور کا خط منشی شیر علی خاں کے نام اس مضمون کا پہنچا کہ موضع اٹاوا کو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے تم کو عطا کیا تھا۔ اسکی تحقیقات کی گئی۔ مہاراجہ کی سند کے مطابق سرکار دولت مدار انگریزی نے بھی اُسے واگذاشت کردیا ہے۔ تم کو چاہئے کہ اسپر اپنا قبضہ کرلو۔

مسٹر جیمس اسکنر بہادر نے جن کے ماتحت دہلی میں رسالہ کے چھ سو سوار تھے ایک سو پچیس سواروں کے علاوہ سب کو موقوف کر دیا لیکن دو دو مہینے کی تنخواہ موقوف ہونے والوں کے حوالہ کردی گئی۔

عرض کیا گیا کہ مرزا جہاں شاہ بہادر اور مرزا الضبیت بخت بہادر کے ہاں فرزند تولد ہوئے ہیں۔ حضور اقدس نے دونوں کو چھٹی کی رسموں کے انجام دینے کے لئے کامدار جوڑے مرحمت فرمائے

زوجۂ مرزا شہاب الدین بہادر سلاطین کی وفات کی خبر سنکر حضور بادشاہ سلامت کو بہت رنج ہوا۔ اور جنازہ کی تیاری اور انتظام کیلئے خرچ مرحمت فرمایا۔

حضرت عرش آرامگاہ (بادشاہ کے والد اکبر شاہ) طاب ثراہ کے عرس کی تقریب کے موقعہ پر ایک ہزار تورے محلات شاہی میں اور ایک سو تورے امراء میں تقسیم کیے گئے۔ (تورہ ترکی لفظ ہے کئی قسم کے اعلیٰ کھانوں کے خوان کو جو کہار کی بہنگی میں آجاتے تورہ کہتے تھے۔ اس خوان میں ہر قسم کے سالن ہر قسم کے چاول اور ہر قسم کی مٹھائیاں ہوتی تھیں۔ ایک بہنگی یعنی دو خوان کا ایک تورہ ہوتا تھا۔ حسن نظامی)

۲۴ جولائی ۱۸۴۶ء } حضرت بادشاہ سلامت حضرت شاہنشاہ اولیا خواجہ معین الدین چشتی کے عرس کے موقعہ پر حضور قطب الاقطاب قدس سرہ کے مزار پُر انوار پر حاضر ہوئے۔ نیاز دلوائی۔ اور آستانہ کے خادموں کو ایک ایک اشرفی نذر دی۔

منشی شمس الدین صاحب کو مرزا محمد تیمور شاہ بہادر کی مختاری حاصل ہونے کی وجہ سے خلعت ہشتش پارچہ اور سہ رقم جواہر عطا فرمائے اور اپنی خوشنودی خاطر کا اظہار کیا۔

عرض کیا گیا کہ آغا حیدر ناظر کا انتقال ہو گیا۔ اور ان کے بجائے اُن کے داماد نواب حسین مرزا نے نظارت کا کام سنبھال لیا۔ حکم ہوا کہ ایک سو روپیہ حاضری کے خرچ کے لئے اُن کے گھر بھجوا دیئے جائیں۔

عالیہ بیگم صاحبہ خوشدامن آغا حیدر مرحوم کی عرضی بادشاہ سلامت کی نظر فیض انور سے گذری کہ نواب حسین مرزا کو مستقل طور پر نظارت کا عہدہ دیدیا جائے۔ ارشاد ہوا کہ فاتحہ خوانی کی رسموں کے بعد حکم صادر کیا جائیگا۔

آغا حیدر ناظر کی بیوی اور لڑکیوں کے لئے حضور بادشاہ سلامت نے دو شالے مرحمت فرمائے۔ آغا حیدر مرحوم ایک جوان خوبصورت نیک خصلت آدمی تھے جب ان کی طبیعت کسی قدر ناساز ہوئی تو انہوں نے یونانی علاج کی طرف توجہ کی۔ اتفاق سے قسمت نے ان کو ایک ناتجربہ کار خود پسند طبیب کے حوالہ کر دیا۔ اُس نے اُلٹا سیدھا علاج کرنا شروع کیا۔ یہ نہ سمجھا کہ مرض کیا ہے۔ نہ یہ خیال کیا کہ جو دوا میں دے رہا ہوں ان کے مزاج کے موافق ہے یا ناموافق۔ آخر وہی ہوا جو ایسے موقع پر ہونا چاہیئے تھا۔ ہوش حواس جاتے رہے نبض چھوٹ گئی۔ زندگی کی امید منقطع ہو گئی اس نازک وقت میں بعض خیر خواہوں نے رائے دی کہ ڈاکٹری علاج کی طرف رجوع کرنی چاہیئے۔ ڈاکٹر کے بلانے کے لیے آدمی کو بھیجا۔ ادھر آدمی ڈاکٹر کو لیکر آیا ادھر

انکی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ (بہت دولتمند تھے۔ بادشاہ بھی ان کے مقروض رہا کرتے تھے۔ دولتمند وہی ہوتا ہے جو کنجوس بھی ہو۔ اسی کنجوسی کی وجہ سے کسی ارزاں طبیب کو بلالیا ہوگا۔ حسن نظامی)

۳۱/جولائی سنہ ۱۸۴۶} حضور بادشاہ سلامت قطب صاحب میں رونق افروز ہیں۔ آغا حیدر کے داماد حسین مرزا کی عرضی کے جواب میں فرمایا کہ تمہیں عہدۂ نظارت سے اسوقت سرفراز کیا جاسکتا ہے جبکہ سات ہزار روپیہ نذرانہ پیش کرو اور مرحوم آغا حیدر کے نذرانہ کے دعوے سے دست برداری لکھدو۔

دونوں نڈیوں نے نواب زمانی بیگم صاحب بنت مرزا غلام فخرالدین بہادر شہزادہ کے زیورات چرائے تھے۔ اس جرم کی سزا کے طور پر انہیں قلعہ سے نکال دیا گیا۔

نواب تاج محل بیگم صاحبہ کو آثار حمل ظاہر ہوتے ہیں اسلیئے میاں کالے صاحب پیرزادہ حفاظت حمل کا تعویذ دینے کی غرض سے قلعہ معلی میں تشریف لیگئے۔

(نواب تاج محل بیگم، زینت محل بیگم سے دوسرے درجہ پر منظور نظر تھیں۔ اور رنگون بادشاہ کے ہمراہ نہ بھیجی گئی تھیں۔ ان کی خوبصورت حویلی بالیواڑہ میں ایک ہندو کے قبضہ میں ہے جن کا نام سری کرشن داس ہے۔ چاندی والے مشہور ہیں (حسن نظامی)

مرزا غلام بخت بہادر سلاطین نے عرض کیا کہ میں نے تین سومن والی ایک برنجی توپ خاص حضور والا کے لیئے تیار کی ہے۔ اگر حکم ہو تو میں توپ کے گیارہ فیر ملاحظہ میں پیش کروں۔ اس پہ قلعہ دار کو حکم دیا گیا کہ غلام بخت کو توپیں چلانے کی اجازت دیدی گئی ہے۔ تم ان کے کام میں مزاحمت نہ کرنا۔

عرض کیا گیا کہ رئیس فرخ نگر کی شکایتیں بہت کثرت سے موصول ہو رہی ہیں۔ رعیت ان کے ظلم و جور سے تنگ آگئی ہے۔ حد ہے کہ مزدوروں سے کام لیا جاتا ہے لیکن اُن کو مزدوری نہیں دی جاتی۔

محکمہ ایجنٹی کی طرف سے فرخ نگر کے وکیل کو حکم دیا گیا کہ اپنے موکل کو ہدایت کردو کہ وہ مزدوروں کو مزدوری دیکر ان کے ساتھ راضی نامہ کرلیں ۔ ورنہ اس نوابی سے اپنے آپ کو علیحدہ تصور کریں

مرزا شہاب الدین کی عرضی نواب معظم الدولہ بہادر کے خط کے ساتھ نظر فیض الور سے گذری کہ حضرت عرش آرام گاہ نے میرے والد سے نو ہزار روپیہ نذرانہ لیا تھا اور دار البقا کا مکان ان کے حوالے کر دیا تھا ۔ بندگان سلطانی ۹ ہزار روپیہ تو ادا کرتے نہیں لیکن مکان خالی کرانے کے لئے تقاضہ پر تقاضہ کر رہے ہیں ۔

عرض کیا گیا کہ جنرل ڈیوڈ کی بیوی مبارک النسا کے لئے محکمہ ایجنٹی میں ایک ہزار آٹھ سو روپیہ پہنچا ہے ، ان روپوں کا کیا کیا جائے ؟ اس پر صاحب کلاں بہادر کو اطلاع دی گئی کہ اگر بیگم صاحبہ لا دعویٰ ہوں اور اپنے آٹھ ہزار روپوں کا نوشتہ دیدیں تو یہ روپیہ ان کو دیدینا چاہیئے کیونکہ وہ اس روپیہ کی مستحق ہیں ۔ اور اگر وہ لا دعویٰ نہ ہوں اور اپنے آٹھ ہزار روپیہ کا نوشتہ نہ دیں تو اس صورت میں وہ اس روپیہ کی مستحق نہیں ہیں اور ان کو روپیہ نہ دینا چاہیئے

عرض کیا گیا کہ نواب صاحب بھوپال آج کل دہلی میں آئے ہوئے ہیں ۔ انہوں نے نواب معظم الدولہ بہادر سے شرف ملازمت حاصل کر کے خزانہ دہلی سے جو چار سو روپیہ ماہوار انکو مشاہرہ ملتا تھا اسکی بابت ایک انگریزی چٹھی پیش کی ۔ صاحب کلاں بہادر نے فرمایا کہ اس علاقہ کے ریذیڈنٹ کی چٹھی کے بغیر کوئی حکم نہیں دیا جا سکتا ۔ سمجھنے کی بات ہے حقیقت حالات کے علم کے بغیر کوئی کارروائی کیونکہ کی جا سکتی ہے ۔ (نواب صاحب بھوپال کو چار سو ماہوار عجیب معمہ ہے ۔ حسن نظامی)

مسٹر جان پاٹن لینس صاحب بہادر جج سشن شملہ جانے والے ہیں ۔ کیونکہ دہلی میں آج کل گرمی زیادہ پڑ رہی ہے ۔ ان کے جانے کے بعد مسٹر کالبین منجی صاحب ان کا چارج لینگے ۔ اس مہینہ میں سارے ہندوستان میں بارش بہت کثرت سے ہوئی ۔ کوئی مقام ایسا نہیں جہاں مینہ نہ برسا ہو ۔ دہلی میں تو یہ کیفیت ہے کہ اس ڈہائی ڈھوئی کے مینہ نے خلقت کو تباہ کر دیا ۔ مکان بہت کثرت سے گر رہے ہیں ۔ قاضی کے حوض کے محلہ میں بے چاری

چار عورتیں دب گئیں۔ سانس بھی تو نہیں لیا۔ آب رحمت کا اگر یہی جوش رہا تو آب زحمت ہو جائیگا اور مخلوق تباہ ہو جائیگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں ہر بلا سے بچائے۔

۷ جولائی ۱۸۴۶ء حضرت بادشاہ سلامت نے پھول والوں کے چودھری کی درخواست پر ۵ شعبان کو پھول والوں کی سیر کے میلہ میں شرکت کا وعدہ فرمالیا ہے۔ اس میلہ میں طرح طرح کے عمدہ عمدہ چھوٹے بڑے پنکھے اور رنگا رنگ کے پھول حضور قطب صاحب کے مزار انور پر چڑھائے جاتے ہیں اور نیاز دلائی جاتی ہے۔ ایک سو روپیہ اس میلہ کے خرچ کے لئے بادشاہ سلامت کی طرف سے مرحمت کئے گئے۔ (اب بھی یہ میلہ ہوتا ہے اور دہلی کی میونسپل کمیٹی دو سو روپے خرچ کے لئے دیا کرتی ہے۔ یہ میلہ ہندو مسلمانوں کا مشترکہ ہوتا ہے حسن نظامی)

عرض کیا گیا کہ نواب امین الدین خاں جاگیردار لوہارو کے علاقہ سے بہت سے زمیندار منحرف اور سرکش ہو گئے ہیں۔ اسلئے شریروں اور فسادیوں کے انتظام و تادیب کی غرض سے نواب صاحب نے چھ سو پیادوں کو ملازم رکھ لیا ہے۔

رئیس جھجر نے لال شوقیرام وکیل کو جو قدیمی شاہی کارندہ اور نہایت معتبر و تجربہ کار آدمی ہیں، بلاکر اپنی ریاست کا مختارکل بنا دیا اور ایک جوڑا دوشالہ مرحمت کیا۔

بادشاہ سلامت نے حکم بکرمت اشیم جاری کیا کہ جن علاقوں میں ٹوٹے ہوئے کنوئیں ہوں ان سب کی مرمت کردی جائے اور متعلقہ علاقہ کا کوئی کنواں ایسا باقی نہ رہے جو مرمت طلب ہو۔ (اس حکم کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ ملک انگریز کا حکم بادشاہ کا۔ حسن نظامی)

دفتر میں شاہی حکم نافذ ہوا کہ ہر کام نواب معظم الدولہ بہادر کے مشورہ اور رائے سے کیا جائے اور کسی صورت میں کسی دفتر کے آدمی سے ایسا فعل سرزد نہ ہو جو نواب معظم الدولہ کی ناخوشی کا باعث ہو اور تمام معاملات کو اس خوبی و عمدگی سے انجام دیا جائے کہ رعایا میں سے بھی کسی کو شکایت کا موقعہ نہ ملے۔ اور اراکین سلطنت اور سلطنت کا مفاد بھی مدنظر رہے

(بادشاہ کو احساس تھا کہ انگریزوں کے خوش رکھنے کی کتنی ضرورت ہے۔ حسن نظامی)

جو درویش حضرت میاں کالے صاحب کے ذریعے سے بادشاہ سلامت تک پہنچا اور عرصہ تک توحید و عرفان کی باتیں کرتا رہا تھا، حضرت بادشاہ سلامت نے اسے دو شہزیاں عنایت کیں اور نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کیا۔

مدراس سے جو شخص آیا تھا اس نے مرزا الٰہی بخش بہادر سلاطین کی معرفت ایک عرضی اور دو اشرفی کا نذرانہ پیش کیا۔ ارشاد ہوا کہ سائل کو صاحب کلاں بہادر کی معرفت درخواست پیش کرنی چاہئے تھی۔ باہر کے رہنے والوں میں سے کسی کی درخواست بغیر صاحب کلاں بہادر کی وساطت کے مقبول و مسموع نہیں ہو سکتی۔ ہمارا یہ مقررہ قاعدہ ہے اور اس کی خلاف ورزی بغیر کسی اشد ضرورت کے دشوار ہے۔ (میرزا الٰہی بخش کی نسبت بادشاہ کو پہلے سے معلوم تھا کہ وہ انگریزوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ حسن نظامی)

حاجی مرزا الٰہی بخش کو ارشاد ہوا کہ صاحب کلاں بہادر کی تحریر کے مطابق اُن لوگوں کی تحقیقات کی جائے جن لوگوں کے نام رشوت لیکر کاغذ پر چڑھا دیئے گئے ہیں۔

آغا حیدر ناظر مرحوم کی خوشدامن سے ارشاد ہوا کہ حساب زر قرضہ کے تصفیہ کے بعد اور تمام ارکین کی رائے لیکے تمہارے رشتہ داروں میں سے عہدۂ نظارت پر کسی کا تقرر کیا جائیگا۔

انگریزی میں شقہ تحریر کرنے کے لئے وکیل لندن کے نام حکم جاری کیا گیا۔

عرض کیا گیا کہ حکم عالی کے بموجب اُن سلاطین قلعہ کے تدارک کیلئے جنہوں نے آستانہ کے پیادوں کی چوکی پر پتھر پھینکے تھے، صاحب کلاں بہادر نے حکم دیا ہے کہ جب ہم صاحب قلعدار کو احکام تحریر کریں، اُس وقت ہمیں یہ بات یاد دلانا۔ اسکے لئے مناسب بندو بست کر دیا جائے گا۔

۱۴ اگست ۱۸۴۶ء { دہلی - ۲۳ - ماہ رجب المرجب حضور انور خاص پورہ کے دروازہ کے باہر رونق افروز ہوئے۔ ارکین دولت نے

سلام کیلئے صف بندی کی۔ حکیم احسن اللہ خاں اور مرزا شاہرخ بہادر نے حاضر دربار ہو کر چند عرضیاں ملاحظہ میں پیش کیں۔ اس کے بعد محل معلی میں تشریف لیگئے۔

دہلی ۲۴ ماہ رجب۔ توپ تیار کرنے کے عوض میں حضور معلی نے غلام نجف خاں کو خلعت سہ پارچہ عنایت فرمایا۔ خانصاحب نے بھی آٹھ روپے بطور نذرانہ پیش کئے۔

آج حضور انور نے لالہ شو قیرام وکیل کو نواب عبدالرحمن صاحب والی جھجر کے دیوان مقرر ہونے کی تقریب میں خلعت دوشالہ مرحمت فرمایا۔

دہلی ۔ ۲۷ رجب۔ آج وہ عریضہ جو منشی دیوالی سنگھ نے ریزیڈنٹ بہادر کے نام روانہ کرنے کے لئے لکھا تھا، حضور انور نے ملاحظہ فرمایا۔ ملاحظہ کے بعد اپنی مُہر خاص سے مزیّن کر کے تاج محمد دربان کو دیدیا کہ ریزیڈنٹ بہادر کو دے آؤ۔

دہلی ۔ ۲۸ رجب المرجب۔ ایک دوشالہ کا جوڑا بابت عہدہ وکالت میرزا سنگھ کو عنایت کیا گیا۔ انہوں نے بھی ایک اشرفی نذر کی۔ (ذرا میرزا سنگھ نام کو دیکھنا۔ حسن نظامی)

دہلی ۔ ۲۹ رجب۔ حضرت بادشاہ سلامت تخت جلالت پر رونق افروز ہوئے اور اُمراء نے شرف باریابی حاصل کیا۔ مرزا غلام فخرالدین بہادر کو عہدہ نظارت کے حصول کی تقریب میں خلعت ششش پارچہ وسہ رقم جواہر مرحمت فرمایا اور بیگم صاحب کے داماد حسین مرزا کو خلعت پنج پارچہ اور دو رقم جواہر مرحمت فرمایا۔ دونوں نے ایک ایک اشرفی اور گیارہ گیارہ روپے نذر کئے۔

راجہ دیوان مکندپور کے نام رقعہ لکھا گیا کہ عبداللہ خاں کے قاتل کو گرفتار کر کے دربار شاہی میں بہت جلد روانہ کرو۔ تاکہ اس سے قصاص لیا جائے اور رقعہ شاہی علاقہ کے تحصیلدار کو لکھا گیا کہ علاقہ کی آمدنی کا روپیہ پہنچ گیا۔ ہمیشہ اسی طرح پابندی وقت کا لحاظ رکھنا چاہئے۔

مرزا بلند بخت بہادر نے اس دنیائے فانی سے کوچ کیا اور جنت النعیم میں تشریف لے گئے۔ بادشاہ سلامت نے مبلغ چالیس روپے ان کے جنازہ کی تیاری کیلئے مرحمت فرمائے

اور ارشاد کیا کہ حاضری کا خرچ بھی بھیجا جائیگا۔ (بادشاہ کی کنبہ پروری کے سبب ان کے مصارف بہت ہی زیادہ تھے (حسن نظامی)

عرض کیا گیا کہ نواب حسینی بیگم صاحبہ زوجہ مرزا محمد سلیم بہادر نے عدالت دیوانی میں استغاثہ دائر کیا ہے کہ باغ روشن آرا و باغ سرہندی کو میرے شوہر نے مہر کے بدلہ میں مجھے دیا تھا۔ اب محکمہ ایجنٹی کے ذریعہ سے یہ دونوں باغ میرے تصرف سے نکل کر کارپردازان سلطنت کے قبضہ میں چلے گئے ہیں۔ جناب کالین لینجی صاحب بہادر جج نے اس بات کی صدر دفتر میں رپورٹ کی ہے کہ قابض قدیم کا قبضہ اٹھانا بغیر عدالت دیوانی کی ڈگری کے ناجائز ہے اور ملازمان سلطانی کے قبضہ میں ان دونوں باغوں کا دینا قانونی طور پر نادرست ہے۔ تو یہ دونوں باغ دوبارہ قابض قدیم یعنی نواب حسینی بیگم کے حوالے کئے جائیں۔ جب صاحبکلاں بہادر کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے استحقاق سلطانی کے ثبوت کے لیے کئی معقول دلیلیں ایک خط میں درج کر کے صدر دفتر میں روانہ فرمادیں (یہ سب جنگ زرگری تھی ورنہ آپس کی لڑائی برٹش افسروں کو مفید تھی۔ حسن نظامی)

رئیس فرخ نگر نے ظلم و ستم پر کمر باندھ لی ہے۔ فرخ نگر کے رہنے والے ہرکس و ناکس کو سخت شکایت ہے۔ ساہوکار سوکھا رام نے ایک چٹھی صاحب ریزیڈنٹ بہادر کے نام لکھکر بھیجی اور صاحبکلاں بہادر کی خدمت میں حاضر ہو کر زبانی عرض کیا۔ کہ نواب صاحب نے میری والدہ پر جو فرخ نگر میں رہتی ہیں طرح طرح کے ظلم ڈھا رکھے ہیں۔ صاحبکلاں بہادر نے سوکھا رام کی چٹھی کی نقل اپنے خط کے ساتھ نواب فرخ نگر کے پاس بھیجدی کہ اصل حالات سے مطلع کیجئے۔

نواب گورنر جنرل کی چٹھی کے بموجب صاحبکلاں بہادر نے بدرالدین علی خاں مہرکن کو طلب فرما کر حکم دیا کہ نواب گورنر جنرل کے نام کی ایک مہر بنا دو۔ ملکہ انگلستان نے جو نیا خطاب فتح لاہور کے وقت مرحمت فرمایا ہے وہ بھی مہر میں درج ہونا ضروری ہے

چوہتّرویں سالگرہ کی تقریب میں حضور انور نے دربار فرمایا۔ سات اشرفیاں اور پچیس روپے نذرانہ میں وصول ہوئے۔ (۱۸۴۶ء میں بادشاہ کی عمر ۷۴ برس کی تھی۔ اس حساب سے غدر ۱۸۵۷ء میں بادشاہ کی عمر ۸۵ برس کی تھی۔ خیال کرنا یہ بڑھاپا، یہ انقلاب، یہ صدمے، پھر بھی ہوش و حواس اتنے مضبوط تھے کہ اپنے مقدمہ میں بے مثل جواب دہی کرتے تھے۔ حسن نظامی)

۲۸ر اگست ۱۸۴۶ء رحیم الدین اور عبداللہ دو شخص دربار شاہی میں حاضر ہوئے۔ حضور انور سے قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ ہر ایک نے ایک ایک روپیہ نذر اور دو ٹوکریاں مٹھائی کی پیش کیں۔ اور مرید ہونے کی التجا ظاہر کی۔ حضور نے مرید کر لیا۔ اس کے بعد سلوک و عرفان اور عشق و محبت کی باتیں بیان فرمائیں۔ پھر ہر ایک کو ایک ایک رومال اور ایک تسبیح دے کر رخصت کیا۔

نواب حمید حسن خاں مرحوم (داماد آغا حیدر ناظر) کے بڑے لڑکے مرزا احمد عباس حسن خاں اور مرشد زادۂ آفاق مرزا محمد شاہرخ بہادر کی زوجہ محترمہ کے قرابت دار نواب محمد عبدالصمد خاں، صدر الصدور میرٹھ کے صاحبزادے محمد اصغر علی خاں، مرزا محمد شاہرخ کے توسط سے حضور انور کی خدمت گرامی میں شرف اندوز مجرا ہوئے اور درخواست کی کہ ہمیں بٹیر بازی کا فن سکھا دیا جائے۔ شاگردی کی شیرینی تقسیم کی اور حضور انور نے انہیں اس فن کی بعض خاص خاص باتوں سے آگاہ فرمایا۔ پھر دونوں کو خلعت دوشالہ سے معزز و ممتاز فرمایا اور بٹیروں کا ایک ایک پنجرا بھی عطا کیا۔ (جو حضرت مرید کرتے تھے وہ بٹیر بازی بھی سکھاتے تھے۔ بٹیر بازی، مرغ بازی، پتنگ بازی کو اس زمانہ میں علم و ہنر سمجھا جاتا تھا۔ اور یہ سب چیزیں عیب نہ سمجھی جاتی تھیں۔ لکھنؤ میں اب بھی یہ عیب ہنر سمجھے جاتے ہیں۔ حسن نظامی)

نواب حامد علی خاں نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے قرض کی نسبت جو سلطنت کے ذمہ

واجب الادا ہے، عدالت دیوانی میں دعویٰ دائر کریں۔ جب اس بات کی شہرت ہوئی اور حضور انور کو اطلاع ہوئی تو حضور انور نے ان کو بلا کر فرمایا کیا یہ بات صحیح ہے؟

نواب حامد علی خاں نے عرض کیا کہ حضور میرا ارادہ تو ہے۔ لیکن اگر صاحب کلاں بہادر مجھے اطمینان کلی دلا دیں تو میں اپنے ارادہ سے باز آجاؤں گا میرے لئے یہ امر بہت گراں ہے کہ میں اپنے آپ کو بارگاہ سلطانی کے مقابلہ میں دیکھوں۔ میں سورۂ براۃ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہرگز ہرگز دعویٰ نہ کرونگا۔ اگر صاحب کلاں بہادر میرا اطمینان فرما دیں۔ اس سے زیادہ اس بارے میں اور کیا عرض کر سکتا ہوں حقیقت حال حضور پر روشن ہے۔ پھر نواب حامد علی خاں نے جو بات زبانی کہی تھی اسکو ایک کاغذ پر لکھکر دیدیا۔ حضور انور نے صاحب کلاں بہادر کے نام ایک شقہ جاری فرمایا کہ موضع آسودہ و سانپلہ کی آمدنی کا بیس ہزار روپیہ سالانہ نواب حامد علی خاں کو سال بسال تا ادائے قرض دیدیا کرو۔ سر دست اگر یہ ممکن نہ ہو تو جو دیہات ان کے قرضہ کے بدلہ میں پہلے ان کے پاس تھے پھر ان کے قبضہ میں دیدئے جائیں۔

اہل کاران دفتر کو حکم دیا گیا کہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر آگرہ کے نام اس مضمون کا ایک خط لکھا جائے کہ صاحب جج بہادر دہلی کے نام حکم بھیجدیجئے کہ وہ ان علاقوں میں دست اندازی نہ کریں جو شاہی تولیت میں ہیں۔ ان علاقوں پر انکی دست اندازی بالکل ناجائز ہے۔ (اس زمانہ میں دہلی آگرہ کے ماتحت تھی۔ حسن نظامی)

نواب معین الدولہ نائب ناظر کے نام جو آغا حیدر ناظر مرحوم کے داماد ہیں۔ حضور انور نے فرمان صادر کیا کہ مسورو کرالی کی آمدنی میں سے صاحب کلاں بہادر کی معرفت آغا حیدر ناظر مرحوم کے قرضہ کی ادائیگی کیلئے چار ہزار روپیہ سالانہ قسط مقرر کی جاتی ہے جب تک کل قرضہ ادا نہ ہوگا یہ رقم سال درسال تمہارے پاس پہنچتی رہیگی۔

نواب معظم الدولہ کے استفسار کے جواب میں حضور والا نے شقہ جاری فرمایا

کہ جن توپوں کو گھوڑے کھینچتے ہیں۔ وہ ٹوٹ گئی تھیں اور بہت عمدہ لوہا موجود تھا اسلئے مرزا نجف بہادر سلاطین نے دو نئی توپیں تیار کی ہیں۔ ایک چھوٹی توپ بھی جو بچوں کے کھیلنے کے لائق ہے تیار ہو رہی ہے۔ (غالباً نئی توپوں کی تیاری سے صاحب بہادر کو شبہ ہوا ہوگا۔ بادشاہ نے شبہ مٹانے کے لئے یہ شقہ جاری کیا۔ (حسن نظامی)

حضور انور کو اطلاع دی گئی کہ بعض سلاطین کا ارادہ ہے کہ جسوقت روپیہ خزانۂ انگریزی سے خزانۂ شاہی میں آئے تو جبراً روپیہ پر قبضہ کر لیں۔ حضور انور نے یہ خبر سنی تو صاحبکلاں بہادر کے نام ایک شقہ جاری فرمایا کہ روپیہ قلعہ میں نہ بھیجا جائے۔ بلکہ ہاتھی سواروں کا ایک دستہ خزانہ کے ساتھ معین کر کے حضرت قطب الاقطاب قدس سرہ کے مزار کے متصل جو حویلی ہے وہاں روانہ کر دیا جائے۔ تمام تنخواہ داروں کو روپیہ وہیں سے تقسیم کیا جائیگا۔

مرشدزادۂ آفاق مرزا ولی عہد بہادر کو حکم دیا گیا کہ شاہی اعمام و عمات (چچاؤں اور پھپھیوں) کی تنخواہیں چونکہ سرکار انگریزی کی کفالت میں ہیں اس لئے شہر ہی میں سرکاری خزانہ سے رسید دیکر وصول کر لینا۔

عرض کیا گیا کہ مرشدزادۂ آفاق حضرت مرزا ولی عہد بہادر کو صاحب قلعہ دار نے اطلاع دی ہے کہ مسٹر بیگ صاحب عہدۂ قلعہ داری کی قائم مقامی کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ آجکل میں اندور سے دہلی آنے والے ہیں۔ آنے کے بعد اپنے عہدہ کا چارج لینگے۔ (قلعہ دار غدر کے زمانے میں انگریز تھا مگر مسٹر بیگ دیسی معلوم ہوتے ہیں۔ (حسن نظامی)

۴ر ستمبر ۱۸۴۶ء } حضور بادشاہ سلامت مقام قطب صاحب قلعہ معلّیٰ میں تشریف لے آئے، چونکہ ارکین سلطنت نے باغ روشن آراء، باغ سرہندی اور ایک کٹڑے پر جو لاہوری دروازہ کے قریب واقع ہے قبضہ کر لیا

ہے اور نواب حسینی بیگم صاحبہ بیگم مرزا سلیم شاہ شہزادہ مرحوم ابھی تک ان مقامات کی ملکیت سے لادعوٰی نہیں ہوئی ہیں۔ اسلئے مسٹر کالین لنجی صاحب جج نے حکم دیا ہے کہ یہ مقامات قلعۂ مبارک سے باہر ہیں اور بادشاہ سلامت کو ان کے متعلق کسی قسم کی کارروائی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر ملازمانِ سلطنت اسے اپنے قبضہ و تصرف میں لینا چاہتے ہیں تو انہیں عدالتِ دیوانی میں دعوٰی کرنا چاہیئے۔ مسٹر لنجی کے اس دخل در معقولات کی وجہ سے ملازمان شاہی نے نواب لفٹننٹ گورنر آگرہ کے پاس اپنی ملکیت کے ثبوت میں چند قابل سماعت دلائل کے ساتھ ایک درخواست دی ہے۔ اس میں اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ مسٹر لنجی کو ان معاملات میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے انہیں اس قسم کی کارروائیوں سے منع کر دیا جائے۔ صاحبکلاں بہادر بھی پوری کوشش شاہی حمایت میں صرف کر رہے ہیں۔

مسٹر طامسن صاحب سفیر شاہی نے لندن سے ایک عریضہ بادشاہ سلامت کی خدمت میں اس مضمون کا بھیجا کہ معاملاتِ متعلقہ ستمبر ۱۸۴۶ء کی ابتدائی تاریخوں میں ولایت میں پیش کئے جائینگے۔ مگر ان کے لئے کثیر اخراجات کی ضرورت ہے۔ روپیہ بہت جلد روانہ فرما دیجئے۔ بادشاہ سلامت نے خواجہ سرا محبوب کو بلاکر حکم دیا کہ ہمارے دو موضعوں کو اپنے پاس رہن رکھکر دس ہزار روپے حاضر کرو تاکہ سفیر لندن کو روانہ کر دیے جائیں۔ محبوب خواجہ سرا نے خیال کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو میری دولتمندی کا حال بادشاہ پر کھل جائے اسلئے اس نے عذر کیا کہ میرے پاس روپیہ موجود نہیں ہے۔

بادشاہ سلامت نے ایک شقہ مرزا غلام فخر الدین کے نام اس مضمون کا روانہ کیا کہ تم راؤ ہندو راؤ اور حسین علی خاں کے ساتھ راجپورہ کی چھاؤنی میں انگریزوں کی کوٹھیوں پر آتے جاتے ہو، یہ حد درجہ نامناسب ہے۔ تم کو چاہیئے کہ یہ طریقہ چھوڑ دو تمہیں انگریزوں سے ملنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر آئندہ سننے میں آیا کہ تم انگریزوں سے

ملاقات کے لیے آتے جاتے ہو تو تمہاری تنخواہ موقوف کر دی جائیگی۔ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلو۔ (غلام فخرالدین سے ممکن ہے اس حکم کے بعد احتیاط کر لی ہو، مگر غدر کے ایام میں یہ شخص انگریزوں کا پورا حامی بن گیا تھا۔ حسن نظامی)

بادشاہ سلامت نے ایک گرامی نامہ ابوسعید خاں بہادر کے نام روانہ فرمایا کہ کلو خاں کی تنخواہ اس کی والدہ کی تنخواہ کے ساتھ بارگاہ سلطانی سے ادا کی جاتی ہے مگر معلوم ہوا ہے کہ نو مہینہ سے کلو خاں کو ایک کوڑی بھی وصول نہیں ہوئی ہے۔ لہذا حساب سے جو کچھ اسکا نکلتا ہے تم اپنی تنخواہ سے اور اسکی والدہ کی تنخواہ سے ادا کرو۔ اور کل رقم لیکر ہمارے پاس حاضر ہو جاؤ تاکہ کلو خاں کے حوالہ کر دی جائے۔

حضرت شاہ نصیرالدین عرف کالے میاں صاحب کے صحیفہ کے جواب میں بادشاہ سلامت خلد اللہ ملکہٗ نے تحریر فرمایا کہ عدم گنجائش کی وجہ سے نواب مستغنی بیگم کا کوئی جدید وظیفہ جاری نہ ہو سکا۔

ایک شقہ مرزا محمد شاہرخ بہادر کے نام روانہ فرمایا گیا کہ محض تمہاری خاطر سے جو نذر مقررہ حضرت میر محمدی صاحب کے عرس کیلئے دیا جاتا تھا اسے مرزا اعلی بخت بہادر کی تولیت میں بحال رکھا اور جو کچھ واجب الادا تھا مرحمت فرمادیا تاکہ وہ عرس کے مصارف اور دیگر ضروریات کا کافی طور پر جسطرح مناسب سمجھیں انتظام کر سکیں۔

نواب معظم الدولہ کی تشریف آوری کے وقت بادشاہ سلامت نے فرمایا کہ ہمارا خیال ہے کہ قصبہ مہرولی میں جو مکان سرکوہ واقع ہے، شاہی طریقہ کے موافق اس کی مرمت کی جائے، کیونکہ یہ مقام نہایت تفریح کی جگہ واقع ہے اور اس کا نظارہ بہت اچھا ہے۔ نواب معظم الدولہ بہادر نے عرض کیا بہت خوب! یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ اسی وقت نظارت خاں کو بلا کر حکم دیا گیا کہ موضع روہت وگڑ وغیرہ جو شاہی تولیت میں ہیں، ان کا اجرانامہ داخل کر کے صاحب کلاں بہادر کے قبضہ میں دیئے جائیں۔

(انگریزوں کی خواہش تھی کہ بادشاہ لال قلعہ کی سکونت ترک کر کے قطب صاحب میں رہا کریں۔ اس وجہ سے صاحبکلاں اس بات سے بہت خوش ہوئے کہ بادشاہ کو قطب صاحب کا مکان پسند ہے اور اسکی تعمیر چاہتے ہیں۔ حسن نظامی)

سید محمد خاں نامی ایک شخص دہلی میں آیا ہے۔ شان و شوکت کے ساتھ رہتا ہے۔ اس نے اپنے آپ کو عوام الناس میں نواب کرنال کا بھائی مشہور کر کے ہندوستانیوں اور انگریزوں کو خوب ٹھگا۔ روپیہ پیسہ مال اسباب جو چیز جہاں سے ہاتھ لگی خوب ہاتھ رنگے۔ بعض لوگوں سے قرض بھی بہت لیا۔ دکانداروں سے ہزاروں روپیہ کا لین دین جاری کیا اور اپنی ضرورت کو قرض کے ذریعہ سے پورا کیا۔ آخرنا کیے اس کا فریب کھل گیا۔ اور عوام الناس کو اور صاحبان عالیشان کو علم ہوگیا کہ یہ مکار فریبی ہے۔ اس لیئے سب کا ارادہ ہے کہ اسپر دعوی کریں۔

۱۸ / ستمبر ۱۸۴۶ء حضور بادشاہ سلامت استراحت فرمارہے تھے کہ چوبدار نے آکر عرض کیا کہ ایک مسافر اماکن مقدسہ کا مرید ہونے کی غرض سے حاضر ہوا ہے۔ حکم ہوا کہ اندر بلالو (پردیسی سیاح خلوت میں بلائے جاتے تو انگریزوں کو شبہ ہوتا تھا کہ بادشاہ ہمارے خلاف کسی سازش میں مصروف ہیں اور غدر میں یہی واقعات بادشاہ کے جرائم کی فہرست میں شامل کیئے گئے تھے۔ حسن نظامی)

"سید الاخبار" دہلی مورخہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۲۶۲ھ رقمطراز ہے کہ دہلی میں آٹھ دن سے پانی کا ایک قطرہ نہیں برسا۔ ہوا بے انتہا گرم و خشک چل رہی ہے۔ مخلوق جھلسی جاتی ہے۔ بخار کا بھی زور و شور ہے۔ مگر الحمدللہ جان کا نقصان نہیں ہے۔

شعبان کی ۲۲ تاریخ کو زور و شور کی آندھی آئی تھی۔ یہ گرد و غبار مشرق کی طرف سے اٹھا اور مغرب کی طرف چلا گیا کھیتی باڑی کو کوئی ایسا نقصان نہیں ہوا

مگر بعض جگہ سے کھیتوں کے نقصان کی خبریں بھی موصول ہوتی ہیں مگر وہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے باران رحمت کو برسنے کا حکم فرمائے تاکہ مخلوق کی امیدوں کی کھیتیاں سرسبز وشاداب ہو جائیں، اور بیماری اذیت و مصیبت کا طوفان دور ہو۔

۲۵ ستمبر ۱۸۴۶ء حضرت بادشاہ دہلی خلد اللہ ملکہ نے نواب معظم الدولہ بہادر کے نام شقہ جاری فرمایا جس میں تحریر تھا کہ نواب حامد علی خاں کے قرضہ کا روپیہ یا قسط وار ادا کیا جائے اور یا اُن کے روپیہ کے بدلے موضع آسودہ وغیرہ اُن کے قبضہ میں دیدیے جائیں۔

محبوب علی خواجہ سرا نے عرض کیا کہ حضور میرے قرض کے روپیہ میں سے نہ تو اصل ملتی ہے نہ سود ہی وصول ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں نواب معظم الدولہ بہادر کے نام خط لکھا گیا کہ موضع کاروله تو پہلے محبوب علی خواجہ سرا کو دیا جا چکا ہے موضع ہیرالہ اور بارکپور بھی قرضہ کے عوض محبوب علی کو دیدیے جائیں۔

مرزا یوسف بہادر (حضور انور کے رشتہ کے چچا) نے درخواست کی کہ والد مرحوم کی تنخواہ کا حقدار میں ہوں کیونکہ ان کا ورثہ مجھے پہنچتا ہے۔ میری تنخواہ کے کاغذ پر مہر و دستخط فرما دیئے جائیں کہ تنخواہ میرے نام منتقل ہو جائے۔ حضور نے ان کے پیش کردہ کاغذات کو اپنے مُہر و دستخط سے مزین فرما دیا۔

صاحب کلاں بہادر نے عرضی بھیجی کہ باغ سرہندی، باغ روشن آرا وغیرہ پر نواب حسینی بیگم زوجہ مرزا محمد سلیم بہادر مرحوم کو قبضہ دیدیا جائے۔ اس کام میں بہت جلدی ہونی چاہیئے۔ حضور انور اہلکاران شاہی کو اس حکم کی تعمیل کیلئے تاکید فرمائیں۔

(کیونکہ آگرہ کی عدالت سے بادشاہ کے خلاف فیصلہ ہو گیا تھا۔ حسن نظامی)

حافظ محمد داؤد خاں سے ارشاد فرمایا کہ سلیم گڈھ کے باغیچہ کی تیاری منظور خاطر ہے

ایک دروازہ سے لیکر دوسرے دروازہ تک ایک دیوار کھینچدی جائے تاکہ باغیچہ علیحدہ ہوجائے۔

وکیل شاہی نے عرض کیا کہ صاحبکلاں بہادر کے نام جو اطلاعنامہ حضور کے مہر و دستخط کے بغیر چلا گیا تھا وہ محکمہ ایجنٹی میں موجود ہے حضور اسکو منسوخ فرمادیں۔ حضور کو جب معلوم ہوا کہ اسپر دستخط وغیرہ نہیں لئے گئے تو اہلکاران نظارت اور محرروں پر عتاب فرمایا اور ان کی ایک ایک مہینے کی تنخواہ بطور جرمانہ ضبط کرنے کا حکم صادر کیا اور ارشاد فرمایا کہ اگر آیندہ بے احتیاطی عمل میں آئیگی تو کافی سزا دی جائیگی۔

عرض کیا گیا کہ نواب زینت محل بیگم صاحبہ کی دادی نواب نوازش علی خاں کی زوجہ محترمہ فوت ہوگئیں۔ حکم ہوا کہ ایک سو پچاس روپیہ تجہیز و تکفین کے لئے اور خلعت ماتم کے طور پر تین دوشالے اُن کے وارثوں کے پاس بھیجدئے جائیں۔

حضور بادشاہ سلامت نے صاحبکلاں بہادر کے نام اس مضمون کا ایک شقہ تحریر فرمایا کہ مجاہد پور کے ناکہ پر ایک مضبوط پل بہت جلد تیار کیا جائے تاکہ حضور قطب الاقطاب قدس سرہٗ کے مزار مبارک پر آنے جانے والوں کو برسات میں تکلیف نہ ہوا کرے۔ جو کچھ خرچ ہوگا شاہی آمدنی میں سے فیصدی ایک روپیہ کے حساب سے وضع کرلیجئے گا۔
ایک اور شقہ صاحبکلاں بہادر کے نام لکھا گیا کہ موضع پلنجی اور علی پور کی آمدنی نواب شرافت محل بیگم صاحبہ کو دیدی جائے۔

"دہلی گزٹ" میں باغ روشن آرا و باغ سرہندی کے مقدمہ کی مسل چھپی ہے اور اس میں کچھ الفاظ ایسے بھی درج ہوگئے ہیں جو شان خسروی کے خلاف ہیں، حکم ہوا کہ ان قابل اعتراض الفاظ کو پوری طرح نقل کرلیا جائے تاکہ انگریزی زبان میں ان کا ترجمہ کرکے ولایت کے اخباروں کو بھیجا جائے (اور ولایت کی پبلک معلوم کرے کہ حکام انگریزی بادشاہ کے ساتھ کیا برا سلوک کر رہے ہیں۔ حسن نظامی)

پھر "دہلی گزٹ" کے ایڈیٹر صاحب کو طلب کرکے ارشاد ہوا کہ اراکین سلطنت

پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں تم ان کے جواب بھی اپنے اخبار میں شائع کروگے یا نہیں؟ انہوں نے کہا ضرور شائع کرونگا - اخبار نویس کا فرض ہے کہ پبلک کی واقفیت کے لئے تصویر کے دونوں رُخ پیش کرے - حضور والا نے یہ سنکر حکم دیا کہ اعتراضات کے جوابات لکھکر ایڈیٹر صاحب کے پاس بھیجدئے جائیں۔

(اخباروں کا نیا نیا زمانہ تھا مگر وہ فرائض اخبار نویسی کی اسوقت بھی پابندی کرتے تھے حسن نظامی)

لالہ زورآور چند کو مودی خانہ کی خدمات سے علیحدہ کردیا گیا کیونکہ یہ عرصہ سے اپنے کام میں غفلت وسستی کرتے تھے اور ان کی بجائے کنور دیبی سنگھ کو دوسو روپیہ ماہوار پہ مقرر کرلیا گیا اور موقوفی کی اطلاع لالہ زورآور چند کے نام روانہ کردی گئی۔

صاحبکلاں بہادر نے دو عرضیاں حضور انور کی خدمت اقدس میں روانہ کیں - ان کے ساتھ نواب حسینی بیگم صاحبہ کا خط بھی تھا جسمیں لکھا تھا کہ حضور انور نے سو روپے ماہوار پرورش کے طور پر میرے مقرر فرمائے تھے مگر کچھ عرصہ سے یہ روپے عطا نہیں ہوئے ہیں امیدوار ہوں کہ مرحمت ہوا کریں - ارشاد ہوا کہ بیگم صاحبہ نے مرزا محمد سلیم بہادر مرحوم کی متروکہ املاک میں بہت خُرد بُرد کیا اور پھر ہمارے مقابلہ میں خواہ مخواہ کا مقدمہ لیکر بھی کھڑی ہوگئیں - اسلئے ہم ان کو بخوشی خاطر کچھ نہیں دے سکتے اور نہ باغ سرہندی وغیرہ کی آمدنی میں سے کچھ دیا جاسکتا ہے - البتہ شاہی وظیفہ جسطرح ان کی اور بہنوں کو دیا جاتا ہے ان کو بھی ملا کرے گا۔

شہزادہ آفاق مرزا ولی عہد بہادر کے حسب خواہش اہلکاران دفتر کو حکم ہوا کہ جن ملازمین شاہی سے نذریں لی گئی ہیں اور اب وہ فوت ہوگئے ہیں ان کے ناموں کے بجائے ان کے وارثوں کے نام زمرۂ ملازمین میں شامل کرلئے جائیں - اور نذروں کا روپیہ ان کے نام مندرج کرلیا جائے۔

املاک حضرت شاہ اودھ کے ٹھیکہ دار وکیل کے نام صاحبکلاں بہادر نے

چٹھی ارسال کی کہ جو لوگ (خواہ ہندوستانی ہوں یا غیر ہندوستانی) نواب منصور علی خاں بہادر مرحوم کے مقبرہ میں سیر کے لئے آتے ہیں، اُن کو یہ حکم سُنا دیا جائے کہ وہ اپنی سواری مقبرہ کے باہر چھوڑ کر اندر جایا کریں اور مقبرے کے اندر کھانا وغیرہ بھی نہ پکایا کریں۔ اس قسم کی بے احتیاطی کی وجہ سے بہت سے شیشہ آلات ٹوٹ گئے ہیں۔ اگر آئندہ ایسا ہوگا تو نقصان کرنے والے سے جرمانہ وصول کیا جائیگا۔ وکیل کو یہ بھی لکھا گیا کہ جو لوگ اس عرصہ میں مقبرہ میں آنا چاہیں۔ انھیں ہماری چٹھی کے مضمون سے آگاہ کر دینا۔ تاکہ کوئی عذر باقی نہ رہے۔

(بے تمیز تماشائی عمارات کو خراب کرتے تھے۔ درگاہ حضرت محبوب الٰہی رضؓ میں قلعہ کی شہزادیاں زیارت کو آتیں تو سنگِ مرمر کے فرش کو پیکوں سے لال کر جاتی تھیں۔ ایک دفعہ مرزا بابر بہادر شاہ کے بھائی مزار کے سرہانے حقہ پی رہے تھے۔ میرے نانا نے لات مار کر مرزا بابر اور ان کے حقہ کو پھینکدیا۔ انھوں نے بادشاہ کے ہاں دعویٰ کیا۔ بادشاہ نے بھائی کے خلاف فیصلہ کیا کہ تم کو درگاہ میں حقہ پینا مناسب نہ تھا۔ انھوں نے مارا اچھا کیا۔ مرزا بابر اس فیصلہ سے بہت ناراض ہوئے مگر بادشاہ نے ادب کو نہ چھوڑا خود بادشاہ تو بڑے ادب والے تمیز دار تھے۔ مگر ان کے متعلقین بُری صحبتوں کے سبب سے بے تمیز ہو گئے تھے۔ حسن نظامی)

۳ ربیع الثانی مطابق ۳ ستمبر ۱۸۴۷ء } حضرت جہاں پناہ مرزا فخرو شاہ و مرزا فیروز شاہ کے مکان واقع درگاہ حضرت قطب صاحب کو ملاحظہ فرمانے اور اس کی قیمت کا اندازہ لگانے کے لئے تشریف لے گئے۔ مکان ملاحظہ فرمانے کے بعد اسکی خریداری کے لئے ابتدائی معاملات طے کرنے کے لئے مرزا قیصر شکوہ بہادر کو اجازت دیکر واپس تشریف لے آئے۔

موضع شمع پور بادلی کی آمدنی میں سے مبلغ پانچسو روپیہ حضرت شاہ غلام نصیر الدین

صاحب عزت کالے صاحب کو مرحمت فرمائے اور ارشاد کیا کہ اس آمدنی میں سے ہمیشہ پانچسو روپیہ انشاء اللہ قبل از طلب حاضر خدمت ہو جایا کریگے۔

عرض کیا گیا کہ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں ایک ہزار پانچسو روپیہ منجملہ چار ہزار روپیہ سالانہ کے بھیجے گئے تھے۔ حضرت شاہ صاحب نے یہ روپیہ واپس کرکے فرمایا کہ تمام روپیہ یکمشت آنا چاہئے۔ اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کرکے نہ آنا چاہئے۔ (حضرت میاں کالے صاحب حضرت مولانا محمد فخرالدین چشتی نظامی کے پوتے تھے۔ قاسم جان کی گلی میں کالے صاحب کی حویلی ابتک موجود ہے جسمیں اب غیر لوگ رہتے ہیں اور میاں صاحب کے جانشین میاں عبدالصمد صاحب کوچہ پنڈت میں مقیم ہیں اور دہلی کے مشائخ میں مانے جاتے ہیں۔ حسن نظامی)

بادشاہ سلامت بٹیر بازی کے تماشہ میں تشریف لے گئے۔ خوب سیر و تفریح فرمائی۔ جو ارکین سلطنت آپ کے ساتھ تھے وہ بھی بہت محظوظ ہوتے۔ (کیونکر مسرور نہ ہوتے بٹیر بازی سے زیادہ اور کونسا کام خوشی کا اسوقت بادشاہ اور ان کے خاندان کے لئے باقی رہ گیا تھا۔ حسن نظامی)

بادشاہ سلامت کو یہ خبر پہنچی کہ باورچی خانہ سے چینی کے برتن چوری ہوگئے ہیں داروغۂ خاصہ کو بلاکر حکم دیا کہ پہرہ داروں سے اس چوری کا سبب دریافت کیا جائے اور ان سے تاکید کردی جائے کہ آئندہ اس قسم کا واقعہ سرزد نہ ہو۔ اور اگر ہوا تو تم سب نوکری سے برطرف کردیئے جاؤگے۔

محکمۂ ایجنسی

رام رتن وغیرہ زمینداران موضع نے عریضہ لکھا کہ نواب عبدالرحمن خاں بہادر رئیس جھجر کے کارپردازوں نے ہم پر ظلم و تعدی کا بازار گرم کر رکھا ہے اور ہمارے گاؤں کے جو لوگ گذشتہ جنگ سرسہ میں قتل ہو گئے تھے، ان کے متعلقین کو دق کرتے ہیں اور زبردستی فوج میں بھرتی کرنے کا ڈراوا دیتے ہیں اور اس طرح سے روپیہ

ٹھگ رہے ہیں، اس کا کوئی معقول انتظام کیا جائے۔ اسپر نواب صاحب کے نام خط لکھا گیا کہ غریب و مجبور رعایا پراس قسم کے ظلم و ستم نہ کرنے چاہئیں۔ کارپردازوں کو منع کر دیا جائے کہ وہ آیندہ احتیاط سے کام لینے کی کوشش کریں۔

رام سہلئے زمیندار نے عریضہ لکھا کہ راجہ بلبھ گڈھ کے زمینداروں نے ہم پہ بڑا ستم توڑ رکھا ہے۔ ہماری پندرہ بیگہ زمین کو دبا لیا ہے۔ ایک بیل، ایک گائے اور ایک بھینس کو ہم سے زبردستی چھین لیا ہے۔ ہمارے مال و متاع پر قبضہ کر لیا ہے۔ ہمارے بال بچوں کو قید کر دیا ہے۔ ہمیں اس بلائے عظیم سے بچائیے اور راجہ صاحب سے کہئے کہ خدا را ہم پر رحم کریں۔ اسکے جواب میں راجہ صاحب کو لکھا گیا کہ حالات کی رپورٹ بھیجو اور انتظام درست رکھو۔

(نواب عبدالرحمٰن خاں رئیس جھجر اور راجہ بلبھ گڈھ کو غدر ۱۸۵۷ء میں پھانسی کی سزائیں بغاوت کے جرم میں انگریزوں نے دی تھیں (حسن نظامی)

۲ر اکتوبر ۱۸۴۶ء } بادشاہ سلامت کی خدمت بابرکت میں درگاہ حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے خدام نے تبرک پیش کیا۔ ۱۵ روپیہ بطور نذرانہ ان کو دیے گئے۔

مرزا الفت بیگ خاں کو ان کی والدہ مرحومہ کی تعزیت کے طور پر خلعت شش پارچہ مرحمت ہوا۔ عرض کیا گیا کہ مرشد زادۂ آفاق مرزا ولی عہد بہادر نے اپنے ملازم سرفراز علی کو اسکی شادی کی تقریب میں خلعت سہ پارچہ اور سہرہ مقیشی مرحمت فرمایا۔

مرزا شاہرخ بہادر نے بہادر بیگ کی دختر نیک اختر سے نکاح فرمایا۔ ایک پیش قبض اور پنچھا بہادر بیگ کو عطا کیا گیا اور بہت قیمتی اور بے بہا زیورات دلہن کو مرحمت فرمائے۔

لالہ متھرا داس نے جو دہلی کے قدیم اخبار نویس ہیں، اپنے اخبار میں لکھا ہے

کہ گورنمنٹ بہادر آگرہ کی ایک چھٹی آگرہ سے موصول ہوئی ہے کہ باغ روشن آرا، اور باغ سرہندی پر جو شاہی عملہ دخلہ ہے اُسے اٹھا لیا جائے کیونکہ اس پر شاہی حقوق ثابت نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ باغ نواب حسینی بیگم کو ان کے شوہر نے ان کے مہر کے بدلہ میں دئے تھے۔

بادشاہ سلامت نے ایک چھٹی نواب معظم الدولہ بہادر کو تحریر فرمائی کہ شمع پور یا دلی کی آمدنی میں مبلغ تین ہزار روپے لالہ زور آور چند کو اور دو ہزار روپے حافظ محمد داؤد خاں کو دیدیے جائیں۔ کیونکہ یہ روپے ان سے بطور قرض کے لئے گئے تھے۔

لالہ شوقیرام مختار ریاست جھجر کی عرضی پر تحریر فرمایا کہ بقایا اکیسو چھبیس روپیہ ان کی تنخواہ کے دفتر شاہی سے ادا کر دیے جائیں۔ (لالہ شوقیرام اس سے پہلے شاہی دربار میں وکیل تھے)

حضرت مرشد زادۂ آفاق مرزا ولی عہد بہادر نے عرض کیا کہ شہزادہ مرزا غلام فخر الدین بہادر نے گنج میر خاں کو اپنے خسر حسین بخش کے حوالہ کر دیا ہے۔ وہ وہاں کے سامان کو نکال نکال کر بیچ رہے ہیں۔ اس سے آنحضرت کے مال و اسباب کا سخت نقصان ہوتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ ان کو منع کر دینگے۔

صاحب جج بہادر نے فرمان جاری کیا تھا کہ جتنے مکان شاہی تولیت میں ہیں ان کی فہرست مرتب ہونی چاہیئے۔ صاحبکلاں بہادر نے ایک عرضی کے ذریعہ بادشاہ سلامت کو اس امر کی اطلاع دی۔ اہلکاروں سے ارشاد ہوا کہ تمام مکانات کی فہرست بہت جلد تیار کرکے روانہ کر دو۔ اس حکم کی تعمیل میں تاخیر نہ ہونی چاہیئے۔

قلعہ کے رہنے والے مہاجنوں میں سے ایک ہندو نے قلعہ معلّی میں سے اپنے باپ کی لاش نہایت دھوم دھام اور گانے بجانے کے ساتھ نکالی۔ مرگھٹ میں

جلانے کے لئے لیگیا۔ جب یہ خبر حضور کو پہنچی تو حکم دیا کہ کوتوال شہر کو چاہئے کہ فوراً اس کو قید کر دیں کیونکہ اس نے یہ امر بادشاہ سلامت کے مقررہ قاعدہ کے خلاف کیا۔ ہندو نے بہت ہاتھ پیر جوڑے اور عفو تقصیر کا طالب ہوا۔ حکم ہوا کہ جبتک زر جرمانہ ادا نہ کرے اسکو گرفتار رکھو۔

(بادشاہ سلامت اور تمام شاہی خاندان موت سے بہت ڈرتے تھے۔ لہذا مُردہ کا اس طرح دھوم دھام سے اٹھایا جانا موت کی تشہیر تھی۔ اور ممکن ہے کہ قلعہ کے اندر رہنے والوں کیلئے یہ پابندی ہو کہ وہ ایسے جلوس نکالیں حسن نظامی)

پھر بادشاہ سلامت نے اُن سپاہیوں کی پلٹن کو ملاحظہ فرمایا جو اُسوقت حاضر تھے۔ جامع مسجد کے دربان فیض اللہ خاں نے مرزا محمد شاہرخ بہادر کے خواص کے ساتھ گالم گلوچ کی اور مار پیٹ پر آمادہ ہوگیا۔ یہ خبر سُن کر بادشاہ سلامت نے حکم دیا کہ ایسے نالائق کو قلعہ کے گارد کے کپتان کی حفاظت میں قید کردو۔

شرافت محل بیگم کے نام ایک شقہ جاری کیا گیا جس کا مضمون یہ تھا کہ موضع علی پور پلنجی تمہیں عطا کیا جاتا ہے تمہیں اس کی آمدنی کے خرچ کرنے کا اختیار ہے جسطرح چاہو اپنے صرف میں لاؤ۔

اسکے علاوہ کئی شقے نواب صاحبکلاں بہادر کے نام بھی تحریر فرمائے ان میں تحریر تھا کہ انگریزی اور فارسی کے وثیقے گورنمنٹ بہادر کے نام روانہ کردو اور ان کے ساتھ جو شاہی اضافہ مقرر ہوا ہے ان کا نقشہ بھی بھیجنا اور اسکے علاوہ اپنے مشاہرہ کی نسبت قلعۂ معلی کے سلاطین نے جو محضر نامہ بھیجا ہے اسکی تردید بھی لکھدینا۔

ایک شقہ میں یہ بھی تھا کہ محبوب علی خاں خواجہ سرا کو اسکے زر قرض اور سود کے بدلے نہر کلہ اور بار نکپور کے دیہات دیدیے جائیں۔ اور کنور سنا گرام کی نسبت بھی یہ ارشاد ہوا کہ کاٹھ مئو کے علاقے کی آمدنی ان کے زر قرض کے عوض ان کے حوالہ کردی جائے۔

بیگم مرزا اقتدار بخت کی لونڈی کو قلندر بخش اور اس کے بدمعاش قیدی بھگا کر لے گئے ہیں اور اس کے پاس تین ہزار کا زیور بھی ہے۔ اس کی نسبت صاحبکلاں بہادر کو لکھا کہ عدالت فوجداری میں اسکی تحقیقات عمل میں لائی جائے، اور چونکہ یہ واقعہ ایسی سرزمین پر واقع ہے جہاں بادشاہی عمل دخل ہے، اسلئے سزا دینے کے لئے مجرم کو ارکین سلطنت کے حوالہ کر دیا جائے۔ امید ہے کہ ان تمام امور کا انتظام نہایت معقول اور بہترین صورت میں کیا جائے گا۔

ان تمام کارروائیوں کے بعد بادشاہ سلامت محل معلّی میں تشریف لے گئے اور دربار برخاست ہوا۔

۹ر اکتوبر ۱۸۴۶ء بادشاہ سلامت کی طبیعت کسی قدر ناساز ہے۔ اسوجہ سے جمعہ کے دن الوداع کی نماز کے لئے جامع مسجد میں رونق افروز نہیں ہوئے۔ جامع مسجد سے آثار شریف کو قلعہ کی مسجد میں طلب فرما کر زیارت و برکت حاصل کی۔ ایک اشرفی ایک شیشہ گلاب اور بہت سے پھول نذر و نیاز میں پیش کئے۔ جہاندار شاہ بہادر متولی درگاہ شریف کو خلعت مرحمت فرمایا (یہ آثار شریف یعنی تبرکات تیمور کے جمع کردہ اب تک دہلی کی جامع مسجد میں موجود ہیں۔ حسن نظامی)

بادشاہ سلامت کی طرف سے نواب لفٹنٹ بہادر کو چٹھی لکھی گئی کہ اگر باغ روشن آرا اور باغ سرہندی نواب حسینی بیگم کے قبضہ میں دیدیئے گئے اور شاہی عملہ دخلہ اٹھا لیا گیا تو اس سے بارگاہ سلطانی کی بہت ہتک ہوگی اس لئے ان دونوں باغوں پر شاہی قبضہ برقرار رہنا چاہئے۔ البتہ ہماری طرف سے ایک سو روپیہ ماہوار خرچ اخراجات کے لئے بیگم صاحبہ کے پاس ہمیشہ پہنچ جایا کریگے۔

نواب معظم الدولہ بہادر کو خط لکھا گیا کہ جو کھنڈرات میر احمد علی خاں کی ٹھیکیداری

ہیں تھے وہ اپنے قبضہ میں کر لیجئے اور ٹھیکہ توڑ دیجئے کیونکہ میر احمد علی خاں نے ان تمام شرطوں کو پورا نہیں کیا جن کے پورا کرنے کے لئے ان سے وعدہ لیا گیا تھا۔

رام سنگھ (زمیندار نارنگ پور) اور چند دوسرے متعلقہ آدمیوں کے نام حکم جاری کیا گیا کہ موضع نہرالہ وغیرہ محبوب علی خاں خواجہ سرا کے سپرد کر دیئے گئے ہیں۔ مطلوبہ روپیہ اسکی آمدنی میں سے قسط وار ادا کر دیا جائے۔

فضل حسین خاں انگریزی خواں نے عرض کیا کہ اخبار "دہلی گزٹ" کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ سفیر الدولہ مسٹر طامسن بہادر نے تنخواہ وصول نہ ہونے کے سبب سے مقدمات میں کچھ پیروی نہیں کی۔ بادشاہ سلامت نے محبوب علی خاں خواجہ سرا سے کہا کہ واقعی تنخواہ کو دیر ہو گئی۔ روپیہ کا انتظام کر کے سفیر صاحب کی تنخواہ روانہ کر دینی چاہیے۔

بادشاہ سلامت کی خدمت میں نظارت خاں مرحوم کے قرضخواہ مہاجن نے عرضی پیش کی کہ چونکہ نظارت خاں مرحوم نے مجھسے تین ہزار روپیہ قرض لئے تھے اور ادا کئے بغیر ان کا انتقال ہو گیا۔ اب ان کی جگہ ان کے داماد معین الدولہ سرفراز ہوئے ہیں لہذا یہ روپیہ ان سے دلادیا جائے۔ بادشاہ سلامت نے یہ عرضی معین الدولہ کے پاس بھیجدی کہ اسکے متعلق جو کچھ تمہیں معلوم ہو ہمارے حضور میں اسکی رپورٹ پیش کرو۔

داروغہ محمد ارتضیٰ خاں کی عرضی نظر فیض انور سے گذری۔ مرزا فتح الملک بہادر کے لئے مُہر کی ضرورت ہے جس میں نام اور خطاب دونوں کندہ ہوں۔ حضور نے عرضی پر تحریر فرمایا کہ اس کی فوراً تعمیل کی جائے۔

پیشی کے قرآن خواں حافظ مرزا محمود شاہ نے کلام اللہ شریف ختم کیا تھا۔ بادشاہ سلامت نے خلعت سہ پارچہ عطا فرمایا۔

نواب حامد علی خاں سے ارشاد فرمایا کہ اگر دس ہزار روپیہ نذرانہ پیش کرو تو تمہیں مختاری کے عہدہ پر سرفراز کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اگر اس عہدہ

پر کسی دوسرے کو مقرر کیا جائے یا نذرانہ معاف کر دیا جائے تو اچھا ہے ورنہ حکم عالی کی تعمیل میں نذرانہ پیش کرنے اور اس منصب پر سرافراز ہونے کا افتخار حاصل کرنے کی کوشش کرونگا۔

بادشاہ سلامت کو خبر دی گئی کہ گولہ بارود کے سو چھکڑے دہلی کے میگزین سے فیروزپور روانہ کیے گئے ہیں۔

بادشاہ سلامت عید الفطر کی نماز کے لیے مرشدزادۂ آفاق مرزا ولی عہد بہادر کے ساتھ عیدگاہ تشریف لیگئے۔ اور نماز پڑھنے کے بعد شاہانہ جاہ وحشم اور ملوکانہ شان وشوکت کے ساتھ ملازمین اور سرداروں کے جھرمٹ میں عیدگاہ سے واپس تشریف لائے۔ جو شان وشوکت بادشاہوں کے شایانِ شان ہوتی ہے اس کا اہتمام وانتظام کیا گیا تھا۔ لوگ راستہ میں ہر جگہ بادشاہ سلامت کی خدمت میں تحفۂ دعا اور ہدیۂ مبارکباد پیش کرتے تھے۔ آمدورفت کے سلامی کی توپیں اس قدر بلند آواز کے ساتھ چھوڑی گئیں کہ ان کی آواز فلک الافلاک تک پہنچی۔ ہر غریب امیر کو انعامات، خلعتہائے فاخرہ اور زرِنقد تقسیم کیا گیا۔ بادشاہ کے اس انعام واکرام سے ارکین سلطنت بھی بہرہ اندوز ہوئے اور غریب غربا بھی شاہی داد و دہش اور بذل وسخا سے مالا مال ہوگئے۔ (یا اللہ وہ وقت کیسا پُر اثر ہوگا۔ اب تو وہ خواب میں بھی کبھی دکھائی نہیں دیتا۔ حسن نظامی)

۱۷ اکتوبر ۱۸۴۶ء } بادشاہ سلامت نے وکیل شاہی کے نام شقہ جاری فرمایا کہ علاقہ ریواڑہ کے متعلق تمام حالات اور اس کی سندِ استمراری کی کیفیات راجہ سوہن لال سے معلوم کر کے ہماری آگاہی کے لئے تحریر کرو۔ جواب آیا کہ یہ علاقہ کرنل جیمس کے پاس تھا اور ان کی وفات کے بعد آج کل اسپران کے وارثین قابض ہیں۔ حالات یہ ہیں کہ کرنل جیمس نذر استمراری

کے علاوہ تین ہزار سالانہ بھی سال بسال او فصل بفصل ادا کیا کرتے تھے۔ حضرت عرش آرام گاہ کے زمانہ سے اب تک یہ روپیہ ان کے ذمہ باقی چلا آتا ہے جسکی مجموعی رقم تیس ہزار روپے ہوتے ہیں۔ کرنل کیمان وارثوں کو جو ریوپورہ پر قابض ہیں یہ روپیہ فوراً ادا کرنا چاہیئے۔

تفضل حسین خاں نے میرزا شاہرخ بیگ صاحب بہادر پر عدالت دیوانی میں جو دعویٰ دائر کیا تھا اس کا نوٹس صاحب کلاں بہادر نے حضرت بادشاہ سلامت کی خدمت میں پیش کیا۔ حکم ہوا کہ پشت پر وصولیابی کے دستخط کرکے نوٹس کو واپس کردیا جائے۔ اس کے علاوہ سردست اور کیا ہوسکتا ہے۔

عید سعید کے دن موازی بارہ اشرفیاں اور تین سو روپے جو بطور نذر وصول ہوئے تھے خزانۂ شاہی میں داخل کر دیے گئے۔

حافظ نعمت اللہ پیش امام دیوان خاص کو کلام اللہ کی ختم کی تقریب میں بادشاہ سلامت نے ایک دو شالہ مرحمت فرمایا (حفاظ اور اصفیاء کی اس قدر تعظیم وتکریم کرنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بادشاہ سلامت فطرۃً نیک خیال اور نیکی پسند تھے۔ حسن نظامی)

حضور انور نے کنور دیبی پرشاد سے ارشاد فرمایا کہ کپڑوں کا ایک جوڑا، ایک سہرا، ایک توڑا مرزا کیقباد بہادر کے گھر بھجوادیا جائے۔ انکے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔

"سیدالاخبار" میں لکھا ہے کہ دہلی میں رمضان شریف کے پورے تیس روزے رکھے گئے۔ رمضان کی تیس تاریخ کو جو چاند نظر آیا وہ اسقدر بار یک اور پست تھا کہ یہ نہیں کہا جاسکتا تھا کہ یہ چاند ۲۹ کو ہوا حالانکہ اسطرلاب وغیرہ سے جو حساب کیا گیا اس سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ یہ چاند ۲۹ کو ہوگا۔ "سلطان الاخبار" کے ایڈیٹر نے یہ بالکل صحیح لکھا ہے کہ تقویم ہنود کی پیروی کرنا شان اسلام کے خلاف

ہے۔ یہ علوم ظنیہ ہیں اور ظنیات کا اعتبار کیا۔ کلکتہ کے علمار نے اس بارے میں سخت غلطی کی ہے۔ ان کے لئے یہ بالکل نامناسب ہے کہ وہ ایسے علوم کی پیروی کریں جو مذہبی اعتبار سے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ علاوہ ازیں ہر مقام پر طلوع و غروب شمس کا ایک ہی وقت نہیں ہے کہیں طلوع و غروب کسی وقت پر ہوتا ہے اور کہیں کسی وقت پر۔ اسلئے اس بارے میں اہلِ تو صرف احکام شرع پر عمل کرنا چاہیئے۔ اور اس کے ماسوا جتنی باتیں ہیں سب فضول اور لغو ہیں۔ اہلِ علم اور پابند شرع آدمی کو بھول کر بھی ان کی طرف توجہ نہ کرنی چاہیئے۔

۳۰ر اکتوبر ۱۸۴۶ء } بادشاہ سلامت نے دو شقے نواب معظم الدولہ صاحب کلاں بہادر کے نام جاری فرمائے۔

ایک کا مضمون یہ تھا کہ علاقہ کاٹھ منو وغیرہ کے دیہات جو شاہی تولیت میں ہیں نو ہزار روپے سالانہ پر کسی کو ٹھیکہ میں دیدیئے جائیں۔ دوسرے میں تحریر فرمایا تھا کہ شمع پور بادلی وغیرہ کے دیہات بھی گیارہ ہزار روپے سالانہ پہ ٹھیکہ میں دیدیئے جائیں لیکن ٹھیکہ ایسے شخص کو دیا جائے جو قابل اعتبار اور دیانتدار ہو اس کے علاوہ چند اور بھی خطوط لکھے گئے۔ منجملہ ان کے مرشد زادہ آفاق کو ایک شخص کی سفارش اور عذر تقصیرات کے بارہ میں تحریر فرمایا۔ جسکے جواب میں مرشد زادہ نے تحریر فرمایا کہ حکم عالی سر آنکھوں پر تعمیل ارشاد میں کوتاہی نہ کی جائیگی۔

بادشاہ سلامت سیر و تفریح اور شکار کی غرض سے دریائے جمنا کی طرف تشریف لیگئے تھے۔ آتے جاتے وقت ملازمان شاہی کے ساتھ پل کے پہرہ داروں نے روک ٹوک کی۔ اسلئے بادشاہ سلامت نے قلعہ کے پہرہ دار کے نام یہ حکم جاری کیا کہ ملازمان شاہی کے ساتھ یہ طرزِ عمل بالکل نامناسب ہے۔ متعلقہ افسر کو لکھدیا جائے کہ وہ عملہ کے ماتحت لوگوں کو ہدایت کردے کہ آئندہ بادشاہ سلامت کے

آدمیوں کے ساتھ پل پر آتے جاتے وقت مزاحمت نہ کی جائے۔

خلیفہ جلال الدین کی ملازمت کی درخواست خلیفہ محمد اسمٰعیل کی وساطت سے حضور اقدس کی نظر فیض انور سے گذری۔ ازراہ مرحمت خسروانہ درخواست پر منظوری کا حکم لکھکر درخواست دہندہ کو صف بندگان میں شامل کر لیا۔

قاضی عظمت علی نے اس زمین کی نسبت جو پہلے ان کے ٹھیکہ میں تھی میعاد ختم ہونے کے بعد دوبارہ ٹھیکہ داری کی درخواست دی جو منظور ہو گئی اور انکے نام پٹہ لکھدیا گیا۔

حضور انور نے مرزا قیصر شکوہ بہادر کو ایک طاقہ شملہ اور مرزا ضیا بخش بہادر کو ایک مقیشی سہرا عطا فرمایا۔

نواب غلام محی الدین خاں خلف شاہ حاجی مرحوم کا انتقال ہو گیا۔ حکم دیا گیا کہ جنازہ کی تیاری کے لئے حسب حاجت روپیہ اور دیگر ضروری سامان انکے گھر بھیجدیا جائے۔
مرزا محمد قادر بخش سلاطین نے تفنگ بازی میں بادشاہ سلامت کی شاگردی اختیار کی۔

تین قطعے شقے صاحبکلاں بہادر کے نام جاری کئے گئے۔ ایک میں لکھا تھا کہ فرخندہ زمانی بیگم صاحبہ کو ایک سو پچاس بیگھے زمین دیدی جائے۔ دوسرے میں تھا کہ باغ صاحبہ آباد کی آمدنی میں سے مولوی عبدالخالق کے نوآنے ماہوار مقرر کر دیے جائیں۔

نواب حامد علی خاں بہادر نے پندرہ ہزار روپے نذرانہ امور سلطنت کی مختاری کے لئے اور پانچ اشرفی بطور شکرانہ کے بادشاہ سلامت کی خدمت میں اور ایک اشرفی نواب ملکۂ دوراں کی خدمت میں پیش کرکے بادشاہ کی نظر میں امتیاز و اختصاص کا درجہ حاصل کیا۔ بادشاہی اہلکاروں نے بھی نواب صاحب کے اس اعزاز و اکرام پر مبارکباد کی نذریں پیش کیں۔

کنور دیبی سنگھ کو ارشاد ہوا کہ مرشدزادوں کی شادی کے لئے دس ہزار روپے کی ضرورت ہے تمہیں چاہئے کہ بہت جلد مہیا کرکے حضور میں پیش کرو۔

عرض کیا گیا کہ نواب حسام الدین حیدر خاں بہادر مرض فالج میں مبتلا رہ کر راہی ملکِ جناں ہوئے۔ ایسے نیک خصال، دریا دل، با مروت اور وضعدار امیر اب کہاں پیدا ہوتے ہیں۔ آپ کی رحلت کے سبب اہل دہلی کی مجلس سے ایک قابل قدر اور مشہور رئیس اٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت اعلیٰ مرحمت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (ان کی حویلی بلی ماران کے محلہ میں واقع ہے اور پھاٹک پر ان کا نام لکھا ہے۔ مگر اب اس میں سینکڑوں گھر جدا جدا آباد ہیں اور سب دہلی کے پنجابی سوداگران ہیں۔ نواب صاحب کی اولاد خستہ حال ہے۔ حسن نظامی)

۶ نومبر ۱۸۴۶ء حضرت بادشاہ سلامت نے نواب معظم الدولہ بہادر کے عریضہ کو ملاحظہ کرکے اسی وقت جواب تحریر فرمایا کہ کاٹھ پھوا اور نند پوران تینوں دیہاتوں کی درخواست علیحدہ علیحدہ آنی چاہیئے اور اپنے مختار کو ضمانت کے ساتھ ضلع میرٹھ میں روانہ کرنا چاہیئے۔

کنور دیبی سنگھ نے عرض کیا کہ باغ صاحبہ آباد کی آمدنی میں سے جو خزانۂ عامرہ میں داخل ہوئی تھی، ایک حبہ روزمرہ کے اخراجات کے لئے اس غلام کو مرحمت نہیں کیا گیا۔ حالانکہ روزمرہ کے خرچ کیلئے نصف آمدنی کی منظوری اس سے پہلے ہو چکی ہے۔ زبان گوہرافشاں سے اسکے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ضروریات کی زیادتی کی وجہ سے ایسا ہوا ہوگا۔ آئندہ مہینے سے اسکا انتظام کر دیا جائیگا۔ مطمئن رہو اور اپنے روزمرہ کے کام میں کسی قسم کا خلل واقع نہ ہونے دو۔

مہرولی میں جو مکان تھے سو روپے سالانہ پر ان کا پٹہ محبوب علی خواجہ سرا کے نام لکھ دیا گیا۔

نیمہ آستین، خلعت ہفت پارچہ اور رقم جواہر اعتماد الدولہ خان بہادر حامد علی خاں کو بارگاہ خسروی کی مختار کاری کے صلہ میں حضور انور کی طرف سے مرحمت کئے گئے۔

میر ظہور حسین خاں کو رستم الدولہ کے خطاب سے معزز و ممتاز فرمایا گیا۔
احمد علی چوبدار کو شادی کی تقریب میں خلعت اور سہرہ مقیشی مرحمت کیا گیا۔ اور
احمد علی نے بھی نذرانہ پیش کرنے کا افتخار حاصل کیا۔

نواب غلام محی الدین خاں بہادر کی تقریب ماتم میں ان کے صاحبزادے
فخر الاسلام نواب محمد قطب الدین خاں بہادر کو خلعت شش پارچہ اور ان کے چھوٹے
بھائی کو خلعت سہ پارچہ بادشاہ سلامت کی طرف سے عطا کیا گیا۔ علمائے دین کے ساتھ
عزت و افتخار سے پیش آنا آپ کا خاص دستور العمل ہے۔

(نواب قطب الدین خاں زبردست عالم تھے۔ مظاہر الحق کے نام سے مشکوٰۃ
شریف کا اردو ترجمہ انہی کا ہے چیلی قبر کے قریب بھوجلا پہاڑی پر ان کا مکان تھا۔ اب
ان کی اولاد میں عربی علم کا چرچا نہیں ہے حسن نظامی)

بادشاہ سلامت حضور قطب الاقطاب کے مزار پرانوار پر حاضر ہونے کی غرض
سے قلعہ معلّٰی سے باہر تشریف لائے۔ ایک ہزار روپیہ دیگر بعض ضروری اخراجات
اور مزارات کی مرمت کے لئے حافظ محمد داؤد خاں کو مرحمت فرمایا۔ اثنائے راہ میں
حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا قدس سرّہٗ کی درگاہ میں حاضر ہو کر کلام اللہ
شریف کے ختم میں شریک ہوئے اور معمول کے موافق نیاز و فاتحہ میں شرکت
فرمائی۔ ہمرکابی میں سردار اور خدام حاضر تھے، سب کو تبرک تقسیم فرمایا اور پھر ہاتھی پر سوار
ہوئے اور اپنے برابر نواب حامد علی خاں کو بٹھایا۔ انہوں نے اس افتخار و اعزاز کے
شکریہ میں نذر پیش کی۔ اسکے بعد مہرولی حضور خواجہ قطب صاحب کے مزار پر تشریف لیگئے۔
فاتحہ خوانی کی اور درگاہ سے تبرک، دستار اور حلقۂ کمان دیا گیا۔ پھر اپنے دولت خانہ
(واقع مہرولی میں تشریف لیگئے۔

مرزا شاہرخ بہادر نے ایک تفنگ ولایتی اور مرزا قیصر شکوہ نے ایک کنستر

شیشۂ گلاب نذر کے طور پر پیش کیا۔ بادشاہ سلامت نے قبول فرمایا۔

مطبع سلطانی کے مہتموں نے عرض کیا کہ کوتوال شہر نے جالندھر کے محکمۂ کمشنری کی طرف سے اشتہار طبع کرنے کے لئے بھیجے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ طبع کر دیے جائیں۔ اشتہار کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے :۔ دسمبر کی پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک ہوشیار پور میں ایک بڑا میلہ ہوگا۔ جو سوداگر اپنا مال و اسباب فروخت کرنے کے لئے اس جگہ لیجائینگے ان سے محصول وغیرہ کچھ نہیں لیا جائے گا۔ امید ہے کہ سوداگران عالیشان اور اُمرائے ذی وقار اسمیں شرکت کر کے میلہ کی رونق اور ترقی کا باعث ہونگے

۱۳ر نومبر ۱۸۴۶ء } کنور دیبی سنگھ نے عرض کیا کہ حضور والا کے دو تمسک میرے نام ہیں۔ ایک بیس ہزار روپے قرض کا ہے اور دوسرا تین ہزار روپے کا۔ لیکن ان میں سے ابھی تک ایک کوڑی بھی وصول نہیں ہوئی۔ معہ سود کے کل روپے کا میں نے حساب لگایا تو کچھ اوپر چوبیس ہزار چھ سو روپے حضور کے ذمہ نکلتے ہیں۔ اگر ان دونوں تمسکوں کو ایک نئے تمسک میں تبدیل کر دیا جائے اور حضور اسپر دستخط بھی فرما دیں تو غلام کے ساتھ عین بخشش و عنایت ہو۔ حکم ہوا کہ تمہارے حسب مرضی ایک ہی کاغذ پر قرضے کے کل روپے کی تفصیل لکھدی جائیگی اور انشاءاللہ یہ تمام روپیہ قسط وار کاٹھ، ھتو اور نندپورہ کی آمدنی سے ادا کر دیا جائیگا۔ پھر حضور انور نے قسط وار روپیوں کی ادائگی کے متعلق نواب معظم الدولہ بہادر کو ایک والا نامہ تحریر فرمایا اور جدید تمسک کے لئے حکم دیکر پرانے دونو کاغذوں میں سے اپنے نام کی مُہر کا حصہ نکال کر اسے پارہ پارہ کر دیا۔ اس طرز عمل سے کنور دیبی سنگھ بہت ممنون ہوئے اور بادشاہ سلامت کی عنایت خاص کا شکریہ ادا کیا۔

مرزا عبداللہ بہادر کو ایک کمخواب کا جُغہ مرحمت فرمایا۔

سواری دولت سرائے واقع مہرولی میں حاضر ہوئی۔ بادشاہ سلامت اسپر

سوار ہو کر قلعہ معلیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ پہلے اُس نئے باغ کے خیموں میں نزول اجلال فرمایا جو نواب ملکہ دوران زینت محل بیگم صاحب نے حال میں خریدا ہے بیگم صاحبہ کے صاحبزادے شہزادہ جواں بخت بہادر نے کپڑوں کی ستر کشتیاں دوشالہ، شالی رومال، کمخواب کا تھان، زرین کمر بند یہ تمام چیزیں تحفہ و نذر کے طور پر پیش کیں۔ تھوڑی دیر یہاں قیام فرمایا۔ پھر بلند و بالا ہاتھی پر سوار ہو کر اور مرزا فتح الملک بہادر کو اپنے ساتھ بٹھا کر شاہانہ شان و شوکت کے ساتھ قلعہ معلیٰ میں رونق افروز ہوئے۔ انگریزی اور شاہی توپخانہ سے بلند آواز توپیں چھوڑی گئیں اور قلعہ میں چاروں طرف شادمانی کا غلغلہ ہوا۔

غلام علی ٹھیکہ دار کو ان کی درخواست کے مطابق حضور انور کے حکم سے دیوان مکند پورہ کے دیہات حدود اربعہ کی تعیین کے بعد چھ سو پچاس روپئے سالانہ پر ٹھیکہ میں دیدیے گئے۔ اور بادشاہ سلامت نے اپنے دستخط خاص سے مزین فرما کر ان کے نام پٹہ جاری کر دیا۔ ملکۂ دوران کے باغ کے انتظام و اہتمام میں محبوب علی خواجہ سرا نے کوشش بلیغ کی۔ بادشاہ سلامت نے مسرور ہو کر ایک دوشالہ عنایت فرمایا اور چند کلمات تحسین و آفرین حضور کی زبان اقدس سے جاری ہوئے۔

نواب حسام الدین حیدر خاں مرحوم کے بڑے صاحبزادے معین الدولہ نوازش خاں وغیرہ حاضر دربار ہوئے۔ بادشاہ سلامت نے مرحوم کی خدمات جلیلہ کا ذکر فرما کر ان کی وفات حسرت آیات پر بہت رنج و غم کا اظہار کیا اور صبر کی تلقین فرمائی اور پھر خلعت شش پارچہ اور نیمہ آستین طلائی معین الدولہ بہادر کے بڑے صاحبزادہ کو اور خلعت شش پارچہ اور نیمہ آستین نقرئی خلعت ثانی مظفر الدولہ بہادر کو۔ خلعت پنج پارچہ آغا مرزا کو اور ایک ایک دوشالہ ان کی صاحبزادی اور زوجہ کو مرحمت فرما کر رخصت کیا۔ مرحوم کے پسماندگان نے منجموں کی رائے کے موافق زردجواہر اور دوسری

چیزیں مرحوم کے نام فقیروں اور غریبوں کو بطور خیرات تقسیم کیں۔

(اللہ اللہ۔ اب نہ خیرات تقسیم کرنے والے رہے۔ نہ وہ بادشاہ رہے جو باپ کے مرنے پر اولاد کی تعزیت کرتے تھے۔ نواب حسام الدین حیدر کیا، خبر نہیں کتنے نواب اور اُمراء غدر ۵۷ء کے بعد بے نام و نشان ہو گئے۔ دہلی میں اب ایک امیر بھی باقی نہیں ہے البتہ ان کے نام لکھے ہوئے مکان موجود ہیں جن میں اغیار رہتے ہیں اور اُمراء کی اولاد کرایہ کے جھونپڑوں میں زندگی کے دن کاٹ رہی ہے۔ حسن نظامی)

میرزا محمد شاہرخ بہادر نے ایک قطعہ ماہی شکار صاحب کلاں بہادر کی خدمت میں بھیجا۔ نواب صاحب نے اُسے واپس کر دیا اور کہلا بھیجا کہ حضور انور یا حضرت مرزا ولی عہد بہادر کے عطیہ کے سوا کسی اور کا عطیہ قبول نہیں کیا جائیگا۔

(جس قدر واقعات یہاں درج کئے گئے ان میں مرزا شاہرخ کی ولیعہدی کا ذکر ہوتا تھا۔ اسکے بعد مرزا فتح الملک کا امتیازیہ ذکر ہونے لگا۔ مگر یہ معلوم نہ ہوا کہ مرزا شاہرخ کی ولیعہدی میں انقلاب کس وجہ سے ہوا اور مرزا فتح الملک کیوں انکے بجائے ولیعہد ہو گئے۔ بعض باتوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرزا شاہرخ ولیعہد نہ تھے مدار المہام تھے "دہلی کی سزا" کتاب میں ولیعہدی کے جھگڑے درج ہیں اسپر غور کرنے سے [illegible] اس انقلاب کا [illegible] ہو جائیگا۔ [illegible] ایسٹ انڈیا کمپنی کی پالیسی کام کرتی تھی۔ حسن نظامی)

حکیم احسن اللہ خاں بہادر نے عرض کیا کہ جناب صاحب کلاں بہادر مجھسے بہت ناراض ہیں کیا تدبیر کرنی چاہئے جس سے ان کا ملال خاطر رفع ہو۔ حضور نے صاحب کلاں بہادر کے نام ایک رقعہ تحریر فرمایا کہ حکیم احسن اللہ خاں بہادر خیر خواہ آدمی ہیں ان سے کبیدہ خاطر ہونا مناسب نہیں ہے۔ لہذا ان کی طرف سے آپ اپنا دل صاف کر لیں اور اُن سے جو کچھ بھی رنجش ہو اُسے دل سے نکال دیں۔ صاحب کلاں بہادر نے بادشاہ عالی جاہ کے ارشاد فیض بنیاد کی تعمیل کی اور اپنے سینہ بے کینہ کو حکیم صاحب کی طرف سے

جو رنج وغبار تھا اس سے پاک کر لیا۔ اور حکیم صاحب ان کے لطف وکرم سے بہت متاثر ہوئے۔ اور بادشاہ جہاں پناہ کی بھی اس ذرہ نوازی کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ اور نیز ترقی عز وجاہ وتوسیع مملکت کی دعا کرکے اپنی فرمانبرداری وخیر خواہی ووفا شعاری کا ثبوت دیا۔ (انگریز ریزیڈنٹ کے سینہ کو اندر سے بھی کسی نے دیکھا کہ وہ صاف ہو گیا تھا۔ حسن نظامی)

بادشاہ سلامت نے مرزا شاہرخ بہادر سے فرمایا کیا بات ہے نواب حامد علی خاں کے خلاف بہت سی عرضیاں آرہی ہیں۔ کیا ملازمین کی تنخواہ ٹھیک تقسیم نہیں ہوتی؟ ان سے کہنا تنخواہوں کی رسید کے کاغذات ہمارے ملاحظہ کیلئے پیش کریں۔

۴ر دسمبر ۱۸۴۶ء } دو شقے نواب معظم الدولہ بہادر کے نام صادر کئے گئے ایک اس بارے میں کہ حویلی امیر خاں وامیر گنج نواب ممتاز محل بیگم کی زرخرید ہے۔ انہوں نے رقیہ سلطان بیگم زوجہ مرزا محمد سلطان فتح الملک بہادر شہزادہ کے جہیز میں دینے کے لئے خرید فرمائی تھی سلطانی تولیت سے ان کا کوئی علاقہ نہیں ہے۔ اسلئے بیگم صاحبہ سے انکے بارے میں تعرض نہ کیا جائے دوسرا اس بارے میں کہ نواب حامد علی خاں کا قرضہ شاہپور وغیرہ دیہات سے ادا کیا جائے۔

نواب حامد علی خاں کی درخواست کے مطابق جواہر لال خزانچی کو معزول کر دیا گیا اور ان کی جگہ گنذ روپ سنگھ کے خویش لالہ بھگوانداس کو خلعت پنج پارچہ دو رقم جواہر اور خلعت سہ پارچہ و یک رقم جواہر ان کے گماشتہ کو مرحمت کیا گیا۔

نواب منتظم الدولہ بہادر کی وفات کو سنکر بادشاہ سلامت کو بہت رنج وافسوس ہوا۔ اور دیر تک ان کی رعیت نوازی، غریب پروری اور داد وصفات حمیدہ کا ذکر زبان فیض ترجمان پر جاری رہا۔

حکیم احسن اللہ خاں بہادر سے ارشاد ہوا کہ پیرزادہ حضرت شاہ غلام نصیر الدین صاحب عرف کالے صاحب کو نواب زینت محل بیگم صاحبہ کی معرفت پچاس روپیہ بھیجدیا جائے

نواب حامد علی خاں کے تین ہزار روپیہ کا تمسک بادشاہ سلامت نے تحریر فرما کر ان کے حوالہ کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ روپیہ متعینہ مواضع کی آمدنی میں سے ادا کر دیا جائیگا۔

بندی بائی صاحبہ سے بادشاہ سلامت کا نکاح ہو گیا اور بیگم صاحبہ کو نواب شاہ آبادی کے خطاب سے معزز و ممتاز فرمایا گیا۔ اراکین سلطنت نے تہنیت کی نذریں بیگم صاحبہ کی خدمت میں پیش کیں۔ (چوہتر برس سے زیادہ عمر تھی مگر شادیوں کا شوق جوان تھا۔ اسی شوق نے سلطنت برباد کر دی۔ پہلے ہی کئی بیویاں موجود تھیں۔ اس رنڈی سے نکاح کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ (حسن نظامی)

بادشاہ سلامت نے سونے کی پہنچیوں کا ایک جوڑا، مرصع بازو بند کا ایک جوڑا، ایک انگوٹھی، سواری کے لیئے ایک خوبصورت پالکی اور رہنے کے لیئے ایک عالیشان مکان بیگم صاحبہ کو عنایت فرمایا۔ (بندی بائی سترہ برس کی طوائف تھی، بڑے میاں جتنی خاطر کرتے کم تھی۔ حسن نظامی)

نواب زینت محل بیگم صاحبہ نے فرمایا مجھے گھر کے روزمرہ کے خرچ کے لیئے کچھ روپیہ ملنا چاہیئے۔ محبوب علی خواجہ سرا کو ارشاد ہوا کہ ایک ہزار روپیہ کا بندوبست کر کے بیگم صاحبہ کی خدمت میں بھیجدو۔

۱۱ دسمبر ۱۸۴۶ء } اعلیٰ حضرت بہادر شاہ بادشاہ دہلی نے نواب لفٹنٹ گورنر آگرہ کے خط کے ملاحظہ فرمانے کے بعد جناب صاحب کلاں بہادر کے نام ایک گرامی نامہ تحریر فرمایا کہ چونکہ باغ سرہندی اور باغ روشن آرا وغیرہ سلطنت کے ناظم اعظم صاحب کو عطا کیا گیا تھا۔ لہذا اس کی آمدنی نواب حسینی بیگم صاحبہ زوجہ میرزا محمد سلیم شاہ بہادر کو پہنچا کرے۔ یہ تاکیدی حکم ہے ہمیشہ پابندی کے ساتھ اسکی تعمیل کی جائے۔

مرزا بلند بخت بہادر مرحوم کے بیٹے مرزا بخش بہادر نے نہایت عاجزی و خلوص

کے ساتھ درخواست کی کہ حضور والا میری شادی کی تقریب میں قدم رنجہ فرمائیں۔ بادشاہ سلامت نے درخواست منظور فرمائی اور بزم نکاح میں تشریف لے گئے۔ پانچ لاکھ روپے مہر پر نکاح منعقد ہوا بادشاہ سلامت نے فرخ سیر کی سہرا نوشہ کو از راہ مراحم خسروی مرحمت فرمایا۔ نہایت دھوم دھام سے شادی کی مجلس ختم ہوئی۔ بعد فراغت بادشاہ سلامت قلعۂ معلی میں تشریف لائے

پیر صابر علی شاہ مرحوم کی تعزیت کے طور پر خلعت سہ پارچہ ان کے دونوں صاحبزادوں کو پیشگاہ خسروی سے مرحمت کیا گیا۔ (خانقاہ صابریہ دریا گنج دہلی کے بانی کا ذکر ہے۔ اب یہاں کے سجادہ نشین سید شاہ کرار حسین صاحب ہیں۔ حسن نظامی)

نواب حامد علی خاں بہادر کے نام حکم جاری ہوا کہ پانچسو روپیہ ماہوار تنخواہ کے طور پر نواب شاہ آبادی بیگم صاحبہ کے لئے ہم نے تجویز کئے ہیں۔ تم ہر مہینہ یہ رقم اُن کو ادا کرتے رہنا۔ (نئی دُلہن تھیں جسقدر خاطر ہوتی تھوڑی تھی) حسن نظامی)

خزانہ داران شاہی کے نام حکم ہوا کہ چار ہزار روپیہ قرضہ مہیا کیا جائے۔ یہ روپیہ بائیس روپیہ ماہوار قسط کے حساب سے ادا کیا جائیگا۔

سنت لال پیشکار بخشی گری کو رسم تعزیت کے طور پر بادشاہ سلامت نے خلعت چار پارچہ مرحمت فرمایا۔

نظارت خاں ناظر نے اپنے قرضہ کے متکاات (بابت دیہات منظور وکورالی) کا بادشاہ سلامت سے چار ہزار پانچسو روپے سالانہ پر فیصلہ کر لیا اور یہ طے پایا کہ زر قسط پر صرف پانچسو روپے سال بسال اور فصل بفصل ادا کئے جائینگے اسکی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی کارپردازان شاہی کی طرف سے نہیں ہوگی۔

بُری خبر کی سناؤنی حضور میں پیش ہوئی کہ غنچۂ ناشگفتہ و گوہر ناسفتہ یعنی نواب فرخندہ بخت کی صاحبزادی عالم فانی سے عالم باقی کو سدھار گئیں۔ بادشاہ سلامت نے

ایک سو پچاس روپیہ جنازہ کے خرچ کے لئے مرحومہ کی والدہ ماجدہ کے گھر بھجوا دیے۔
انگریزوں کا اس ملک میں یہ دستور رہا ہے کہ قدم پھونک پھونک کر رکھتے ہیں۔ اور نہایت دور اندیشی اور احتیاط کے طریقوں سے کام کرتے ہیں۔ انہیں ہر وقت کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم سے کوئی ایسی سیاسی غلطی ہو جائے جس سے سلطنت کے کاروبار میں خلل واقع ہو اور مملکت کے انتظام میں ابتری پھیل جائے اسلئے انھوں نے جب یہ محسوس کیا کہ ہندوستان کے شمالی حصہ میں کچھ خطرہ ہے تو فوراً فوجیں اس طرف روانہ کر دیں اور جنگلوں میں ان کی فوجوں نے ڈیرے جا دیئے تاکہ اگر کوئی دشمن مخالفت کے لئے سر اٹھائے تو فوراً اسکی سرکوبی کر دی جا سکے۔ جدھر اپنا پہلو کمزور دیکھتے ہیں فوراً اس کی درستی کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں انگریزوں میں یہ بڑی صفت ہے کہ اپنا ہر کام وقت پر کرتے ہیں۔

۱۸ / دسمبر ۱۸۴۶ء } بادشاہ دہلی خلد اللہ ملکہ نے نواب حامد علی خاں کے نام حکم جاری فرمایا کہ تم نے جو تین ہزار روپیہ نقد اور تین ہزار روپیہ کے اجناس و اموال کا پیشگاہ حضوری کے لئے جو انتظام فرمایا تھا وہ نہایت بہرہ ور ہے اور ہر چند کی آمدنی میں سے وصول کر کے اپنے قبضہ و تصرف میں لے آؤ۔ ہماری طرف سے بخوشی تمام اجازت ہے۔

قلعہ دار بہادر کی استدعا پر آموں کے چند درخت لگانے کے لئے حکم شاہی نافذ ہوا۔ اس کی تعمیل کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔

اطلاع دی گئی کہ شاہزادہ مرزا شاہرخ بہادر کے ہاں صاحبزادی تولد ہوئی ہے حکم شاہی ہوا کہ اس خوشی میں جوڑا، توڑہ اور سہرہ ارسال کیا جائے۔ فوراً اس حکم کی تعمیل کی گئی۔

حضور کے دستر خوان چھینٹے پر جو شخص ملازم ہے اس کا نام نتھو ہے۔ آج

بادشاہ سلامت نے خوش ہو کر اس کو جواہر اور خلعت مرحمت فرمایا۔

سعادت افزوں خواجہ سرا کو جو بادشاہ سلامت کی نئی بیگم کی ڈیوڑھی پر نائب ناظر ہے، ایک دوشالہ مرحمت فرمایا اور خوشنودی خاطر کا اظہار کیا۔

محبوب علی خاں خواجہ سرا کو حکم ہوا کہ تمام پالکیوں کے لئے سقرلاتی پردے تیار کئے جائیں۔ پردے عمدہ اور سلائی اچھی ہو۔

شہر میں یہ خبر گشت لگا رہی ہے کہ جو لوگ دربار شاہی سے بڑی بڑی تنخواہیں پاتے ہیں ان کی تنخواہ میں سے سو روپیہ وضع کر لئے جاتے ہیں، حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ مشاہرہ میں سے کسی کو ایک پائی بھی کم نہیں دی جاتی۔ لوگ ہزارہا روپیہ کا تغلب اور تصرف کر کے اپنے اپنے عہدوں سے معزول ہوئے ہیں یہ انہی کی اپنی کارستانی ہے کہ خواہ مخواہ ایسے لوگوں کو جو سلطنت کے بہی خواہ اور رات دن سلطنت کی بہبودی اور فلاح کی کوشش میں لگے رہتے ہیں، بدنام کیا جاسکے۔ خیر کسی کے بدنام کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ مگر ان لوگوں کو کذب و افترا کرتے وقت خدا سے بھی تو ڈر نہیں لگتا۔

معزز معاصر "صادق الاخبار" کے لائق ایڈیٹر لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں جب سے بادشاہ سلامت نے ان علاقوں کو جو شاہی تولیت میں ہیں، جناب صاحب کلاں بہادر کے انتظام میں دیا ہے نمک حرام جلنے لگے ہیں کیونکہ پہلے یہ کیفیت تھی کہ منتظمین اپنی جیبیں خوب گرم کرتے تھے اور خزانہ شاہی میں ایک پیسہ بھی داخل نہ ہوتا تھا۔ اب یہ حالت ہے کہ شاہی آمدنی میں اضافہ پر اضافہ ہو رہا ہے اور نمک حرام اور شکم پرور ملازم ہاتھ ملتے رہتے ہیں۔ اب انہیں پھوٹی کوڑی بھی میسر نہیں آتی۔ یہ سب صاحب کلاں بہادر کے حسن انتظام اور خوبی تدبیر کا نتیجہ ہے کہ کسی حقدار کا حق باقی نہیں رہتا۔ بلکہ بعض موقعوں پر محصول بھی معاف

کر دیا جاتا ہے۔ باغات اور کھیتیاں سرسبز و شاداب ہیں، درخت ہرے بھرے ہیں، ایسا معقول اور عمدہ انتظام ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہ تھا۔ صرف بات اتنی ہے کہ جن کے منہ کو ناجائز اور حرام کمائی کا خون لگا ہوا تھا، اب انہیں اپنے ارادوں میں کامیاب ہونے کا موقعہ نہیں ملتا۔ اسی وجہ سے وہ غیر ذمہ دارانہ بیانات شائع کر کے پبلک کو مشتعل کرنے کی سعی کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ سب افتراپردازیاں اور دروغ بیانیاں ہیں، عوام الناس کو ان سے ہرگز متاثر نہ ہونا چاہیئے۔

مرزا محمد بخش سلاطین کو شاہی حکم ہوا کہ سال حال کے خاندان تیموریہ کی پیدائش و اموات کا نقشہ تیار کر کے شاہی ملاحظہ کے لیے پیش کرو۔ اس کام میں تاخیر نہ ہونی چاہیئے۔

عرض کیا گیا کہ مرشد زادۂ آفاق مرزا ولی عہد بہادر کے دربار میں لوگوں نے شکایت کی کہ آپ کے مختار محمد حفیظ خاں مرحوم نے پانچ ہزار روپیہ آپ کے مال میں سے سرقہ کر کے اپنے گھر رکھ لیے۔ شہزادہ بہادر نے مرحوم مختار کی خانہ تلاشی کا حکم جاری فرمایا اور نئے مختار فتح محمد خاں کو موقوف کر دیا گیا۔

نواب حسینی بیگم صاحبہ نے ایک خط کے ذریعہ استدعا کی کہ باغ روشن آرا اور باغ سرہندی پر مجھے قبضہ دلایا جائے۔ صاحب کلاں بہادر نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ان باغوں پر تمہیں قبضہ نہیں دیا جا سکتا۔ البتہ ان کی آمدنی ہمیشہ تمہارے پاس بھیجدی جائیگی کیونکہ صدر دفتر سے اسی قسم کا حکم صادر ہوا ہے۔

۲۵ دسمبر ۱۸۴۶ء } بروز عید الضحیٰ بادشاہ سلامت ازرق برق لباس زیب تن فرما کر بہت عمدہ گھوڑے پہ سوار ہو کر عیدگاہ تشریف لیگئے۔ نماز سے فراغت حاصل کرنے کے بعد خلعت شش پارچہ دو رقم جواہر، ایک قبضہ شمشیر مع پرتلہ خطیب صاحب کو اور کھوا ایک قبا

سہ رقم جواہر، ایک دستار سربستہ اور گوشوارہ منقش، ایک دوشالہ مرزا حضرت سلطان بہادر متولی مسجد فتح پوری کو اور خلعت ششں پارچہ مع رقوم جواہر اور قبضہ شمشیر وقار الدولہ ناظم امور خانسامانی کو مرحمت فرمائے۔ اسکے بعد اونٹ کی قربانی کی گئی اور حاضرین مجلس نے نان و کباب کا شغل کیا۔ اس وقت نہایت شادمانی اور فرحت کا ساز و سامان تھا۔ ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے میں مصروف نظر آتا تھا۔ چاروں طرف سے مبارکباد مبارکباد کی صدائیں آرہی تھیں جس راستہ سے بادشاہ سلامت کی سواری گذری امراء و روساء والا کین سلطنت نے عید کی مبارکبادیں پیش کیں اور نذریں بھی گزرانیں۔ جب بادشاہ سلامت محل معلّٰی میں تشریف لے گئے تو تمام خاندان کی بیگمات جن میں خاندان تیموریہ کی خواتین بھی شامل ہیں مبارکباد عرض کرنے کے لئے بادشاہ سلامت کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور حسب حیثیت نذریں پیش کرنے کی عزت حاصل کی۔

آتے جاتے وقت شاہی اور انگریزی توپ خانہ سے نہایت بلند آواز کے ساتھ سلامی کی توپیں چھوڑی گئیں۔ بقر عید کے دن حضرت میر محمدی صاحب مرحوم کا عرس منعقد ہوتا ہے۔ بادشاہ سلامت عرس میں شرکت کی غرض سے تشریف لے گئے ختم میں شریک ہوئے اور تبرک لیکر واپس تشریف لائے۔

عرض کیا گیا کہ مرشد زادہ آفاق مرزا ولی عہد بہادر اپنے مختار کار شیخ محمد سے ناراض ہو گئے ہیں اور اسے معزول کر دیا ہے اور اس کی جگہ حافظ محمد داؤد کے بھائی حافظ محمد قطب الدین کو مقرر کیا گیا ہے۔

عرض کیا گیا کہ ایک عورت نے فوجداری میں دعوٰی دائر کیا کہ ایک سوار میری لڑکی کو میری مرضی کے خلاف زبردستی اپنے ساتھ لیجانا چاہتا اور نکاح سے انکار کرتا ہے۔ مقدمہ پیش ہوا منصف نے عورت کے بیان لیکر اس کی لڑکی سے سوال کیا کہ کیا تمہارا ساتھ زبردستی کی جارہی ہے؟ لڑکی نے کہا نہیں میں برضا و رغبت اس سوار کے ساتھ

جا رہی ہوں۔ اس نے میرے ساتھ کوئی زبردستی نہیں کی۔ عدالت نے حکم دیا کہ لڑکی اپنے کام کی مختار ہے۔ مقدمہ خارج ہو گیا۔ اور بے چاری ماں اپنی لڑکی کی جسارت پر ماتم کرتی ہوئی ناکام واپس آئی۔ اور لڑکی سوار کے ساتھ چلی گئی۔

بادشاہ سلامت کو جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ نواب معظم الدولہ بہادر وکیل شاہی کو اپنے ہمراہ لیکر اضلاع کے دورہ کے لئے تشریف لیجانے والے ہیں تو ایک دوشالہ بتقریب رخصت اُن کو مرحمت کیا۔

لوگوں کی خوردبرد کی وجہ سے شاہی خزانہ کی یہ کیفیت ہے کہ آمدنی کم ہے اور خرچ زیادہ۔ ظالموں کے ظلم سے تنگ آکر رعیت پریشان ہوتی ہے تو افسران سے شکایت کرتی ہے۔ مگر بادشاہ سلامت تک کوئی خبر نہیں پہنچاتا۔ تنخواہ داروں کو نہ تو پوری تنخواہ ملتی ہے اور نہ تنخواہ دینے میں وقت کی پابندی کا خیال رکھا جاتا ہے تنخواہ دار لوگ اس بے انتظامی سے بہت پریشان و نالاں ہیں۔ اب تو خلقت کی زبان پر یہ دعا ہے کہ یا اللہ یہ تمام وکمال انتظام صاحبکلاں بہادر کے تحت میں آجائے تاکہ ہمیں ان مصیبتوں سے نجات ملے۔ اور روز کا یہ جھگڑا مٹ جائے۔ صاحبکلاں بہادر کا انتظام اتنا معقول ہوتا ہے ایک تو آمدنی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ دوسرے رعایا کو بھی کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچتی۔ دیکھئے خلقت کی فریاد وزاری کب قبول ہوتی ہے اور کب صاحبکلاں بہادر کا تقرر عمل میں آتا ہے۔

دکھ تو بات بھی سچی تھی کہ شاہی اہل کار شرارت کرتے تھے اور کچھ اخبار والے انگریزی سازباز کے سبب انگریزی کمپنی کے درپردہ اشارہ سے ایسے مضامین لکھتے تھے تاکہ رعایا انگریزی انتظام اور طریق حکومت کی دلدادہ ہو جائے۔ حسن نظامی)

یکم جنوری ۱۸۴۷ء حضور انور خلد اللہ ملکہ شہزادہ مرزا فتح الملک بہادر کی صاحبزادی کی شادی کی تقریب میں شاہانہ

شان و شوکت کے ساتھ باغ صاحبہ آباد میں تشریف لیگئے۔ اور وہ بزم ارم آپ کے انوار تجلی سے رشک چمن بن گئی۔ رقص سرود کی محفل سے فراغت کے بعد بادشاہ سلامت نے اہل بزم میں سے ہر ایک کو حسب مرتبہ خلعت فاخرہ عطا فرمائے۔ مرزا ہمایوں بخت بہادر نے ایک عمدہ بندوق اور کچھ نقد روپیہ نذر کے طور پر پیش کئے۔ یہ تحفے شرف قبولیت سے مشرف ہوئے۔ نجیب الدولہ بہادر کے چھوٹے بھائی کو ان کی تقریب شادی میں خلعت فرخ سیری مرحمت کیا گیا۔ مرشدزادۂ آفاق مرزا ولی عہد بہادر نے سموری کمخواب کا ایک لاجواب چوغہ حضور انور کی خدمت قدس میں پیش کیا۔ حافظ محمد قطب الدین خاں کو سرکار ولی عہد بہادر کی مختاری کا خلعت انتظام الدولہ کا خطاب حضور انور کی طرف سے عطا کیا گیا۔ اور نائب مختار کا عہدہ اور رفیق جاں نثار کا خطاب شرافت یار خاں کو مرحمت ہوا۔

۸ جنوری ۱۸۴۷ء حضرت بادشاہ سلامت اپنے بڑے صاحبزادے مرزا فتح الملک بہادر کی بزم نکاح میں شاہانہ اہتمام وانصرام کے ساتھ تشریف لیگئے۔ آپ کے راستہ میں کمخواب اور اطلس کا فرش بچھایا گیا۔ میوہ وغیرہ کی تیس کشتیاں، جواہرات کی ایک کشتی اور متفرق بیش بہا چیزوں کی ایک کشتی یہ سب سامان بادشاہ سلامت کی خدمت میں بطور نذر پیش کیا گیا۔ بادشاہ سلامت نے قبول فرمایا۔ اور غربا اور مساکین میں خیرات تقسیم فرمائی۔ حضور کی سواری کے آنے جانے کے موقع پر انگریزی و شاہی توپخانوں سے سلامی کی توپیں چھوڑی گئیں۔ تقریب نکاح کی وجہ سے تمام محلات میں بڑی چہل پہل تھی۔ اور ہر طرف شادمانی اور مبارکبادی کا غلغلہ بلند تھا۔

بادشاہ سلامت نے حکم جاری کیا کہ ایام عاشورہ میں کوئی شخص اسلحہ سے آراستہ ہو کر قلعہ مبارک سے شہر میں نہ جائے۔

سعادت علی کے لڑکے کو اسکی شادی کی تقریب میں بادشاہ سلامت نے خلعت مرحمت فرمایا۔ اور اپنی زبان مبارک سے مبارکباد دی۔ سعادت علی حضور انور کے اس انعام و اکرام سے بہت مسرور اور سرخرو ہوئے۔

۱۵ جنوری ۱۸۴۷ء حضور انور سے عرض کیا گیا کہ نواب عزیز النساء بیگم صاحبہ کے ملازم کریم بیگ نے اپنی بیوی کو طلاق دیکر گھر سے باہر نکالدیا تھا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد اسکو پکڑ کے اپنے گھر لیجانے لگا۔ بیگم صاحب کے ملازموں نے روکا۔ بہت واویلا مچی اور چاروں طرف بھیڑ جمع ہوگئی۔ کریم بیگ نے ہرچند لیجانا چاہا مگر اسکی ایک نہ چلی۔ آخر جہالت کے غصے کریم بیگ نے خود اپنے گلے پر چھری کا پھیری۔ وہ تو اتفاق سے نواب یار خاں کوتوال قلعہ جو ایک قوی ہیکل اور طاقتور آدمی ہیں موقعہ واردات پر پہونچ گئے اور انہوں نے اسکو زندہ گرفتار کر لیا۔ ارشاد ہوا کہ کچہری نظارت میں جو کچھ کیفیت اس مقدمہ کی پیش ہو اسکا پورا حال ہمارے سامنے بھی پیش کیا جاتے۔

نواب معظم الدولہ بہادر کے نام ایک شقہ جاری کیا گیا مضمون تقریبًا وہی تھا جو پہلے خط میں لکھا گیا تھا کہ حسب تحریر سابق نواب حامد علی خاں کے قرضہ کی ادائگی کا انتظام ہونا چاہئے۔

نواب معظم الدولہ بہادر کے نام ایک دوسرا شقہ بھی جاری ہوا کہ آغا حمید ناظر مرحوم کے قرضخواہوں نے اُنکے دیہات کو دیوانی وغیرہ کو قرق کرا لیا ہے۔ اس معاملہ کے لئے صدر الصدور کی عدالت میں رجوع کرنا چاہئے تاکہ کسی تدبیر سے دیہات قرق ہونے سے بچ جائیں۔

اطلاع دیگئی کہ فضل النساء بیگم صاحبہ کا انتقال ہوگیا۔ نواب حامد علی خاں کے نام فرمان جاری ہوا کہ ساٹھ روپے اُن کی تجہیز و تکفین کے واسطے روانہ کر دئے جائیں

حضورِ انور نے نواب حامد علی خاں کی معرفت اسّی ہزار روپیہ ساہوکاروں سے فی صدی ایک روپیہ سود پر قرض لیا اور ساہوکاروں کے اطمینان کے لئے تمسک تحریر فرما کر نواب حامد علی خاں کے حوالہ کر دیا۔

ایک دن بادشاہ سلامت حضرت خواجہ قطب صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی درگاہ سے واپس ہوتے وقت اولیا مسجد میں تشریف لے گئے۔ ایک درویش اُس جگہ یادِ الٰہی میں مشغول تھے۔ بادشاہ سلامت نے انہیں کچھ روپیہ مرحمت فرمایا۔

عرض کیا گیا کہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے آگرہ سے ایک حکم بھیجا ہے کہ نواب حسینی بیگم صاحبہ باغ روشن آرا وغیرہ کی آمدنی لینے پر آمادہ نہیں ہوئیں بلکہ وہ یہ کہتی ہیں کہ باغ وغیرہ میری ملکیت ہیں اسلئے ان پر میرا پورا دخل ہونا چاہیئے۔ بادشاہ سلامت نے پیشکار کو حکم دیا کہ ایک خط نواب گورنر جنرل بہادر کو اور ایک اطلاع نامہ کورٹ آف ڈائرکٹرس کے ممبران کے نام اور ایک خط سفیرِ شاہی مقیم انگلستان کے نام بھیجا جائے اور استحقاق سلطانی ثابت کیا جائے۔ اور ان لوگوں کو لکھا جائے کہ وہ شاہی حقوق پر غور کریں۔ اور ہمارے کارپردازوں کو بھی چاہیئے کہ عدالت دیوانی میں نالش دائر کر دیں۔ جب تک اس مقدمہ کا پورے طریقہ سے فیصلہ نہ ہو جائے بیگم صاحبہ کا عمل دخل نہیں ہو سکتا۔ (روشن آرا کا باغ نواب بیگم کی ملکیت ہے مگر حسینی بیگم کی ملکیت ہو... باغ کا حال معلوم نہیں کہاں تھا حسن نظامی)

۲۳ جنوری ۱۸۴۷ء } حضورِ انور عاشورہ کے دن درگاہ شریف کے آثار کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔

مرزا جہاندار شاہ دستوری کو خلعت قبا سے خاص سہ رقم جواہر و دستار مع سر پیچ گوشوارہ مرصع اور حافظ محمد قطب الدین کو خلعت شش پارچہ سہ رقم جواہر اور ان کے لڑکے کو خلعت سہ پارچہ اور دو رقم جواہر۔ اور سادات عالی درجات کو پہننے کے کپڑے

اور زرِ نقد ما ورفقرا و مساکین کو نیاز کا کھانا مرحمت فرمایا۔ اور اللہ بندہ نقیب الاولیا کو اُن کی ماں کی تعزیت کے طور پر خلعت سہ پارچہ عطا فرمایا۔

ایک شقہ منظم الدولہ بہادر کے نام روانہ کیا گیا کہ کارپردازان سلطنت کو حکم دیدیا گیا ہے کہ وہ قرضخواہوں کی فہرست تیار کر کے ملاحظہ کے لئے پیش کریں۔ قرض کی ادائگی کے بعد جو چیزیں ملکیت شاہی میں باقی رہینگی وہ انتظام و انصرام کے لئے تمہارے سپرد کردی جائیں گی۔

ایک اور شقہ صاحب کلاں بہادر کے نام روانہ کیا گیا کہ نواب شاہ آبادی بیگم صاحبہ کے والد نے جے پور جاتے ہوئے اثنائے راہ میں وفات پائی۔ ان کے ساتھ جو کچھ مال و اسباب تھا۔ وہ ہمارے دربار میں ارسال کردیا جائے۔ صاحبکلاں بہادر نے جواب میں تحریر فرمایا کہ صاحب ایجنٹ جے پور کو لکھدیا گیا ہے کہ وہ مرحوم کا تمام مال و اسباب خدمت اقدس میں بھیجدینگے۔ (نئی دُلہن کے ابّا چل بسے مگر ان کی دولت اولاد کا حق تھی۔ داماد صاحب کو قبضہ کرنے کا کیا حق تھا۔ حسن نظامی)

۲۹ جنوری ۱۸۴۷ء حضور بادشاہ سلامت نے عاشورہ کے دن قرآن مجید کی ایک جلد اور زرِ نقد حافظوں میں تقسیم فرمایا۔ بھلا ایک قرآن مجید کئی حافظوں میں کیونکر تقسیم ہوسکتا ہے۔ اس سے سلطنت کے کارپردازوں کی غفلت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مناسب تو یہ تھا کہ بمبئی کے چھپے ہوئے بڑی تقطیع کے کلام مجید جو نہایت عمدہ اور خوشخط چھپے ہوئے ہیں۔ ایک سو کی تعداد میں منگا کر حافظوں اور ضرورتمند غریبوں میں تقسیم کردیئے جاتے اگر کارپرداز دوراندیش اور معاملہ فہم ہوتے تو ضرور اس امر کو بادشاہ سلامت کے گوش گزار کرتے اور یہ یقینی امر ہے کہ جب بادشاہ سلامت کے حضور میں اس قسم کی استدعا

کی جاتی تو حضور ضرور منظور فرماتے۔ اور ایک کثیر جماعت قرآن شریف پڑھنے کے ثواب سے محروم نہ رہتی۔ کارپردازوں کو چاہیئے اب بھی اس طریقہ سے ثواب میں شریک ہونے کیلئے سعی کریں۔ (روزنامچہ نویس کو بستی کے کتب فروشوں نے کچھ دیکر یہ لکھوایا ہوگا۔ حسن نظامی)

کنور دیبی سنگھ نے جو دس ہزار روپیہ بادشاہ سلامت کی خدمت میں بطور قرض پیش کیا تھا۔ نواب معظم الدولہ بہادر نے شاہی املاک کی آمدنی سے یہ روپیہ ادا فرمادیا۔ اور اپنے عریضہ کے ساتھ قرض کا تمسک بھی بادشاہ سلامت کی خدمت میں بھیجدیا۔ بادشاہ سلامت نے اپنے نام مبارک کی مہر تمسک سے علیحدہ کرکے اسکو ضائع کردیا۔ اور اہلکاروں کو حکم دیا کہ تمام کاغذات میں اس قرض کی ادائگی درج کردی جائے۔

بادشاہ سلامت نے سید ابوالقاسم خاں کے بڑے صاحبزادے سید محمد رضا خاں کو خلعت شش پارچہ اور سہ رقم جواہر کی عطا سے سرفراز فرمایا امین الرحمن خاں کے لڑکے کریم الرحمن کو بادشاہ سلامت نے ایک جوڑا دوشالہ اور رکن الدولہ تہور جنگ خطاب سے معزز و مفتخر فرمایا۔

خبر آئی کہ حکیم اللہ رکھا بیمار ہو حرمین شریفین کی زیارت کے لئے ہندوستان سے گیا ہوا تھا۔ راستہ میں فوت ہو گیا۔ مرحوم کے لڑکے کے پاس تعزیت کے طور پر خلعت سہ پارچہ روانہ کیا گیا۔ اور بادشاہ سلامت نے خود زبان مبارک سے کلمات تعزیت کے ادا فرمائے۔

حسن رضا خاں ساکن بنارس بادشاہ سلامت کی ملاقات سے فیضیاب ہوتے۔ کمخواب کے دو تھان ایک کشتی میں رکھکر نذر کے طور پر پیش کئے۔ بادشاہ سلامت نے ازراہ مراحم خسروانہ خلعت پنج پارچہ اور دو رقم جواہر مرحمت فرمایا۔

۱۶ / محرم الحرام کو حضور انور نہایت جاہ و حشم کے ساتھ حضرت خواجہ قطب صاحب

کے مزار پُرانوار پر حاضر ہوئے۔ فاتحہ پڑھی تبرک لیا۔ دستار زیب سر فرمائی۔ اور پھر حضرت مولانا فخرالدین صاحب وغیرہ کے مزارات پر حاضر ہوئے مولانا فخرؒ کا عرس تھا۔ اس میں شرکت فرمائی۔ خدام کو نذریں دیں۔ تھوڑی رات گئے دوبارہ تشریف لائے اور ختم میں شرکت فرمائی۔ ایک دستار اور ایک تھان ریزی دوپٹہ حضرت شاہ غلام نصیرالدین عرف کالے صاحب کو عنایت فرمایا مراسم عرس سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اپنے دولت خانہ میں تشریف لے گئے۔

چونکہ مرزا احمد بخش کی موجودگی میں سلاطین یعنی خاندان تیموریہ کے لئے اضافہ تنخواہ کا نقشہ مرتب ہوا تھا اسلئے اُن کو بادشاہ سلامت نے حکم دیا کہ ایک عرضی پر سب کے دستخط لے لو کہ ہمیں یہ اضافہ منظور ہے تاکہ بعد میں کوئی بات پیدا نہ ہو۔

قلعہ دار بہادر کی طرف سے چوبدار نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ صاحب قطب صاحب کے مکانات کی سیر کرنی چاہتا ہے ان کے ایک دوست آئے ہوئے ہیں انکو سیر کرانی ہے۔ اگر انہیں سواری کے لئے ایک ہاتھی مرحمت کر دیا جائے تو عین کرم ہے۔ حکم دیا گیا کہ ایک ہاتھی قلعہ دار بہادر کی سواری کے لئے بھیج دیا جائے اور ہر طرح ان کی آسایش مد نظر رہے۔

۶ر فروری سنہ ۱۸۴۷ء } قلعہ دار بہادر اسسٹنٹ بہادر ریزیڈنسی حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

آپ نے دریافت فرمایا کہ نواب معظم الدولہ بہادر آج کل کس کام میں مصروف ہیں مزاج تو اچھا ہے آج کل کہاں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا۔ کہ صاحب غالباً آجکل سرسہ میں رونق افروز ہیں اور بخیر و عافیت اپنے فرائض منصبی میں مشغول ہیں اور حضور کے جان و مال کو دعا دیتے ہیں۔

(شاید قلعہ دار نے ان کو خواب میں دعا دیتے دیکھا ہوگا۔ انگریز بھی اُس زمانہ

میں خوشامد کی باتیں کرتے تھے۔ حسن نظامی)

مرزا محمد شاہرخ بہادر شہزادہ ایک سو سپاہی اور بارہ ہاتھی۔ دس سوار اور دو توپیں ساتھ لیکر رام پور بریلی کی طرف شکار کھیلنے کی غرض سے تشریف لیگئے تھے۔ واپسی میں شاہدرہ کے قریب جمنا دریا کے سامنے قیام کیا اور بادشاہ سلامت بطریق سیر و تفریح شہزادہ کے پاس شاہدرہ میں تشریف لیگئے اور شہزادہ کے خیمہ میں نزول اجلال فرمایا۔ بلند آواز کے ساتھ سلامی کی توپیں چھوڑی گئیں شہزادہ نے ایک اشرفی نذر میں پیش کی۔ تھوڑی دیر بات چیت کرنے کے بعد حضور انور قلعہ معلی میں واپس تشریف لے آئے۔

محبوب علی خاں خواجہ سرا نے شاہی پلٹن کے ایک سپاہی کو کسی بات پر خوب مارا۔ محبوب علی خاں کا ارادہ ہے کہ قدیم پلٹن کو توڑ دیا جائے اور نئی پلٹن کی بھرتی کی جائے۔ اس کام کے لئے بادشاہ سلامت کی خدمت میں بیس ہزار روپیہ نذرانہ پیش کرنے کا ارادہ ہے۔ نواب حامد علی خاں کے پاس بادشاہ سلامت کا حکم پہنچا کہ ایک پالکی بہت عمدہ تیار کی جائے۔ پالکی بالکل نئی قسم کی ہو جسمیں کوئی ایسی خصوصیت ہو جسکی وجہ سے وہ دوسری پالکیوں سے ممتاز ہو جائے۔

اطلاع دیگئی کہ قلعہ دار بہادر اور اسسٹنٹ بہادر ایجنٹی نے قلعہ مبارک کے سلاطین کے نام ایک خط لکھا ہے جسمیں شاہی اضافہ کے متعلق انکی رائیں طلب کی ہیں اور لکھا ہے کہ اس اضافہ میں کسی کو کوئی عذر ہو تو وہ تحریر پیش کرے تاکہ صدر دفتر میں اسپر غور کیا جا سکے۔

عرض کیا گیا کہ محکمہ ایجنٹی کی طرف سے ٹھاکر ڈونگر سنگھ کی گرفتاری کے متعلق علاقہ دہلی کے تمام رؤسا کے نام خطوط روانہ کئے گئے۔ یہ شخص چند اور قیدیوں کو ساتھ لیکر آگرہ کے جیلخانہ سے فرار ہو گیا ہے۔

مہاراجہ لاہور کا معزول وزیر راجہ لال سنگھ جو انگریزی فوج کی حراست میں تھا لاہور سے دہلی میں لایا گیا تھا۔ یہاں سے آگرہ بھیج دیا گیا۔ اب چنار گڑھ یا الہ آباد کے قلعہ میں مستقل طور سے نظر بند رکھا جائے گا۔

فیض الحسن کوتوال شہر نے جو بہت ہوشیار، اور مدبر آدمی ہے پانچ قمار بازوں کو بڑی ترکیبوں سے گرفتار کیا۔ اگر دہلی کی پولیس کے دوسرے آدمی بھی اسی طرح دیانتداری کے ساتھ اپنے فرائض منصبی کی بجا آوری میں کوشش کریں تو بہت جلد شاہجہاں آباد سے بدمعاشوں کا نام و نشان مٹ جائے۔

شہر میں یہ خبر گشت لگا رہی ہے کہ بعض شاہی ملازمین نے غبن و تغلب پر کمر باندھ لی ہے۔ یہانتک کہ سلاطین کی تنخواہ بھی وقت پر دیانتداری کے ساتھ ادا نہیں کرتے اور اس میں بھی بد دیانتی کرتے ہیں اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف تو بادشاہ سلامت قرضدار ہو گئے اور دوسری طرف لوگوں کو سخت شکایتیں پیدا ہو گئیں۔ ان وجوہ کی بنا پر صاحب قلعہ دار بہادر نے صدر دفتر کے احکام کی بموجب سلاطین کے پاس اطلاع بھیجی ہے کہ آپ حضرات تشریف لا کر اپنی اپنی تنخواہوں کی حقیقت بیان کریں۔ تاکہ جو شکایات ہوں ان کا قرار واقعی انسداد کیا جائے۔

۱۳ر فروری ۱۸۴۷ء } حضور انور خلد اللہ ملکہٗ نے نواب معظم الدولہ بہادر کے نام ایک شقہ جاری فرمایا کہ چھ ہزار روپیہ پرگنہ کوٹ قاسم کی آمدنی میں سے کنور روپی سنگھ کے قرضہ میں ادا کر دیے جائیں۔ اس قرضہ کو بہت مدت ہو گئی ہے اور ابھی تک اسکی ادائگی کا کوئی انتظام نہ ہوا۔

حضور انور کو یہ معلوم ہوا کہ خواجہ احسن اللہ خاں ناظر عدالت دیوانی کو زبردستی ان کے عہدہ سے علیحدہ کر دیا گیا ہے اور ایک معمولی پنشن اُن کے لیے مقرر کی گئی ہے تو حضور نے نواب حامد علی خاں کو طلب فرما کر حکم دیا کہ ان کی معاش کے لیے شاہی خزانہ

سے کچھ مقرر ہونا چاہئے۔ پھر حضور نے انہیں خلعت سہ پارچہ اور ایک رقم جواہر عطا فرمایا۔

سید محمد امیر صاحب خوشنویس کے لڑکے کی شادی کے موقعہ پر بادشاہ سلامت نے ایک پورا جوڑا اور سہرہ مقیشی مرحمت فرمایا۔

(ان خوشنویس کا خطاب میر پنجہ کش تھا۔ اس وقت دہلی کے نہایت نامور خوشنویس تھے۔ ایک روپیہ کو ان کا ایک حرف فروخت ہوتا تھا۔ ان کے لڑکے میر قطب عالم میری یاد تک زندہ تھے اور ان کے لڑکے میر حمید عالم کا بھی انتقال ہو گیا۔ میر پنجہ کش کو غدر میں کسی گورے سپاہی نے قتل کر ڈالا۔ حسن نظامی)

مرشد زادہ آفاق مرزا ولیعہد بہادر کی پچپن ویں سالگرہ کی تقریب کے موقعہ پر بادشاہ سلامت نے انہیں دو اشرفیاں مرحمت فرمائیں۔

حضرت شاہ بو علی قلندر رح کے مزار کے خدام حاضر ہوئے۔ تبرک پیش کیا۔ حضور انور نے پچپن روپئے بطور نذرانہ عطا فرمائے۔ مبلغ چھ ہزار روپے مرزا محمد شاہرخ بہادر کے خرچ کے لئے بادشاہ سلامت کے حسب الحکم روانہ کئے گئے۔

مرزا ولی عہد بہادر کی عرضی آئی کہ میرے قرضہ کو شاہی قرضہ میں شامل کر کے اسکی ادائگی کی کوئی صورت کی جائے۔ ارشاد ہوا کہ اپنے قرضہ کی فہرست روانہ کرو تاکہ اس کے مطابق ادائگی کی تجویز عمل میں آئے۔

صاحبکلاں بہادر کی عرضی ملاحظہ کے لئے پیش کی گئی اسمیں لکھا تھا کہ مرزا محمد فخر الدین بہادر شہزادہ شہر سے فریب دیکر ایک فاحشہ عورت کو قلعہ میں لے آئے ہیں، حکم دیا جائے تاکہ وہ اس عورت کو عدالت فوجداری میں روانہ کر دیں۔

جس جگہ راجہ لال سنگھ کو رکھا گیا تھا، یہاں آجکل راجہ اندر سنگھ والی ریاست نابھ آئے ہوئے ہیں۔ عملداران انگریزی کو حکم ہوا ہے کہ ان کو دریائے جمنا کے جنوب یا مشرق میں لیجا کر رہا کر دیں۔ چار ہزار روپیہ ماہوار ان کا مقرر کیا گیا ہے۔

خیال ہے کہ یہ آزادی کے بعد بندرابن میں جا کر قیام کرینگے۔

دریائے جمنا پر جہاں راجگھاٹ ہے، لوہے کا پل بنانے کا ارادہ ہے اسکے واسطے کوٹلہ فیروزشاہ سے پتھر آرہے ہیں تاکہ راجگھاٹ کے پل کو مضبوطی کے ساتھ درست اور عمدہ بنایا جاسکے۔ آج معلوم ہوا کہ کوٹلہ اسطرح ویران ہوا ہے (حسن نظامی)

Feb. 20, 1847

۲۰ فروری ۱۸۴۷ء نواب معظم الدولہ دام اقبالہٗ کا عریضہ، جس میں انہوں نے قرضخواہوں کی فہرست روانہ کی تھی، حضور انور کی نظر فیض اثر سے گذرا۔ دفتر سلطانی کے اہلکاروں کو حکم ہوا کہ اسے پانچ دن میں ترتیب دیکر ہمارے ملاحظہ میں پیش کرو۔

راجہ سوہن لال کے نام رقعہ لکھا گیا کہ حضرت عرش آرامگاہ کے عہد میں جو جواہرات نفیسہ تمہارے پاس رہن رکھے گئے تھے۔ ان کا تفصیلی حساب معہ تاریخ کے لکھکر ہمارے پاس بھیجو لیکن مرصع چمپا کلی کا حساب اس میں شامل نہ کرنا کیونکہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔

حافظ محمد حسین صاحب پیرزادہ کو، جو پیران گنگوہ کے مزارات کی دستار و تبرکات لیکر حاضر ہوئے تھے، بادشاہ سلامت نے ایک دوشالہ مرحمت فرمایا اور نہایت اخلاص و عقیدت کے ساتھ انھیں رخصت کیا۔

مرزا محمد شاہرخ بہادر نے ہاپوڑ سے ایک عریضہ اس مضمون کا بادشاہ سلامت کی خدمت میں ارسال کیا کہ مجھے مرض بواسیر لاحق ہوگیا ہے اور اسکی وجہ سے طرح طرح کی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ بادشاہ سلامت نے اسکے جواب میں شقہ روانہ فرمایا کہ میں دست بدعا ہوں کہ ایزد اکرم تمہیں شفائے عاجل و کامل مرحمت فرمائے۔

میر یوسف علی خاں کو خلعت چہار پارچہ دو رقم جواہر اور منصب داروغگی مرحمت فرمایا گیا۔

مرزا ولی بخت بہادر کو جو مرزا قیصر شکوہ بہادر کے ہمراہ حاضر دربار ہوئے تھے

بادشاہ سلامت نے ایک دستار سربستہ مع گوشوارہ کے اور ایک کمخواب کی قبا، سہ رقم جواہر ایک دوشالہ مرحمت فرمایا اور بیگمات کے لئے دو جوڑے دوشالہ کے ساتھ کر دیے۔ قرضخواہوں کی عرضیاں حساب کے ساتھ پہنچیں جو خواجہ احسن اللہ خاں کے حوالہ کر دی گئیں کہ اپنے دفتر سلطانی سے مطابق کر کے اطلاع دو۔

کنور دیبی سنگھ نے اطلاع دی کہ حضور مجھے اپنے بھتیجے کی شادی کیلئے کچھ ضروری سامان اور چند چپراسیوں اور چوبداروں کی ضرورت ہے۔ حکم ہوا کہ تمہاری درخواست کے مطابق انتظام کیا جائیگا۔

صاحب کلاں بہادر کے نام حکم لکھا گیا کہ میں نے نواب حامد علی خاں سے اٹھارہ ہزار روپے قرض لئے تھے۔ تم کو چاہئے کہ پرگنہ کوٹ قاسم کی آمدنی میں سے ادا کرنے کا انتظام کر دو۔

بادشاہ سلامت کے حکم سے باغ انگوری کی آمدنی میں سے ۲۲ بیگہ زمین مرزا مصطفیٰ بیگ کو عنایت کی گئی۔

منکوحہ جدیدہ شاہ آبادی بیگم کو جو دیہات دیئے گئے تھے اُنکے ہبہ نامہ کی تیاری کے لئے فرمان واجب الاذعان صادر ہوا۔

مرشد زادۂ آفاق مرزا ولی عہد بہادر نے ایک شخص علی بخش نامی کی لڑکی سے نکاح فرمایا۔ بادشاہ سلامت نے دو اشرفیاں منکوحہ موصوفہ کے پاس روانہ فرمائیں۔

اطلاع دی گئی کہ مرزا ولیعہد بہادر حصار میں رونق افروز ہیں اور عنقریب حضور بادشاہ سلامت کی خدمت میں دہلی آنے والے ہیں۔

ماہ صفر کی نویں تاریخ کو کھاری باؤلی میں خلقت بسنت کے تماشے میں مشغول تھی کہ ایک شخص نے جو عرصہ سے اپنے دشمن کے پیچھے گھات میں لگا ہوا تھا موقع پاکر اُسے شمشیر کی ضرب سے زخمی کیا۔ خلقت جمع ہوگئی۔ سمجھانے والوں نے سمجھایا کہ

او بیوقوف کیوں خواہ مخواہ کسی کو ہلاک کرتا ہے۔ اسکی جان تو خیر جائیگی مگر تیری بھی خیر نہیں۔ پکڑا جائیگا اور خون کا بدلہ خون، تو بھی پھانسی پر چڑھے گا۔ یہ سُنکر قاتل کو کچھ ایسا جوش آیا کہ اپنے پیٹ میں خنجر بھونک لیا اور مرگیا۔ سُنا گیا ہے کہ وہ مجروح جسپر اس نے تلوار کا حملہ کیا تھا ابھی تک زندہ ہے۔

ایک دلال کو جسکا نام رتن تھا ڈاکوؤں نے جنگل میں گھیر لیا اور جو کچھ مال و متاع تھا وہ سب چھین لیا۔ اور دریا کے پاس لیجاکر پانی میں پھینکدیا تاکہ ڈوبکر مرجائے مگر اسکی زندگی باقی تھی تیرنے لگا۔ جب ڈاکوؤں نے دیکھا کہ شکار زندہ سلامت ہاتھ سے جاتا ہے، قریب پہنچکر دو تین ہاتھ تلوار کے مارے تب بھی اسکا رشتۂ حیات منقطع نہیں ہوا تو پانی سے نکال لائے اور ہاتھ پاؤں کاٹ کر گڑھے میں ڈالدیا۔ بیچارہ دلال آدھی رات تک تڑپتا رہا مگر کوئی فریادرس نہوا، آخر ڈاکوؤں نے اوپر سے تلوار کا ایک ہاتھ ایسا مارا کہ سر تن سے جدا ہوگیا۔ غریب نے مصیبت سے نجات پائی۔ کئی دن کے بعد پولیس کے عملہ کا ادہر سے گذر ہوا نعش کے ٹکڑے ٹکڑے دیکھ کر تحقیقات شروع کردی۔ کئی دن کی تلاش اور جستجو کے بعد ان میں سے ایک ڈاکو کو گرفتار کیا گیا، جس نے تمام حالات قلم بند کرائے۔ پولیس کی کوشش قابل تعریف ہے کہ اس طرح نامعلوم واقعہ کا کس خوبصورتی سے کھوج نکالا۔ یقین ہے کہ جسطرح سے یہ ایک ڈاکو گرفتار ہوا ہے دوسرے ڈاکو بھی گرفتار ہو جائینگے اور اپنے کیفر کردار کو پہنچینگے۔

۱۲ مارچ ۱۸۴۷ء نواب معظم الدولہ بہادر کی عرضی اس مضمون کی بادشاہ سلامت کی خدمت میں پہنچی کہ جھروکے کی زمین پر تالیز کی کھیتی کی وجہ سے اس قدر غلاظت و کثافت جمع ہو جاتی ہے کہ جس سے بیماریوں کے پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ وہاں کے آنے جانے والے لوگ بدبو سے پریشان ہوجاتے ہیں۔ اگر فالیز کی کھیتیاں وہاں سے اٹھادی جائیں تو غالباً اسقدر کوڑا کرکٹ جمع نہوگا۔

امید ہے کہ حضور انور اس بارے میں کسی مناسب کارروائی کے جاری ہونے کا حکم نافذ فرمائینگے۔ ارشاد ہوا کہ وہاں فالیز کی کھیتیاں آج سے تو ہیں نہیں عرصہ دراز سے ایسا ہوتا چلا آتا ہے۔ آج تک کسی نے بیماری کا خدشہ ظاہر نہیں کیا۔ اب یہ کیسی نئی بات آپ نے لکھی ہے۔ بہرحال اطبائے حاذق سے اس بارہ میں مشورہ لیا جائیگا اگر ان کے نزدیک فالیز کی موجودہ صورت اندیشہ ناک ہے اور اس سے بیماریوں کے پیدا ہونے کا احتمال ہے تو یقیناً فالیز کی کھیتی باڑی کے متعلق ممانعت کا حکم جاری کر دیا جائیگا۔ بعض اراکین سلطنت نے عرض کیا کہ بادشاہ سلامت کو نواب معظم الدولہ نے جو کچھ اپنے عریضہ میں لکھا ہے اس سے مطلب محض رفاہ عام ہے اور بہبودی خلائق کے علاوہ کوئی دوسرا مقصد اس میں پوشیدہ نہیں ہے۔ آئندہ حضور اقدس کی جو مرضی مبارک ہو وہ سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہے۔ ہم غلاموں کو کسی قسم کی رائے زنی کا حق نہیں ہے۔

(نیا نیا زمانہ تھا، صفائی کی یہ دھوم دھام اُس زمانہ میں کہاں تھی جو بادشاہ کی عقل میں اسکی خوبی آتی۔ اب بھی اس مقام پر فالیز ہوتی ہے اور کوئی انگریز افسر آب و ہوا کی خرابی کے لئے اسکی بندش نہیں کرتا۔ حسن نظامی)

بادشاہ سلامت نے ازراہ کمال نوازش ایک نفیس جوڑا، ایک کمخواب کی قبا، ایک دوشالہ، ایک گوشوارہ اور سہ رقم جواہر مرزا دشاہ بہادر سلاطین کو مرحمت فرمایا۔

بادشاہ سلامت ایک روز حضرت سید محمود بحار کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر قیام فرمایا۔ تبرک اور دستار حاصل کرنے کے بعد واپس تشریف لائے۔

(حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے ہمعصر تھے۔ ان کا مزار موضع کیلوکھری میں ہے جو مقبرہ ہمایوں کے جنوب میں ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مجذوب نما بزرگ تھے۔ حسن نظامی)

بادشاہ سلامت قصبہ بلاس پور میں شکار و تفریح کی غرض سے تشریف لیگئے۔

مرزا محمد شاہرخ بہادر کی عرضی پیش ہوئی۔ جواب میں تحریر فرمایا کہ اپنے ہمراہی حکیم محمد اسمٰعیل صاحب کو اطلاع دیدو کہ زر قرضہ کی دستاویزات اپنے رشتہ داروں میں سے کسی معتبر آدمی کے ذریعہ ملاحظہ کے لئے بھیجدیں۔

کنور ساگ رام کے لڑکے کنور گوپال سنگھ کی شادی میں بادشاہ سلامت نے خلعت فرخ سیری، جامہ، کمربند، سہرہ مقیشی روانہ فرمایا اور کنور کا لقب دیا اور حکم دیا کہ شاہی خرچہ سے کنور گوپال سنگھ کی شادی کا جلوس شاہانہ تزک واحتشام کے ساتھ نکالا جائے۔ بادشاہ سلامت کے اخلاق کا یہ حال ہے کہ رعایا کے ساتھ ہر موقعہ پر انعام واکرام کا سلوک فرماتے رہتے ہیں۔

(ہندو مسلمان دونوں اقوام کے ساتھ بہادر شاہ کا یہی محبتانہ سلوک تھا اور دونوں قومیں ان کو باپ سمجھتی تھیں۔ حسن نظامی)

صاحب کلاں بہادر کے نام شقہ جاری فرمایا کہ مدرسہ غازی الدین خاں مسجد فتحپوری اور مسجد اکبر آبادی اہل کاران شاہی کے سپرد کر دی جائیں تاکہ انتظام وانصرام میں آسانی ہو۔

(اب صرف مسجد فتحپوری چاندنی چوک میں باقی ہے۔ اکبر آبادی مسجد کا نام و نشان مٹ گیا۔ جہاں اب ایڈورڈ پارک ہے اس جگہ یہ مسجد تھی۔ حسن نظامی)

خبر ہے کہ بادشاہ انگلستان کی عدالت سے فرمان جاری ہوا ہے کہ بہادر شاہ بادشاہ خلد اللہ ملکہ کے مرتبہ واعزاز میں کسی قسم کی کمی نہ ہونے پائے اور حضور بادشاہ دہلی کے لئے قدیم دستور کے موافق تمام معمولات شاہی کا سرانجام ہوتا رہے۔

۱۹ مارچ ۱۸۴۷ء } جنرل اختر لونی صاحب کی زوجہ مبارک النساء بیگم صاحبہ کی عرضی بابت دعوی زر قرضہ بادشاہ سلامت کے ملاحظہ سے گزری۔ حکیم احسن اللہ خاں اور کنور دیبی سنگھ کو ارشاد ہوا کہ تحقیقات کے بعد اصل حالات کی رپورٹ کی جائے۔ (جنرل اختر لونی فرانسیسی تھا

اس نے مسلمان عورت سے شادی کی تھی۔ حسن نظامی)

سید یوسف علی داروغہ کو بادشاہ سلامت نے سعید الدولہ خان بہادر کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔

مرزا محمد تقی بہادر سلاطین کو جو اودھ سے آئے ہیں بادشاہ سلامت نے ایک کمخواب کی قبا، دو شالہ، گوشوارہ، دستار، تین رقم جواہر مرحمت کرکے معزز و ممتاز فرمایا۔

مختار الدولہ وحید الدین احمد خاں بہادر کو خلعت پنج پارچہ اور سہ رقم جواہر عطا فرمایا۔

حضور انور نے اہلکاروں کو حکم دیا کہ نواب شرافت محل بیگم صاحبہ کے قرض کا مقدمہ حساب کے ساتھ محکمۂ ایجنٹی میں منتقل کر دیا جائے۔

خط نسخ کا ایک قطعہ اپنے دست مبارک کا لکھا ہوا بادشاہ سلامت نے مرزا ولیعہد بہادر کو مرحمت فرمایا۔

کارپردازان کو حکم دیا گیا کہ محکمۂ ایجنٹی میں روانہ کرنے کے لئے اضافۂ تنخواہ کے کاغذات مرتب کرکے ہمارے ملاحظہ کے لئے بہت جلد پیش کرو۔

فرقۂ مداریہ ملنگ کے سرگروہ ایرانی شاہ کو بادشاہ سلامت نے خلعت سہ پارچہ اور دو اشرفیاں عطا فرمائیں اور ان کے مریدوں میں سے ہر ایک کی دعوت فرما کر سب کو دل شاد کیا اور اسکے ساتھ نقدی بھی مرحمت فرمائی۔

قرضخواہوں کی عرضیاں زیادہ تعداد میں حضور انور کے ملاحظہ کے لئے پیش کی گئیں۔ خواجہ احسن اللہ خاں سے فرمایا کہ شاہی دفتر کے کاغذات سے ان کو مطابق کرکے حقیقت حال کی رپورٹ پیش کرو۔

شام کے وقت کبوتر بازی کا تماشہ ملاحظہ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے۔ حاضرین نے حضور کی توجہات خاص پر اظہار عقیدت کیا۔

ایک دن بادشاہ سلامت باغ سلیم گڑھ میں تشریف لیگئے۔ نواب زینت محل بیگم صاحبہ و شاہ آبادی بیگم صاحبہ و تاج محل بیگم صاحبہ بندوق کی نشانہ بازی میں مشغول تھیں۔ بڑی دیر تک نشانہ بازی کے تماشے میں مصروف رہے۔

(یہ تینوں بیگمات بہت منظور نظر تھیں۔ بندوق چلانے کا شوق تو نور جہاں کے وقت سے اس خاندان کی تمام عورتوں کو تھا۔ آجکل کی عورتیں ناٹک کا تماشہ دیکھنا کافی سمجھتی ہیں یا بناؤ سنگھار کرکے ہوا خوری کو چلا جانا۔ جنگی کرتبوں کا کسی کو بھی شوق نہیں ہے۔ حسن نظامی)

محبوب خواجہ سرا کا عریضہ پہنچا کہ قدم شریف کے میلہ سے جب مرزا جواں بخت بہادر واپس تشریف لا رہے تھے تو چند بدمعاشوں نے انگریزی سپاہیوں کی اعانت سے ان کو گھیر لیا۔ گھوڑا اور ایک بٹوہ جس میں تین اشرفیاں تھیں اور ایک چاندی کی ہیکل چھین کر لے گئے۔ بادشاہ سلامت نے یہ خبر وحشت اثر سنکر صاحب کلاں بہادر کے نام اطلاع بھیجی کہ ایسے بدمعاشوں کو قرار واقعی سزا دینی چاہئے بادشاہ سلامت سے عرض کیا گیا کہ اس کارروائی کی نقل انگریزی ایجنسی کے محکمہ فوجداری میں بھی ضرور ارسال ہونی چاہئے تاکہ مناسب کارروائی عمل میں آسکے۔ (تعجب ہے کہ بادشاہ کا اس قدر لاڈلہ بیٹا میلہ میں جائے اور بدمعاش لوگ اس کا گھوڑا تک چھین لیں۔ کیا دہلی کے باشندوں نے بھی مدد نہ کی اور انگریزی سپاہیوں کی شرکت کا لفظ بھی حیرت میں ڈالتا ہے۔ غالباً اس واقعہ کے اندر اور کوئی راز پوشیدہ ہے جو اخبار والے کو معلوم نہیں ہوا ہے۔ بہادر شاہ جواں بخت کی ولیعہدی چاہتے تھے اور انگریز اسکے خلاف تھے حسن نظامی)

۲۶ رمارچ ۱۸۴۷ء } دہلی کے قید خانہ سے ایک قیدی موقعہ پاکر کہیں نکل گیا۔ پہاڑ گنج کے تھانہ دار کو کسی نے

خبر پہنچائی کہ دہلی کے متصل راجہ بھرت پور کے جو دیہات ہیں فرار شدہ قیدی کہیں ان میں روپوش ہے۔ مجسٹریٹ سے اجازت لیکر تھانہ دار صاحب سارے دیہاتوں میں مارے مارے پھرے، گھر گھر چھان ڈالا مگر قیدی کا کہیں پتہ نہ چلا آخر مایوس ہو کر چلے آئے۔ ان کی اس جانفشانی کے صلہ میں مجسٹریٹ نے بیس روپئے انعام عطا کئے۔ انہوں نے لینے سے انکار کیا اور کہا اگر میں قیدی کو گرفتار کر کے حضور میں پیش کر دیتا تو البتہ انعام کا مستحق تھا۔ ایسی حالت میں کہ مقصود میں ناکام رہا، انعام لینا میں مناسب نہیں سمجھتا۔ مجسٹریٹ نہایت نیک نفس آدمی تھا اس نے کہا تم نے اپنی کوشش میں کمی نہیں کی۔ ملنا نہ ملنا خدا کے ہاتھ میں ہے اسلئے تمہیں انعام تمہاری کوشش کے صلہ میں دیا جاتا ہے۔ آخر کار تھانہ دار نے بہت اصرار کے بعد انعام لیکر مجسٹریٹ کی قدردانی کا شکریہ ادا کیا۔

اسباب جنگ سے لدی ہوئی تخمیناً سو گاڑیاں شاہجہاں آباد سے دیار مغرب کی طرف روانہ کی گئی ہیں۔

راجہ دیبی سنگھ سالگرام نے اپنے لڑکے کی شادی کی تقریب میں بڑے پیمانہ پر دعوت کا انتظام کیا تھا۔ اس جشن و دعوت میں انگریز صاحبان بھی رونق افروز ہوئے تھے۔ دعوت میں طرح طرح کے تکلفات اور ساز و سامان کا انتظام کیا تھا اب یہ شادی خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہو گئی ہے۔ تاریخ دہلی میں یہ شادی بھی یادگار رہیگی۔

حضور والا نے سلیم گڑھ کے آس پاس تمام حصہ میں چند عمارات کے تیار کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ چنانچہ پائین باغ کا تمام حصہ عمارات میں شامل ہو گیا ہے

(اب یہ تمام عمارات نابود ہو گئیں۔ قلعہ سلیم گڑھ میدان کر دیا گیا۔ حسن نظامی)

کچھ دنوں سے دہلی کی آب و ہوا میں گرمی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ رفتہ رفتہ سردی رخصت ہو رہی ہے۔ ہولی کا تہوار دہلی میں بڑی شان و شوکت سے

منایا جاتا تھا۔ ایسی رونق اور چہل پہل دوسری جگہ دیکھنے میں بہت کم آتی تھی۔ مگر اب کے خدا جانے کس وجہ سے اس تہوار میں پچھلی سی رونق کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔

نذرانہ کا ایک لاکھ روپیہ خزانۂ انگریزی سے بادشاہی خزانہ میں داخل کیا گیا۔

راجہ دیبی سنگھ کو حکم ہوا کہ مرزا ولی عہد بہادر کی تنخواہ کے پانچہزار پانچسو پچپن روپیہ ان کے نام روانہ کر دیے جائیں اور دوسرے کارخانوں کی تنخواہ بھی تقسیم کر دی جائے۔

ماہ مارچ کی ابتدائی تاریخوں میں بادشاہ سلامت نے تاج محمد دربان کو بلا کر حکم دیا کہ ریزیڈنٹ بہادر کے پاس جاؤ اور ہماری طرف سے کہو کہ آج ظہر کے وقت حضور انور قطب صاحب کی درگاہ میں تشریف لیجائینگے اور تین گھڑی رات گذرنے پر قلعۂ معلّٰی میں واپس تشریف لائینگے۔ ہمارے آتے جاتے وقت سپاہیوں کی کمپنی اور توپ خانہ کا انتظام ہونا چاہئے۔ تاج محمد نے حضور انور کی طرف سے یہ پیغام ریزیڈنٹ بہادر کے پاس پہنچا دیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ بات خلاف قانون ہے کہ تین گھڑی رات گذرنے کے بعد سپاہیوں کو کمر بستہ حاضر ہونے کا حکم دیا جائے۔ تاج محمد نے جب یہ خبر پیشگاہِ خسروی میں بیان کی تو حکم ہوا کہ جاؤ ریزیڈنٹ سے جا کر کہو کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے جو خلاف قانون ہو۔ حضرت والد مرحوم کے وقت میں ہمیشہ کمپنی کے سپاہی رات کو کمر باندھ کر حاضر ہوا کرتے تھے۔ دربان نے پھر ریزیڈنٹ بہادر کے پاس جا کر فرمان شاہی پہنچایا۔ ریزیڈنٹ نے کہا اچھا فرمان شاہی کی تعمیل کی جائے گی۔

مارچ کی تیسری تاریخ کو نواب حامد علی خاں کے دولت خانہ پر ان کے بھانجہ کے ختنہ کی تقریب میں ایک محفل منعقد ہوئی۔ ہندو مسلمان سرداروں کا بارونق مجمع تھا۔

۲ر اپریل ۱۸۴۷ء } مرزا انور بہادر نے جو مہر سلطانی کی جعلسازی کے جرم میں قید تھے بادشاہ سلامت کی خدمت میں ایک

عریضہ بھیجا کہ میں درد گردہ کی وجہ سے زندگی سے مایوس ہوگیا ہوں۔ اگر از راہ مرحمت خسروانہ مجھے قید سے نجات دی جائے تو شاید میری زندگی دوبارہ ہو جائے حضور والا نے فرمان صادر کیا کہ اچھا تم جاؤ اپنے بال بچوں میں بود و باش اختیار کرو۔ مگر تمہاری نگرانی کے لئے تمہارے مکان پر دو خواجہ سراؤں کو مقرر کیا جاتا ہے

اسکے بعد بادشاہ سلامت نے حضور قطب الاقطاب کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کی۔ نیاز دلائی۔ تبرک لیکر دولت خانہ معلّٰی پر واپس آ گئے۔ آمد و رفت کے موقعہ پر انگریزی و شاہی توپ خانہ سے سلامی کی توپیں چھوڑی گئیں۔ اثنائے راہ میں کسانوں نے گلدستہ کے تحفے اور نذریں بادشاہ دہلی خلد اللہ ملکہٗ کی خدمت میں پیش کرنے کا افتخار حاصل کیا۔

نواب شاہ آبادی بیگم صاحبہ نے احمد خاں نامی کو آبدار خانہ کی داروغگی کا عہدہ مرحمت فرمایا۔ اور اسکے ساتھ ہی خلعت سہ پارچہ اور دو رقم جواہر اور ایک عمدہ پالکی کا تحفہ بھی عطا کیا۔ بادشاہ سلامت نے محمد حسین بیگ کے بھائی کو اُن کی والدہ کی وفات کے موقعہ پر خلعت سہ پارچہ، اور خواجہ بابر اور میر ہدایت علی سر چھپا کی خواصوں کو خلعت دو پارچہ مرحمت فرمایا۔

حضور بادشاہ سلامت نے نواب معظم الدولہ بہادر کی چھٹی کو ملاحظہ فرما کر کارکنان دفتر کو حکم دیا کہ جنرل ڈیوڈ اختر لونی صاحب کی زوجہ مبارک النساء کے زر قرضہ کی فہرست مرتب کر کے بہت جلد ہمارے ملاحظہ میں پیش کرنی چاہئے۔

رامپور کے ایک درویش امیر شاہ بادشاہ سلامت کی ملاقات سے مشرف یاب ہوئے۔ بہت دیر تک معارف و حقائق کی گفتگو ہوتی رہی۔ میر احمد علی کا ذکر آیا تو امیر شاہ درویش نے ان کی سفارش فرمائی۔ بادشاہ سلامت نے خلعت سہ پارچہ اور دو رقم جواہر مرحمت فرمائے۔

حسب دستور قدیم بادشاہ کے جسم مبارک کے وزن سے ترازو نے بلند پایہ ہونے کا شرف حاصل کیا اور وزن کے موافق غربا اور مستحقین میں خیرات تقسیم کی گئی۔

(بادشاہ کے جسم سے ترازو کے پلہ کا بلند ہونا ادب کا فقرہ ہے مطلب یہ ہے کہ بادشاہ کو ترازو میں تولا گیا اور ان کے وزن کے موافق غریبوں کو نقدی اور غلہ وغیرہ تقسیم کیا۔ اسکو تلادان کہتے تھے حسن نظامی)

مرزا محمد شاہرخ بہادر نے جو شکار کے لئے باہر گئے ہوئے تھے، بادشاہ سلامت سے بذریعہ تحریر استدعا کی کہ میرے اخراجات کے لئے کچھ روپیہ مرحمت فرما دیجے۔ حکم ہوا کہ ان کو تین ہزار روپے بھیج دیے جائیں۔

کنور دیبی سنگھ سے ارشاد ہوا کہ ایک ہزار چالیس روپے روزمرہ کے خرچ کے لئے شاہی خزانہ میں داخل کر دو۔

ایام ہولی کے موقعہ پر ہندو سرداروں نے جو نذریں پیش کی تھیں بادشاہ سلامت نے انہیں شرف قبولیت عطا فرمایا۔

کارپردازان خلافت کو حکم دیا گیا کہ حضرت میاں کالے صاحب نبیرۂ حضرت مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی کی شادی ہے۔ دس ہزار روپے ان کے خرچ کے لئے عطا کئے جائیں۔

ایک شقہ مرزا شاہرخ بہادر شہزادہ کے نام لکھا گیا کہ تم بہت جلد شرف حضوری حاصل کر و۔ شہزادہ صاحب سیر و شکار سے فراغت حاصل کر کے کاشی پور میں تشریف لے آئے ہیں۔

تمام قرضخواہوں کے نام اطلاعنامہ بھیجا گیا کہ دو دن کے اندر اندر اپنے اپنے دعووں کے ثبوت دربار شاہی میں پیش کریں۔

ارشاد ہوا کہ ہماری دادی قدسیہ بیگم صاحبہ کے عرس کے مصارف کیلئے

مرزا عبداللہ شاہ کو ایک سو پچاس روپئے دیدیے جائیں تاکہ انتظام میں کسی قسم کی دشواری نہ ہو۔

بادشاہ سلامت سے عرض کیا گیا کہ نواب حسینی بیگم صاحبہ زوجہ مرزا سلیم شاہ بہادر مرحوم نے اطلاع دی ہے کہ باغات سرہندی و روشن آرا وغیرہ کی آمدنی جو محکمہ ایجنٹی میں جمع ہے، ضمانت دینے کے بعد وصول کر لی جائیگی۔

حضور بادشاہ دہلی خلداللہ ملکہ نے مرزا امینڈھو بہادر کو ایک بندوق عطا فرمائی

عرض کیا گیا کہ حضور انور نے جو اراضی جامع مسجد کے پاس مرزا محمد بخش سلاطین کے نام ہبہ فرمائی تھی اور کچھ باتیں درمیان میں فیصلہ طلب تھیں، ان کی نسبت صاحب کلاں بہادر نے مرزا صاحب کو لکھا کہ تصفیہ طلب امور کو فوراً صاف کر لیا جائے اسکے بغیر کوئی کارروائی کی گئی تو حضور انور کے نزدیک جائز متصور نہیں ہوگی۔

اخبار "فوائد الناظرین" میں یہ خبر پڑھ کر بے انتہا افسوس ہوا کہ دہلی کے نامور اور صاحب وقار رئیس اعظم نواب شیر جنگ بہادر نے دنیائے فانی سے دارالبقا کی جانب رحلت فرمائی۔

۹ راپریل ۱۸۴۷ء مرزا الٰہی بخش سلاطین نے (یہ وہی مرزا الٰہی بخش ہیں جنہوں نے بہادر شاہ کی گرفتاری میں برٹش سرکار کو مدد دی تھی حسن نظامی) بادشاہ سلامت کے حضور میں حکیم احسن اللہ خاں کی شکایتیں کیں۔ بادشاہ سلامت نے حکیم صاحب کی طرف دیکھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور والا اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ جب سے بعض ایسے مکانوں کے متعلق جو حضور والا کے خدام کی تولیت میں تھے، یہ مشہور ہوا ہے کہ وہ آج کل انگریزی قبضہ میں ہیں بعض حضرات کو مجھسے بدگمانی ہوگئی ہے میری تو یہ حالت ہے کہ میں نے ہرنرائن کے بھائی جگن ناتھ کو اس بات پر آمادہ کر لیا تھا کہ حضور

کا زر مطلوبہ فوراً خزانہ شاہی میں داخل کر دے۔ مگر شیولال متصدی نے اسے بہکا سکھا کر کام خراب کر دیا۔ ارشاد ہوا کہ اگر ہر نرائن معتمد متمول آدمی ہوتا تو وہ ہرگز خزانہ انگریزی کا روپیہ نہ کھاتا بلکہ اسکے بدلے زہر کھا کے مر جاتا۔ اس واقعہ کے دوسرے دن مرزا الٰہی بخش لالہ جگن ناتھ کو لیکر حاضر ہوئے اور حضور انور کے حسب الارشاد ایک ہزار سات سو روپیہ بابت دفعہ اول اور چھ سو روپیہ بابت دفعہ ثانی پیش کیا۔ حضور والا نے اس کے اس روپئے کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو بیان کرو انشاء اللہ تمہاری بات رد نہ کی جائے گی۔

بادشاہ سلامت نے نواب معظم الدولہ بہادر کے نام ایک شقہ جاری فرمایا کہ حضور قطب الاقطاب کی درگاہ شریف جاتے وقت راستہ میں جو پل پڑتا ہے اس کی مرمت کی جائے۔ اس کام کے واسطے تین سو روپے کی منظوری دیجاتی ہے۔ اس حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو کیونکہ پل بہت شکستہ ہے اور آنے جانے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

مرزا محمود بہادر خلف مرزا ماہرخ بہادر کا نکاح مرزا محمود شاہ بہادر کی صاحبزادی سے پانچ لاکھ مہر کے عوض منعقد ہوا۔ بادشاہ سلامت نے اپنی طرف سے سہرہ حقیقی مرحمت فرمایا (ہر شخص کی شادی غمی میں شاہی امداد ہوتی تھی۔ انہی کثیر مصارف کی وجہ سے بادشاہ مقروض رہتے تھے اور انکو طماعی کا لقب ملتا تھا۔ حسن نظامی)

بادشاہ سلامت رات کو بیر جھروکہ قدسیہ تشریف لیگئے کیونکہ یہاں نواب اعتماد الدولہ سید حامد علی خاں بہادر کے نواسہ کے ختنہ کی تقریب میں چراغاں کیا گیا تھا اور آتش بازی اور گلکاری کا انتظام بھی بہت اعلیٰ پیمانہ پر تھا۔ حضور انور کے قدموں کے نیچے جو عمدہ عمدہ ولایتی چھینٹیں اور اطلس و کمخواب کے کپڑے

بچھائے گئے تھے وہ سب غریبوں، مسکینوں اور اپاہج بڑھیا عورتوں کو بانٹ دیئے گئے۔ یہی ہے وہ ادا جو دہلی کی موجودہ حالت کو دیکھکر بے اختیار کہواتی ہے کہ آہ دہلی کا آخری سانس کس قدر حیرتناک تھا۔ اب تو سڑکوں پر مٹی کا تیل بچھایا جاتا ہے۔ حسن نظامی)

بادشاہ خلد اللہ ملکہٗ نے کرسی زرنگار پر جلوس فرمایا۔ نواب صاحب اور ان کے ہمراہیوں نے نذریں پیش کیں۔ اشرفیوں اور روپیوں کے علاوہ تین کشتیاں کمخواب اور اطلس اور گلبدن کے تھانوں کی، دو شالے جامدانی کے دوپٹے بنارسی دوپٹے، جواہرات سے بھری ہوئی ایک کشتی، نورتن طلائی مرصع کا ایک جوڑہ ولایتی تلواروں، بندوقوں، تمنچوں کی تین کشتیاں، عطر کی شیشیاں، گوٹہ اور پھولوں کے خوان اور طرح طرح کے میووں کے ستر خوانوں کے تحفے نذر میں پیش ہوئے۔ جہاں پناہ نے اسکو قبول فرمالیا۔ (بادشاہی عطیات سے نواب صاحب کا گھر بھرا ہوا تھا پھر بادشاہ کی خدمت میں اسکو پیش کردیا تو تعجب کی کیا بات ہے حسن نظامی)

بادشاہ سلامت کے اقربا اور اراکین کے لیے پھولوں کے ہار اور زین چکے پیش کیے گئے۔ آتشبازی وغیرہ سے محفل بقعۂ نور بن گئی۔ اس سیر و تماشے سے جب فرصت ہوئی تو حضور والا شبستان اقبال میں تشریف لیگئے (یعنی دولت خانہ میں)

نواب حامد علی خاں کے دوست غلام علی خاں نے ایک ولایتی بندوق حضور والا کی خدمت میں پیش کی کیمور دیبی سنگھ نے حضور انور کے حسب الارشاد پانچ سو روپئے لاکر پیش کیے۔

مرزا محمد شاہرخ بہادر کے نام شقہ جاری فرمایا گیا کہ چونکہ اب سردی کا موسم ختم ہوگیا ہے اور گرمیاں آرہی ہیں۔ لہذا شکار گاہ سے واپس آجاؤ اور بہت جلد ہمارے دربار میں پہنچکر سعادت اندوز ہو۔

مرزا علام فخرالدین بہادر شہزادہ نے اپنے بچے کے دودھ چھٹنے کی خوشی میں رنڈیوں کے چار طائفوں کا ناچ کرایا تھا حضور انور اس محفل میں شریک ہو کر بہت محظوظ ہوئے

حضرت شیخ فریدالدین گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے خدام حاضر ہوئے اور تبرکات پیش کئے۔ حضور نے سو روپے مرحمت فرمائے۔ ان کے جانے کے بعد حضرت شاہ شرف بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کے خدام حاضر ہوئے اور تبرکات پیش کیے۔ حضور انور نے ۲۵ روپئے مرحمت فرمائے۔

عرض کیا گیا کہ راجہ روپرا اپنے افعال کی پاداش میں ریاست سے علیحدہ کردیا گیا اور آجکل سہارنپور میں ہے۔ سرکار انگریزی نے اسکے گذر اوقات کے لئے ۲۷ ہزار روپیہ سالانہ مقرر کئے ہیں۔

(اس قسم کی اطلاعات کا جسقدر راوپر ذکر آیا ہے یہ اخبار نویس و شاہی مخبروں کی خبریں ہوتی تھیں جو سرکاری نوکر تھے۔ حسن نظامی)

۲۳ / اپریل ۱۸۴۷ء ارشاد ہوا کہ حضرت ولیعہد بہادر اور تمام اولاد اور سلاطین قلعہ شاہزادہ مرزا محمد شاہرخ بہادر کی فاتحہ خوانی کے لیۓ مسجد جہاں نما (جامع مسجد دہلی کا نام جہاں نما ہے) میں جمع ہوں اسکے بعد دیگرے سب لوگ مسجد میں جمع ہو گئے۔ مسجد بھر گئی تو مرزا عبداللہ بہادر نے اپنے والد ماجد مرزا محمد شاہرخ بہادر مرحوم کی وفات کی کیفیت، علاج کی نامواقفیت حکیم محمد اسمٰعیل خاں کی بے توجہی از اول تا آخر بیان کی۔ یہ سنتے ہی حضور انور کا مزاج جادۂ اعتدال سے منحرف ہو گیا (یعنی غصہ آگیا) حکم ہوا کہ حکیم محمد اسمٰعیل اور انکے لڑکے کو ان کے ساتھیوں سمیت ایک دم قلعہ سے نکالدیا جائے اور انکی تنخواہیں موقوف کردی جائیں اور ان سے کہدیا جائے کہ آئندہ ہرگز ہرگز قلعہ میں آنے کا نام لیں۔ بادشاہ سلامت کے اس حکم سے سناٹا چھا گیا۔ ایک تو پہلے ہی مجلس ماتم کدہ بنی ہوئی

تھی۔ اس بات سے اور زیادہ غم واندوہ برسنے لگا۔ حالانکہ قضا پر کس کا زور چلتا ہے حکیم ہو یا ڈاکٹر سب بیماریوں کا علاج جانتے ہیں۔ موت کو کوئی روک نہیں سکتا۔ شہر میں مشہور ہے کہ حکیم محمد اسمٰعیل نے علاج میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی تھی بلکہ ان کے علاج سے کسی قدر افاقہ ہی تھا۔ حکیم صاحب کی دواؤں کے اثر سے یہ حالت تھی کہ شہزادہ مرحوم دس سیر دودھ اور پانچ سیر گوشت کی یخنی روزانہ نوش فرماتے تھے۔ حکیم محمد اسمٰعیل واقعی حکیم حاذق ہیں بہت تجربہ کار ہیں اور فن طب میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔ ایسی حالت میں یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا کہ حکیم صاحب نے علاج کرنے میں بے پروائی اور ناتجربہ کاری کی بنا پر ایسی دوائیں استعمال کرائی ہوں کہ جن کی وجہ سے شہزادہ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور دنیا کی نعمتوں سے کنارہ کش ہو کر ملک بقا کو سدھارے۔

بات یہ ہے کہ ارباب غرض سے خدا بچائے۔ یہ ہر جگہ ایسی بچر لگا دیتے ہیں کہ معاملہ ہوتا ہے کچھ اور مشہور کچھ اور ہو جاتا ہے۔ چند مطلب خوروں نے خواہ مخواہ مرزا عبداللہ کو بھر دیا اور انہوں نے بھری مجلس میں اپنے خیالات کا اظہار کر کے حضور انور کے مزاج اقدس کو برہم کر دیا۔ افترا پردازوں اور حاسدوں کا کچھ نہیں گیا۔ اور حکیم صاحب پر ناحق عتاب شاہی نازل ہوا۔ حالانکہ شہزادہ کی طبیعت بیمار دلی کی زہریلی آب و ہوا اور شکار کی دوڑ دھوپ کی وجہ سے زیادہ خراب ہو گئی تھی خیر اللہ تعالیٰ شہزادہ غفران مآب کو فردوس اعلیٰ کے محلات مرحمت فرمائے۔ اور ہم سب کو توفیق صبر دے (مرزا شاہ رخ بہادر کے بیٹے مرزا عبداللہ غدر ۱۸۵۷ء میں ہڈسن صاحب کے ہاتھ سے مارے گئے۔ حسن نظامی)

قصہ مختصر مرزا عبداللہ شہزادہ کے بیان اور حضور انور کے حکم کے بعد سب اہل مجلس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر فاتحہ خوانی اور ختم کلام اللہ کی محفل ہوئی اور حاضرین مجلس میں تبرک تقسیم کیا گیا (روزنامچہ لکھنے والے کو حکیم جی نے کچھ دے کر یہ لکھوا دیا ہوگا۔ حسن نظامی)

حضور والا نے اپنی زبان مبارک سے مرشد زادہ خلد آشیاں کے متعلقین سے مخاطب ہو کر کلمات صبر و تسکین ارشاد فرمائے اور کہا کہ حکم الٰہی میں کس کا چارہ ہے۔ ہم کر ہی کیا سکتے ہیں۔ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

اسکے بعد حضور والا نے تعزیت کے طور پر خلعتہائے فاخرہ، کمخواب کی قبا دستار، کانوں کے مرصع بندے، دو شالہ صاحبزادیوں کو اور صاحبزادے کو مرحمت فرمائے اور ارشاد کیا کہ عدت گذرنے کے بعد مرحوم کی بیگم صاحبہ کو بھی معمول کے موافق خلعت دیا جائیگا۔

جو سوداگران اور ہاتھی شکارگاہوں میں مرشد زادہ جنت مکان کے ساتھ رہتے تھے ان کو بھی واپسی کا حکم دیا گیا۔ چونکہ راجہ بھولا ناتھ نے حضور پیران پیر غوث الاعظم دستگیرؓ کے عرس کے فرائض کو خیر و خوبی کے ساتھ انجام دیا تھا اس لئے بادشاہ نیک خیال و نیک پسند نے انہیں خلعت شش پارچہ اور سہ رقم جواہر مرحمت فرمایا

راجہ جواہر سنگھ کمیدان سپاہ فوت ہو گئے۔ نواب حامد علی خاں نے اس منصب کے لئے دو ہزار روپیہ نذرانہ پیش کیا اور مولوی تیغ علی کمیدانی کے عہدہ پر مقرر ہوئے۔ بادشاہ سلامت نے از راہ عنایت خسروانہ خلعت پنج پارچہ و سہ رقم جواہر سے معزز و ممتاز فرمایا۔

کنور دیبی سنگھ سے ارشاد ہوا کہ تم جس طرح سے مرزا محمد شاہرخ بہادر مرحوم کی حین حیات میں ہمدردی اور وفاداری کے ساتھ ان کے کاروبار کا انتظام کرتے تھے اب بھی اسی طرح اپنے فرائض کو انجام دیتے رہو اور اپنے معمول میں دستور قدیم کی نسبت کوئی فرق نہ ہونے دینا۔

ظفر علی خاں نے اپنے لڑکے کی شادی کی تقریب میں نذرانہ پیش کیا اور

حضور انور نے ان کو خلعت فرخ سیری، بالا بند اور سہرہ مرداریدکے عطیہ سے سرفراز فرمایا۔

نواب حامد علی خاں کی گذارش کے موافق حضور انور نے ننھو خاصہ تراش (حجام) کو خلعت سہ پارچہ و یک رقم جواہر اور آفتاب رکھا کو خلعت سہ پارچہ اپنے دست مبارک سے مرحمت فرمایا۔ (لارڈ کرزن کے حجام کو پندرہ روپے ماہوار تنخواہ ملتی تھی جو روزانہ لاٹ صاحب کی ڈاڑھی مونچھ مونڈا کرتا تھا۔ حسن نظامی)

اور نواب صاحب کی استدعا کے بموجب حرم شاہی کی بیگمات کو شادی کی محفل میں شریک ہونے کی اجازت مرحمت کی گئی۔

۳۰ اپریل ۱۸۴۵ء } حکم شاہی ہوا کہ قلعہ کے جن نوکروں نے قلعہ کے جھروکے کے نیچے کی کھیتیوں میں بیگن، کھیرا، ککڑی وغیرہ کی چوری کی ہے۔ انہیں مال مسروقہ کے ساتھ قلعدار بہادر کے پاس بھیجدینا چاہیے تاکہ معقول سزا دی جائے اور آئندہ ان کو اس قسم کی جرأت نہ ہو۔ ان چوروں کو جب شاہی فرمان کی خبر ہوئی تو دوڑے ہوئے خدمت والا میں حاضر ہوئے اور رونا دھونا شروع کیا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ یوں بھی ہم حضور ہی کے نمک خوار ہیں اور اس طرح بھی حضور کی ہی مہربانیوں سے اپنا پیٹ پالنا چاہتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں کہ آئندہ ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ کرم فرمایئے اور بلند اس قصور کو معاف فرما دیجئے۔ بادشاہ سلامت نے ان کی آہ و فریاد پر نظر کرکے ان کے قصوروں کو معاف فرما دیا۔ (دیکھو بادشاہ کا رحم)

عدالت فوجداری سے نواب معظم الدولہ بہادر کے نام اطلاع آئی۔ کہ بادشاہی مست ہاتھی شہر میں چاروں طرف دوڑتا پھرتا ہے۔ اس نے دریائے جمنا کے پاس دو آدمیوں کو زخمی بھی کر دیا۔ نواب معظم الدولہ نے اس واقعہ کی بادشاہ سلامت کو اطلاع دی۔ حکم شاہی ہوا کہ آئندہ سے کبھی مست ہاتھی کو اس طرح آزاد

نہ رکھنا چاہیئے بلکہ اسکے پیروں میں زنجیر ڈالکر فیل خانہ میں مقید کر دینا چاہیئے۔

مرزا محمد شاہرخ بہادر مرحوم کے بڑے صاحبزادے کو بادشاہ سلامت نے طلب فرماکر سواروں کی بخشی گری کا منصب اور علاقہ جات پدری اور کمخواب کی قبا سہ رقم جواہر، دوشالہ، دستار سربستہ، سپر، شمشیر، گھوڑا، ہاتھی مرحمت فرمایا۔ اور قرہ باصرۂ خلافت، غرۂ ناصیۂ دولت، شیر بیشۂ شجاعت، شہسوار میدان شجاعت، غضنفر الدولہ، شمس الممالک، مغیث الزمان مرزا محمد عبداللہ شاہ بہادر کے خطابات سے سرفراز فرمایا۔ اور منجھلے صاحبزادے کو بھی تمام کارخانوں کا دیوان مقرر فرماکر نور حدیقۂ شہریاری، نور دیدۂ کامگاری، مہر سپہر رفعت، ماہ منیر دولت، رفیع الدولہ قطب الممالک، فخر الزمان، مرزا محمد مظفر بخت بہادر کے خطاب سے معزز و مفتخر فرمایا اور ایک کمخواب کی قبا، دوشالہ، سہ رقم جواہر، دستار، گھوڑا، ہاتھی، پالکی وغیرہ سامان مرحمت ہوا۔

(یہی مرزا عبداللہ غدر کے بعد جیل خانہ دہلی کے سامنے مسٹر ہڈسن کے ہاتھ سے مارے گئے جسکا ذکر "دہلی کی جاں کنی" میں ہو چکا ہے حسن نظامی)

اور سب سے چھوٹے صاحبزادے کو سپاہیوں کی پلٹن کی بخشی گری کے عہدہ پر مقرر کیا اور ایک کمخواب کی قبا، دوشالہ، سہ رقم جواہر، دستار، سپر، تلوار، ہاتھی گھوڑا، پالکی مرحمت فرمائی۔ اور گوہر درج خلافت، اختر برج سلطنت، یکتاز میدان شجاعت، نہنگ دریائے شہامت، حشمت الدولہ، فخر الممالک، محی الزمان مرزا محمد خرم بخت بہادر کے خطابات سے سربلند و سرفراز فرمایا۔

(اب یہ صرف الفاظ ہی باقی ہیں نہ وہ رہے جنہوں نے دیئے تھے نہ وہ رہے جنہوں نے لیے تھے۔ صرف رہے نام اللہ کا۔ حسن نظامی)

کنور سالگرام کو اس بخشی گری کا عہدہ اور خلعت شش پارچہ اور سہ رقم جواہر

اوران کے لڑکے کنور گوپال سنگھ کو خلعت پنج پارچہ و سہ رقم جواہرا ور فخر الملک بہادر کے پیشکار رام مجیدا س کو خلعت چہار پارچہ ، سہ رقم جواہرا ور مرزا قطب الملک کی مختاری کا عہدہ عطا فرمایا ۔ اور گوبند پرشاد کو مرزا شمس الملک کی پیشکاری کے عہدہ کی تقریب میں خلعت سہ پارچہ اور دو رقم جواہر سے معزز فرمایا ۔

ارشاد ہوا کہ سواروں کے بخشی محمد علی خاں کو مرزا عبداللہ بہادر کی ماتحتی میں اور پیادہ سپاہیوں کے کپتان کو مرزا خرم بہادر کی ماتحتی میں دیدیا جائے ۔

مرزا محمد شاہ رخ بہادر کے ہاتھیوں اور گھوڑوں میں سے ایک بہت عمدہ ہاتھی اور چالاک گھوڑا مرزا محمد عبداللہ بہادر کو اور ایک عمدہ اور تیز رو گھوڑا مرزا غضنفر بہادر کو اور ایک سبک خرام گھوڑا چھوٹے صاحبزادے کو اور ایک تیز رفتار گھوڑا مرزا محمد شاہ رخ بہادر مرحوم کے چیلے کو مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ تمام گھوڑوں اور گاڑیوں کو طویلہ شاہی میں بحفاظت تمام رکھا جائے ۔

ایک بندوق مرشد زادہ آفاق مرزا ولیعہد بہادر کو مرحمت فرمائی ۔ اور مرحوم شہزادے کے ہتھیاروں میں سے ایک ولایتی بندوق اور بعض دوسرے اسلحہ خود پسند فرما کر اردلی کو حکم دیا کہ ان کو بحفاظت تمام رکھ لیا جائے ۔

مرزا عبداللہ بہادر اور سید رضا خاں نے بندوق کی نشانہ بازی میں شہنشاہ جہاں پناہ کی شاگردی کا فخر حاصل کیا ۔

جناب نواب صاحب کلاں بہادر کے نام شقہ جاری فرمایا کہ موضع تانہ جو شہزادہ محمد شاہ رخ بہادر کی ملکیت میں تھا ، شہزادہ کی وفات کے بعد ہم نے ان کی اولاد کو مرحمت فرما دیا ۔ اس کا باقاعدہ اندراج ہونا چاہئے تاکہ کسی قسم کی غلطی واقع نہ ہو ۔ شہزادہ کی اولاد امجاد کو بھی اس امر کی اطلاع دیدی گئی ہے ۔

ایک دوسرے شقہ میں بھی صاحب کلاں بہادر کے نام تحریر فرمایا کہ صاحب آبادی

کے حمام کی پشت پر جو زمین پڑی ہوئی تھی وہ ہم نے مسجد حسین بخش کی تعمیر کے لیے مسجد کے مہتمم کو مرحمت کر دی ہے۔

(جامع مسجد کے جنوب میں کٹرہ گوکل شاہ کے سامنے یہ مسجد و مدرسہ اب تک موجود ہے جسکو حسین بخش سوداگر نے غدر سے پہلے بنوایا تھا۔ میں نے بھی اس مدرسہ میں تعلیم حاصل کی ہے۔ حسن نظامی)

۷ مئی سنہ ۱۸۴۷ء معظم الدولہ بہادر کا عریضہ حضور انور کی نظر مبارک سے گزرا جسمیں لکھا تھا کہ صاحب کلکٹر ضلع دہلی نے شمع پور وغیرہ کے دیہات جو شاہی تولیت میں ہیں آٹھ ہزار چھہتر روپیہ میں یہاں کے زمینداروں کے نام ٹھیکہ پر دیدیے ہیں۔ اس کے جواب میں ارشاد عالی تحریر فرمایا گیا کہ آج سے پہلے یہ دیہات بارہ ہزار روپیہ سالانہ میں ٹھیکہ پر دیے جاتے تھے۔ کاغذات کے دیکھنے سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو سکتی ہے۔ گیارہ ہزار روپیہ میں تمہارے متعلق کر دیے گئے تھے تعجب ہے کہ صاحب کلکٹر بہادر نے اس قدر نقصان کیسے منظور کر لیا اور تین چار ہزار روپیہ سالانہ کے خسارہ کا کچھ بھی خیال نہ کیا۔

حضور والا نے رجب علی خاں برادر نواب شاہ آبادی بیگم صاحبہ کو خلعت سہ پارچہ و یک رقم جواہر اور سلامت علی کو خلعت یک پارچہ اور قدسیہ باغ کی نصری کا عہدہ مرحمت فرمایا (رجب علی خاں اس طوائف کے بھائی تھے جس سے بادشاہ نے ابھی عقد کیا تھا)

مرزا رحیم بخش جو جعلسازی کی علت میں نظر بند تھے، موقعہ پاکر کہیں بھاگ گئے۔ بادشاہ سلامت کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو مجسٹریٹ بہادر کو اطلاع دی کہ انکی گرفتاری کا وارنٹ جاری کر دیا جائے اور ان کی تلاش میں چاروں طرف سپاہیوں کو متعین کر دیا جائے۔ ناظر قلعہ اور سپاہیوں کے کپتان کو حکم ہوا کہ جو خواجہ سرا اور پیادے چوکی پر نگرانی کے لیے متعین تھے ان سب کو قید کر دیا جائے۔ اگر مرزا رحیم بخش گرفتار

ہو جائیں تو ان کو رہا کر دیا جائے ورنہ ان کی غفلت اور بے پرواہی کی یہی سزا ہے کہ مفرور کے حاضر ہونے تک مقید رہیں۔

نواب حامد علی خاں کے بھتیجے میر فیاض علی خاں کو ان کی شادی کی تقریب میں بادشاہ سلامت نے دستار، بالابند سہرہ نقیشی، خلعت فرخ سیری مرحمت فرمایا۔

حکیم محمد اسمٰعیل خاں کی عرضی پیش ہوئی کہ مرزا محمد شاہرخ بہادر مرحوم کے اسباب کے ساتھ یہاں جو کچھ سامان تھا وہ مجھے مرحمت کر دیا جائے کیونکہ اسکے بغیر مجھے بہت تکلیف ہے۔ حکم ہوا کہ ان کا تمام اسباب ان کے حوالہ کر دیا جائے۔ یہ وہی حکیم صاحب ہیں بادشاہ سلامت نے جنہیں قلعہ کی آمد و رفت سے ممانعت کر دی ہے۔ کیونکہ بعض حاسدوں نے شہزادہ مرحوم کے معالجہ کے بارے میں ان کو متہم کر کے بادشاہ سلامت کے خیالات ان کی طرف سے بدل دیے تھے۔

نواب حامد علی خاں بہادر کو حکم ہوا کہ ہمیں دو ہزار روپیہ کی ضرورت ہے انتظام کر کے پیش کرو۔

نواب حامد علی خاں اور مرزا عبداللہ بہادر اور کنور دیبی سنگھ سے ارشاد ہوا کہ مرزا محمد شاہرخ بہادر کے کاغذوں کا بستہ ہمارے ملاحظہ کیلئے کوئی فرصت کا وقت دیکھ کر پیش کرو۔

بادشاہ سلامت نے از راہ مرحمت خسروانہ نواب حامد علی خاں کے داماد کپتان ظفر علی کو جن کی عمر ستر برس کی ہے ایک دوشالہ مرحمت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آپ ہمارے دربار میں تلوار باندھ کر آیا کریں۔ روشن علی اور سرفراز علی کو خلعت سہ پارچہ و یک رقم جواہر مرحمت فرمایا۔

چند مسلمانوں نے آکر عرض کیا کہ ہم مرزا محمد شاہرخ بہادر کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لئے حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ کئی دفعہ ہم نے یہ آواز سنی کہ مرزا شاہرخ مرحوم

فرما رہے ہیں کہ مجھے کیوں دفن کیا ہے مجھے حضور معلّٰی کے قدمبوس ہونے کا اشتیاق ہے حضور معلّٰی کو میرا پیغام پہنچا دو۔ بادشاہ سلامت یہ سُن کر سخت متعجب ہوئے اور مرزا عبداللہ بہادر کو حکم دیا کہ تم ذرا جا کر دیکھنا تو سہی یہ لوگ سچ کہہ رہے ہیں یا یونہی باتیں بنا رہے ہیں۔ مرزا عبداللہ بہادر مزار پر گئے اور کافی عرصہ تک ٹھہرے رہے۔ پھر واپس ہو کر بادشاہ سلامت سے عرض کیا کہ حضور عالی میں مزار پر حاضر ہوا اور بہت دیر تک ٹھہرا رہا مجھے تو کوئی اور آواز سُنائی نہیں دی۔ لوگوں نے یونہی جھوٹ موٹ باتیں اڑا رکھی ہیں۔ بھلا یہ کوئی عقل میں آنے کی بات ہے کہ قبر میں سے آواز آئے۔

(چونکہ بادشاہ کو اس شہزادے سے محبت بہت تھی اسواسطے لوگوں نے بادشاہ تک رسائی کا ایک بہانہ نکالا ہوگا۔ حسن نظامی)

عرض کیا گیا کہ گل افروز بانو بیگم صاحبہ کی صاحبزادی لاڈو بیگم نے وفات پائی حکم ہوا کہ جنازہ کے ساتھ جانے کے لئے ہاتھی اور سپاہیوں کا انتظام کیا جائے گیارہ روپے حاضری کے خرچ کے لئے بھی بھجوا دیے گئے۔

چونکہ بادشاہ سلامت کی طبیعت کسی قدر ناساز تھی اسلئے منجموں کے کہنے کے موافق غلہ، گڑ، سونا، چاندی حضور پرنور کے جسم کے برابر تول کر فقراء غرباء میں تقسیم کر دیا گیا اور کالے کمبل وغیرہ بھی ضرورتمندوں میں بانٹے گئے۔

نواب صاحبکلاں بہادر کی چٹھی کے جواب میں حضور والا نے ارقام فرمایا کہ سید احمد خاں بہادر منصف دہلی کو قلعہ مبارک کے نقشہ کی تیاری کا حکم دیا گیا ہے۔ جب تک وہ نقشہ تیار نہ کرلیں کوئی شخص ان کے کام میں مزاحم اور دخیل نہ ہو۔

(سید احمد خاں سے مراد سر سید احمد خاں علیگڈھ کالج کے بانی ہیں جنہوں نے قلعہ اور تمام عمارات دہلی کی تاریخ "آثار الصنادید" کے نام سے لکھی تھی معلوم ہوتا ہے کہ ریزیڈنٹ کو سید صاحب کے کام پر سیاسی شبہ ہوا ہوگا۔ حسن نظامی)

۱۴ / مئی ۱۸۴۷ء } نواب معظم الدولہ بہادر دام اقبالہٗ کے نام شقہ جاری فرمایا کہ موضع کیلہ جو شاہی تولیت و قبضہ میں ہے، سر دست انتظام کی غرض سے انگریزی افسران کے تحت میں کر دیا گیا ہے۔ گھیسا ڈگر بیدار نے ناحق اسے مرزا تیمور شاہ کی جائداد قرار دیکر قرق کرا لیا۔ صاحب کلکٹر ضلع میرٹھ کو اصل حقیقت سے مطلع کر دو تاکہ یہ کارروائی منسوخ ہو جائے اور اس کی تمام آمدنی کار د بیہ شاہی خزانہ میں داخل ہونے کے لئے روانہ کر دو۔ اس موضع کے سات برس کے بندوبست کے لئے جو شقہ روانہ کیا گیا تھا اسکا جواب بھی حضور انور کے ملاحظہ سے گذرا۔

بہاری لال (متصدی حویلی) کی دادی نے وفات پائی۔ بادشاہ سلامت نے تعزیت کے طور پر خلعت سہ پارچہ مرحمت فرمایا۔ کنور دیبی سنگھ کے چچا رائے پران ناتھ نے وفات پائی۔ بادشاہ سلامت نے تعزیت کے طور پران کو بھی خلعت عطا فرمایا۔

مفتی سید رحمت علی خاں کو قلعۂ معلّٰی کی فوجداری کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا۔

صاحب کلاں بہادر کی تحریر کے موافق کارپردازانِ خلافت کو حکم دیا گیا کہ تنخواہوں کے اضافہ کا نقشہ تیار کر کے جلدی حضور میں پیش کریں۔

مرزا امور بہادر کو جعل سازی کی علت میں علمائے اسلام کے فتوے کے بموجب دو سال قید کی سزا دی گئی۔ یہ سزا تاریخ گرفتاری سے شروع ہوگی۔

درگاہ سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کے چند خدام حاضر ہوئے اور درگاہ معلّٰی کے تبرکات بیگمات اور حضور انور کی خدمت میں پیش کئے حضور والا نے سو روپیہ عنایت فرمائے۔

رام دیال گوجر کے مرنے کے بعد اسکی زوجہ کو ماتم پرسی کے طور پر ایک دو شالہ عطا کیا۔

ظہور علیشاہ درویش کے صاحبزادے کو خلعت سہ پارچہ اور سو روپے نقد مرحمت فرمائے گئے

مرزا کریم بخش بہادر کا نعات پیران کے لڑکے مرزا محمد اور مرزا فخر کو ایک ایک ہاتھی دو شالہ مرحمت کیا گیا۔

حکیم احسن اللہ خاں بہادر حاضر ہوئے اور طامسن بہادر سفیر متعینہ انگلستان کے خط کا ترجمہ سنایا۔ لکھا تھا کہ مجھے راجہ ستارہ کے مقدمہ سے فراغت ہو گئی ہے اور آج کل صرف معاملات شاہی کے کاموں میں مشغول اور دن رات انہی کی پیروی میں مصروف رہتا ہوں۔

۲۱ رمئی ۱۸۴۷ء } وکیل سلطانی سے ارشاد ہوا کہ خاندان تیموریہ کی وفات و ولادت کے جو نقشے تیار ہوئے ہیں انہیں بہت سی غلطیاں ہیں۔ جہاں تک اندازہ کیا گیا یہ نقشے صحیح نہیں ہیں اسلئے محکمہ ایجنسی سے ایک نقل منگا کر انکی درستی کر بھیجائے۔ تاکہ نئے نقشہ کی تیاری میں غلطی واقع نہ ہو

مرزا جہاں شاہ بہادر کی لونڈی مساۃ وزیرن زیورات کا صندوقچہ چرا کر بھاگ گئی تھی۔ جب گرفتار ہو کر آئی تو بادشاہ سلامت نے فرمایا اس معاملہ کو کچہری نظارت میں بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ اسکی تشہیر مناسب ہے (بادشاہ اپنے خانگی معاملات کی تشہیر سے بہت احتیاط کرتے تھے اور یہ بات واقعی تھی بھی ضروری۔ حسن نظامی)

چند بازی گر آئے رات کو انہوں نے قلعہ میں بھی تماشا دکھایا۔ اور بادشاہ سلامت نے بھی ملاحظہ فرمایا بہت مسرور و محظوظ ہوئے۔

حضور پرنور نے تمام مرشدزادگان اور سلاطین وغیرہ کو حکم دیا کہ ہمارے دربار میں آنے والوں کو مقررہ لباس کی پابندی ضروری ہے۔ ہر شخص کمر بستہ ہو اور دستار د کلاہ سر پر ہو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اُمراء اور رؤسا وغیرہ کو تخت کے سامنے

کسی سواری پر سوار ہو کر آنے کی سخت ممانعت ہے۔ ہر امیر اس حکم کو ملحوظ رکھے اور کبھی اسکی خلاف ورزی نہ کرے۔ پھر چوبداروں کو حکم دیا گیا کہ دیوان خاص میں بلند آواز سے مجرے کی رسم کو ادا کیا کریں۔

عرض کیا گیا کہ فرزند دلبند مرزا اعالی قدر بہادر خلف مرزا بابر بہادر مرحوم نے انتقال فرمایا۔ اور دوسری اطلاع دی گئی کہ مرزا احمد کے گھر میں فرزند تولد ہوا ہے حکم ہوا کہ تہنیت کے طور پر جوڑا اور طورہ بھیجدو۔ اور ماتمی گھر میں بھی خرچ بھیجنے کا حکم دیا گیا۔

مرزا شیر شاہ سلاطین کی والدہ ماجدہ کے پھول تھے تمام ارکین سلطنت اور عمائدین شہر کو حکم دیا گیا کہ مسجد جہاں نما میں حاضر ہو کر فاتحہ خوانی میں شریک ہوں۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے بمعمول کے موافق نذر پیش کی۔ خدام نے دستار، حلقۂ کمان اور تبرک دیا۔

عرض کیا گیا کہ ابھی حضور قطب صاحبؒ کے مزار شریف کا جُرا دروازہ بن کر تیار نہیں ہوا۔ حضور نے تاکیدی حکم جاری فرمایا کہ اسکو بہت جلد تیار کرنا چاہیئے۔

قلعہ دار بہادر کو حکم دیا کہ چونکہ مرزا عزیز الدین بہادر کے مکان پر مرغبازی ہوا کرتی ہے اور انگریز اور معزز اصحاب تماشہ دیکھنے کے لئے آتے جاتے ہیں لہذا خیال رکھنا چاہیئے کہ ان لوگوں کے آنے جانے میں کوئی تکلیف نہ ہو اور نہ ان لوگوں کی آمد و رفت میں کسی قسم کی مزاحمت کی جائے۔

مرزا محمد سلطان فتح الملک بہادر شہزادہ کے نام حضور والا نے ایک گرامی نامہ تحریر فرمایا کہ سلطنت کے کاروبار میں دلی توجہ کے ساتھ مشغول رہو اور بوقت ضرورت سلطانی کارپردازوں سے مشورہ طلب کر لیا کرو۔

سید احمد خاں بہادر منصف دہلی اور حافظ داؤد خاں صاحب خیر خواہ قوم اور دینداد

آدمی ہیں۔ ان کی نیک خیالی کا اظہار اسی بات سے ہوتا ہے کہ نمازیوں کی تکلیف کے انسداد کے طور پر مجسٹریٹ دہلی سے رپورٹ کی ہے کہ جامع مسجد کے حوض میں رہٹ کے کنوئیں سے پانی آتا ہے مگر یہ پانی اس قدر کھاری ہے کہ اس سے کلی کرنا دشوار ہے اور لوگوں کو اس سے سخت اذیت ہوتی ہے۔ اگر اجازت مل جائے تو ہم اپنے خرچ سے لال ڈگی کے تالاب سے پانی کا انتظام کرلیں کیونکہ یہاں کا پانی میٹھا ہے۔ مجسٹریٹ نے آکر موقعہ کو ملاحظہ فرمایا اور اجازت دیدی (مگر شاید لال ڈگی سے پانی لانے کا بندوبست نہ ہوسکا۔ کیونکہ میرے زمانہ تک رہٹ کے کنوئیں سے پانی آتا تھا اور نل ابھی حال میں لگائے گئے ہیں۔ (اسید احمد خاں سے مراد سرسید ہیں۔ حسن نظامی)

مجسٹریٹ دہلی نے صدر دفتر میں رپورٹ کی کہ قطب صاحب اور بدرپور کے راستہ میں ایک نالہ اور ایک جھیل ہے۔ برسات کے موسم میں ان مقامات میں پانی کا اتنا چڑھاؤ ہوتا ہے کہ آنے جانے والے مسافروں کے ڈوبنے کا خوف ہے۔ صدر دفتر سے اجازت آئی کہ یہاں ایک پل بنادیا جائے تاکہ آنے جانے والوں کو تکلیف نہ ہو اور جان کا خطرہ مٹ جائے۔ اس پل کے بنانے کیلئے ساٹھ ہزار روپیہ خرچ کی منظوری بھی ہوگئی ہے۔ عنقریب یہاں پل تیار ہو جائیگا۔

حضور سے عرض کیا گیا کہ کنور دیبی سنگھ کے دو بھائی راجہ سوہن لال اور کنور شتاب سنگھ فوت ہوگئے۔ بڑے سخت دل اور بے رحم تھے۔ دیانت داری ان میں نام کو نہ تھی۔ تنخواہ داروں کی تنخواہ بیچ میں سے اڑا لیتے تھے اور بیچارے غریب غربا تنخواہ کے لئے منہ تکتے رہ جاتے تھے اور حضور والا تک کسی کی رسائی نہ ہوسکنے کے سبب مرنے والوں کے ظلم کا حال نہ پہنچ سکتا تھا اور سب کے سب دل ہی دل میں ان ظالموں کی جان کو رو دیتے تھے اور کرستے تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب ان دونوں کی فتنہ پردازیوں سے نجات مل گئی۔ (غالباً اسی گذارش کے سبب سے بادشاہ

نے ان مرنے والوں کے وارثوں کو ماتمی خلعت نہیں دیئے۔ مگر یہ خلعت کیا کم ہے کہ ان کے نام روزنامچہ میں درج ہو کر زندہ ہو گئے۔ حسن نظامی)

۴ر جون ۱۸۴۷ء حضور انور کے حسب الارشاد نواب زینت محل بیگم صاحبہ کی طرف سے ان کے پیشکار کے نائب لالہ زور آور چند کو ایک جوڑا دوشالہ مرحمت فرمایا گیا۔

گھوڑوں کے سوداگروں نے چند گھوڑے فروخت کی غرض سے حضور انور کے ملاحظہ میں پیش کئے۔ دو گھوڑے پسند خاطر ہوئے اور چھ سو روپیہ میں خریدے گئے۔

حاجی خاں پسر کو کہ امام بخش کو خلعت چہار پارچہ اور سہ رقم جواہر مرحمت فرمایا۔

حضور نے ارشاد فرمایا کہ نواب زینت محل بیگم صاحبہ دریا محل والے مکان میں جہاں مرزا شاہرخ کی بیگمات وغیرہ فروکش ہیں، تشریف لیجائیں اور حکیم احسن اللہ خاں اور لالہ زور آور چند کے مشورے سے شہزادہ مرحوم کی بیگمات اور ان کی اصلی اولاد کو تنخواہ اپنے ہاتھ سے تقسیم فرمائیں۔

بادشاہ سلامت نے حکیم احسن اللہ خاں سے ارشاد کیا کہ نواب عزیز آبادی بیگم صاحبہ کی طبیعت ناساز ہے۔ دوسرے اطبا کے مشورے سے آپ ان کا علاج کریں۔ اللہ شافی شفائے کامل مرحمت فرمائے۔

مولوی تیغ علی کمیدان کو خلعت دوشالہ سے سرفراز فرما کر حکم دیا کہ ہمارے لیے خس کا ایک بنگلہ تیار کرو۔ عرض کیا بہت خوب۔ اسکے بعد گزارش کی کہ حضور والا اس سے پہلے جب عہدۂ کمیدانی پر میرا تقرر ہوا تھا تو میں نے دو ہزار روپیہ بطور نذر پیش کئے تھے۔ اب میں نے سُنا ہے کہ کوئی اور شخص اس عہدہ کے لئے چار ہزار روپیہ دینے کے لئے تیار ہے۔ ایک ہزار روپیہ اور نذرانہ ادا کرتا ہوں۔ امید ہے کہ حضور قبول فرما کر مجھے میرے عہدہ پر حسب دستور برقرار رکھیں۔ بادشاہ سلامت

نے ازراہ مکرمت مولوی تیغ علی کی درخواست قبول فرمائی۔

لالہ زوراور چند اور حکیم احسن اللہ خاں کو حکم ہوا کہ مرزا محمد شاہ رخ بہادر کے آبدار خانہ میں جتنے چاندی کے برتن ہیں ان کی ایک فہرست تیار کرلو۔

حضور انور نے ازراہ بندہ نوازی تسبیح خانہ کے داروغہ مرزا کریم بیگ کے قصوروں کو معاف کرکے حسب دستور ان کو ان کے عہدہ پر سرفراز فرمادیا اور ایک جوڑا دوشالہ بھی مرحمت ہوا، اور احمد میر خاں جن کو ان کی جگہ پر مقرر کیا گیا تھا معزول کردیا اور ان کا نذرانہ بھی واپس فرمادیا۔ جس کی ایک بگی اور سیج گاڑی اور چند دوسری اشیاء جو نواب احمد علی خاں نے پیش کی تھیں، حضور نے انہیں قبول فرمالیا۔

محبوب علی خاں خواجہ سرا سے فرمایا کہ ہمیں فی الحال پیرزادہ میاں کالے صاحب کے صاحبزادے کی شادی کے لئے چار ہزار روپے کی اور مرشد زادہ مرزا سلطان حیدر بہادر کی شادی کے لئے دو ہزار روپے کی، اور اپنی منہ بولی بیٹی کی شادی کے لئے نواب ننھی بیگم صاحبہ کے پاس بھیجنے کے واسطے ایک ہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ اس روپیہ کا بہت جلد انتظام ہونا چاہئے۔ عرض کیا بسر و چشم۔

(اتنے کثیر اخراجات کے لئے تو قاروں کے خزانے بھی کافی نہ تھے، مگر دیکھنا اپنی ذات پر خرچ نہ کرتے تھے دوسروں کو دیتے تھے۔ حسن نظامی)

حضور سے عرض کیا گیا کہ نواب صاحب جھجر کے صاحبزادے کی شادی خانہ آبادی محمد اکبر علی خاں بہادر جاگیردار ریاست پاٹودی کی دختر نیک اختر سے قرار پائی ہے۔

۱۸؍ جون ۱۸۴۷ء } نواب معظم الدولہ بہادر کے عریضہ کو ملاحظہ فرماکر بادشاہ سلامت نے حکم محکم جاری فرمایا کہ جو مکانات شاہی تولیت و اقتدار میں ہیں ان کا ایک نقشہ تیار کرکے ہمارے ملاحظہ کے لئے پیش کیا جائے۔

مرزا محمد شاہرخ بہادر مرحوم کے پیشکار مدن گوپال متصدی کو عہدہ دیوانی پر اور گنگا داس کو عہدہ پیشکاری پر ترقی دی گئی اور خلعت عطا فرمایا۔

محمد علی خاں بخشی کی ہمشیرہ کا انتقال ہوگیا۔ ان کے لڑکے اور لڑکیوں کو دو دو فرد دوشالہ مرحمت کی گئیں۔ راجہ سوہن لال فوت ہوگئے۔ بادشاہ سلامت نے ان کے بڑے لڑکے کو خلعت شش پارچہ اور چھوٹے لڑکے کو خلعت پنج پارچہ اور چاروں لڑکیوں کو ایک ایک جوڑا دوشالہ کا اور ان کی بیوی کو ایک شال مرحمت فرمائی۔

بادشاہ سلامت کی طرف سے حکم عالی صادر ہوا کہ نظارت خاں اور کنور دیبی سنگھ اور کنور بسالگرام اور راجہ سجے سنگھ متوفی کے لڑکے کو اور مرزا فاضل بیگ اور جام بیگ اور احمد مرزا خاں کو قلعہ مبارک میں آنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر یہ لوگ آنا چاہیں تو انہیں دروازہ ہی پر روک لیا جائے۔

جناب صاحب کلاں بہادر کی عرضی اور ایک ہزار تین سو انچاس روپیہ ملاحظہ عالی کے لئے پیش کئے گئے۔ حکم ہوا کہ مرزا محمد شاہرخ بہادر کے وارثوں کو اطلاع دیدی جائے کہ وہ مہر و دستخط کر کے رسید دیدیں اور محکمہ ایجنسی سے اپنا اپنا روپیہ وصول کرلیں۔

مرزا خرم بہادر مرزا عبداللہ بہادر کے محکمہ کا عہدہ امینی بخشی گری حافظ داؤد خاں کو، مرزا خرم بہادر کی مختاری کا عہدہ حکیم غلام نقشبند خاں کو، مرزا اسفندیار بہادر کی مختاری کا عہدہ حکیم غلام نجف خاں کو مرحمت کیا گیا۔ اور ان میں ہر ایک کو اور ان کے ساتھ مرزا بہادر بیگ خاں کو خلعت پنج پارچہ اور سہ رقم جواہر حضور انور کی طرف سے عطا کیا گیا۔ ہر ایک نے بادشاہ سلامت کی اس عنایت کا خلوص دل کے ساتھ شکریہ ادا کیا۔

مفتی محمد صدرالدین خاں کے بھائی محمد تقی خاں بہادر کا عریضہ جس میں دیوان خا

کے داروغہ ہونے کی درخواست منسلک تھی۔ نظر کیمیا اثر سے گزرا۔ درخواست منظور ہوئی اور حکم ہوا کہ اپنے عہدہ کا چارج لے لو۔

حضور بادشاہ سلامت نواب شاہ آبادی بیگم صاحبہ کے ساتھ دریائے جمنا کی طرف شکار کی غرض سے تشریف لیگئے اور میراں شاہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں بھی حاضر ہوئے۔ معمول کے موافق نیاز دلائی۔ شیرینی تقسیم کی اور پھر قلعہ معلّٰی میں واپس تشریف لائے (یہ درگاہ دریاگنج میں موجود ہے۔ حسن نظامی)

نواب صاحبکلاں بہادر نے اطلاع بھیجی کہ میں شرف ملاقات حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہونا چاہتا ہوں امور سلطنت کے مختارالمہام وکیل شاہی کو حکم ہوا کہ استقبال کے لئے جاؤ۔ صاحبکلاں بہادر شرف حضوری سے مشرف ہوئے۔ بہت دیر تک بعض نمک حرام ملازموں کی بابت گفتگو ہوتی رہی۔ پس پردہ نواب زینت محل بیگم صاحبہ تشریف رکھتی تھیں۔ انھوں نے صاحبکلاں بہادر کے لئے ایک بٹوہ جس میں الائچیاں وغیرہ تھیں تواضع کے طور پر بھیجا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ آئندہ سے موضع تھانہ کی آمدنی خزانۂ عامرہ میں داخل ہونی چاہئے۔

نواب تاج محل بیگم صاحبہ نے جو نئی حویلی خریدی تھی، اسکو ملاحظہ کرنے کے لئے بادشاہ سلامت سے اجازت لیکر تشریف لے گئیں۔ کپتان ملازم شاہی کو حکم دیا گیا کہ سپاہیوں کا ایک پہرہ اس حویلی کی نگہداشت کے لئے مقرر کیا جائے۔ (یہ حویلی اب سری کرشن صاحب جنرلسٹ کے قبضہ میں بمقام کسٹرہ خوشحال رائے موجود ہے۔ حسن نظامی)

کنور مہیش داس خلعت راجہ سوہن متوفی کے نذرانہ کو شرف قبولیت عطا کیا گیا اور ان کے بھائی درگا پرشاد کو قلعہ معلّٰی میں حاضر ہونے کی اجازت دی گئی۔ جس سپاہی نے ان کو آنے سے روکا تھا اس پر جرمانہ اور عتاب ہوا۔

عرض کیا گیا کہ کنور دیپ سنگھ اور کنور رسالگرام نے مرزا محمد شاہرخ بہادر کے وارثوں پر عدالت دیوانی میں پانچ ہزار سات سو کا دعویٰ کیا ہے۔ میر تفضل حسین وکیل شاہی نے عرض کیا کہ شہزادہ مرحوم نے ان لوگوں سے جو روپیہ قرض لیا تھا اس کی بابت دعویٰ کیا گیا ہے۔ چونکہ اس کا لین دین قلعہ مبارک کے اندر ہوا ہے اسلئے ان کا دعویٰ قابل سماعت نہیں ہے کیونکہ عدالت دیوانی میں قانوناً ایسے مقدمات دائر نہیں ہو سکتے جو قلعہ میں وقوع پذیر ہوئے ہوں بعض نمک حراموں نے تمسکات کا حساب سمجھائے بغیر اپنی خواہش سے قلعہ کے باہر کچھ لکھا پڑھی کر لی ہے لیکن یہ لکھا پڑھی بالکل غیر معتبر ہے اور قابل سماعت نہیں ہے۔ مقدمہ کی پیروی کر کے دیکھ لینگے منہ کی کھائینگے اور اُلٹے خرچہ کے زیر بار ہونگے۔

۲۵ جون ۱۸۴۷ء دیوان دھوکل سنگھ سے ارشاد ہوا کہ بعض شاہزادگان کی شادی کے لئے نواب زینت محل بیگم صاحبہ کو روپیہ قرض لینے کی ضرورت ہے۔ قرضہ کی ادائیگی کی نسبت اسٹامی کاغذ پر لکھدیا جائیگا اور یہ قرضہ دو ہزار روپیہ سالانہ کی قسط کے حساب سے اُن دیہات کی آمدنی سے ادا کیا جائے گا جو شاہی تولیت و اقتدار میں ہیں۔

مرزا کبیر الدین بہادر کی والدہ فوت ہو گئیں۔ بادشاہ سلامت نے خلعت تعزیت مرحمت فرمایا۔

نجف علی خاں کے لڑکے میر عبداللہ کو اصطبل کی امینی کا عہدہ مرحمت ہوا۔ اور ایک جوڑہ دوشالہ عنایت کیا گیا۔

بادشاہ سلامت نے صاحب کلاں بہادر کے نام شقہ جاری فرمایا کہ بدرالدین مہرکن آپ کے پاس آتے ہیں۔ ان کو پرگنہ کوٹ قاسم کی آمدنی میں سے ایک ہزار روپیہ دیدیا جائے کیونکہ ان سے مہریں بنوائی تھیں اُن کی اُجرت باقی ہے۔

صاحبکلاں بہادر کے نام شقہ جاری فرمایا کہ نواب زینت محل بیگم صاحبہ نے محبوب علی خاں خواجہ سرا کی معرفت دس ہزار روپیہ قرض لیا ہے۔ یہ قرضہ دو ہزار روپیہ سالانہ کے حساب سے قسط وار ادا کیا جائے۔ چار ہزار روپیہ میاں کالے صاحب پیرزادہ کے صاحبزادہ کی شادی کی خرچ کے لئے۔ ایک ہزار روپیہ بادشاہ کی منہ بولی بیٹی کی شادی کے لئے۔ ایک ہزار روپیہ مرزا خضر سلطان کے لئے۔ ایک ہزار روپیہ مرزا محمدی بہادر کے لئے اور ایک ہزار چار سو پچہتر روپیہ مرلی دھر اور رام پرشاد مہاجنوں کے قرض ادا کرنے کے لئے ضرورت تھی۔ جو روپیہ بچا ہوا ہے وہ جیب خاص میں خرچ ہوگا۔

مرزا عزیزالدین بہادر کے لڑکے کو اُس کی شادی کی تقریب میں خلعت فرخ سیری اور طرہ مقیشی مرحمت فرمایا۔

زری کے کام کی منقش چادر جو جامع مسجد کے آثار شریف کے واسطے تیار کرائی تھی، تیار ہو کر آگئی۔ بادشاہ سلامت نے اسے بہت پسند فرمایا اور بنانیوالے کو انعام دیا۔

مرزا مور بہادر جو جعلسازی کے جرم میں قید تھے، حضرت پیرزادہ میاں کالے صاحب اور دیگر سلاطین کی سفارش کی وجہ سے رہا کر دیے گئے۔ بادشاہ سلامت نے ان کے قصوروں کو معاف کر دیا۔

دہلی۔ ۱۵ر جمادی الثانی۔ آج بادشاہ سلامت، حضور خواجہ قطب الاقطاب قدس سرہٗ کی درگاہ شریف میں فاتحہ خوانی کے لئے حاضر ہوئے۔ آمد و رفت کے وقت شاہی اور انگریزی توپخانوں سے سلامی کی توپیں اس قدر بلند آواز سے چھوڑی گئیں کہ چاروں طرف غلغلہ ہوگیا اور افلاکیوں کے کان بہرے ہو گئے۔

مرزا اسداللہ خاں بہادر کو دشمنوں کی غلط اطلاعات کے باعث قماربازی کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا۔ معظم الدولہ بہادر کے نام سفارشی چٹھی لکھی گئی کہ ان کو رہا کر دیا جائے یہ معززین شہر میں سے ہیں۔ یہ جو کچھ ہوا ہے محض حاسدوں کی فتنہ پردازی کا نتیجہ ہے۔

عدالت فوجداری سے نواب صاحب کلاں بہادر نے جواب دیا کہ مقدمہ عدالت کے سپرد ہے ایسی حالت میں قانون سفارش قبول کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

(مرزا اسد اللہ خاں غالب واقعی بے گناہ تھے۔ مگر معلوم نہیں حکام انگریزی نے کیوں بادشاہ کی سفارش کو نہ مانا۔ حسن نظامی)

حضور والا خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی چھڑیوں کے میلہ میں تشریف لے گئے۔ پھر معمول کے موافق حضور غریب نواز کی نیاز دلائی۔ اس کے بعد واپس قلعہ معلٰی میں تشریف لائے۔

اطلاع دی گئی کہ حضور قطب الاقطاب کی درگاہ شریف کا دروازہ بن کر تیار ہو گیا ہے۔ زبان فیض ترجمان سے اس کا مادۂ تاریخ اس طرح ارشاد فرمایا:۔

ایں در عالی چو شد محکم بنا حسب المراد
گفت در سال بنا باب ظفر پائندہ باد

محلہ بھوجلا پہاڑی میں ایک مسلمان کے گھر ایک عجیب وغریب لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اس کی صورت بالکل گھوڑے جیسی تھی اور سارے عضو بالکل آدمیوں کے طرح تھے۔ پیشاب پاخانہ کی جگہ نہ تھی۔ ۱۸ گھنٹہ تک زندہ رہا۔ ۱۲ گھنٹہ تک جو چیز اسکے منہ سے لگائی جاتی تھی وہ چُسک لیتا تھا۔ اس کے بعد اسکے پیٹ میں سے زور کی آواز نکلی اور وہ مر گیا۔ "سید الاخبار" کے ایڈیٹر صاحب نے لکھا ہے کہ یہ کوئی سنی سنائی بات نہیں ہے بلکہ ہم نے اسکی خوب تحقیق کر لی ہے۔

۱۴- جمادی الثانی کی رات کو ایک نوجوان، جو اس سے پہلے چوری کے جرم میں گرفتار ہو چکا تھا، ایک سپاہی کے مکان میں پہنچا اور اس کی چارپائی کے نیچے چھپ گیا۔ سپاہی کو کسی طریقے سے یہ معلوم ہو گیا کہ میری چارپائی کے نیچے کوئی شخص چھپا ہوا ہے۔ یہ تلوار لیکر چارپائی سے اٹھا ہی تھا کہ وہ چارپائی کے نیچے سے نکلکر

بھاگا۔ آگے آگے چور پیچھے پیچھے سپاہی۔ بڑی دور تک دونوں بھاگے بھاگے چلے گئے۔ یہاں تک کہ چوکی کے پاس پہنچے اور دوسرے سپاہیوں کی مدد سے اسے گرفتار کرلیا گرفتار کرنے سے اس شخص کے کئی جگہ شدید زخم آئے۔ کیونکہ بلا تھا پانی میں تلوار بھی بدن پر لگی تھی۔ زخموں کی مرہم پٹی کرکے اسے قید خانہ میں بھیجدیا گیا جہاں اس نے اقرار کیا کہ وہ چوری کی نیت سے آیا تھا۔

دہلی میں ٹیکس وغیرہ کی آمدنی ۲۵ لاکھ روپیہ ہے۔ لاہور پر جس وقت انگریزی قبضہ کیا گیا تھا اُس وقت سے تیرہ لاکھ روپیہ کا اضافہ ہوگیا ہے۔

آج کل دہلی میں بارش کا زور شور ہے۔ وہ گرمی اب نہیں ہے جس نے حواس باختہ کر رکھے تھے بلکہ کچھ سردی کے آثار ہو چلے ہیں۔

۲ رجولائی ۱۸۴۷ء } نواب معظم الدولہ بہادر کے نام شقہ جاری فرمایا کہ شاہی فیلخانہ کا بہت سا اسباب لال ڈگی کے تالاب کے پاس ہے۔ اسکی حفاظت کے لئے بہت سے آدمیوں کو متعین کردیا گیا ہے جو پانی کی بھری ہوئی بالٹیاں لئے ہوئے ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔ خدا کے فضل سے ابھی تک آتشزدگی سے امن ہے اس لئے صاحب مجسٹریٹ بہادر کو لکھدیا جائے کہ کچھ خوف کی بات نہیں ہے۔ تھانیداروں کو ہدایت کردی جائے کہ وہ کچھ مزاحمت نہ کریں۔

نواب مکرم النساء بیگم صاحبہ نے خدمت شاہی میں استغاثہ دائر کیا کہ مرزا قادر شکوہ بہادر اور مرزا محمد شکوہ بہادر زبردستی میرے مکان میں گھس آئے اور دنگہ فساد پر آمادہ ہوگئے۔ یہاں تک ظلم کیا کہ ایک صندوقچہ میں سے ضروری کاغذ نکالکر میرے سامنے پھاڑ ڈالے۔ حکم ہوا کہ یہ تو بڑی زیادتی کی گئی۔ ان دونوں کو قلعہ سے باہر نکال دیا جائے۔

ایک شقہ صاحبکلاں بہادر کے نام جاری کیا گیا کہ کنور سالگرام نے پانچ ہزار سات سو روپیہ کا دعوی مرزا محمد شاہرخ بہادر کے وارثوں پر دائر کیا ہے اور محکمۂ صدر الصدور بہادر میں درخواست دی ہے کہ ان روپوں کے بدلہ میں موضع بھتانہ کو قرق کر لیا جائے۔ حالانکہ موضع بھتانہ شاہی تولیت و اقتدار میں ہے۔ البتہ اس کی آمدنی شہزادہ مرحوم کے ورثاء کو دی جاتی ہے۔ لہذا آپ اس بات کا خیال رکھئے کہ موضع بھتانہ شاہی قبضہ سے باہر نہ جانے پائے اور مدعی کی ڈگری کا اس موضع پر کوئی اثر واقع نہ ہو۔

حاجی مرزا محمد بخش کے نام فرمان جاری ہوا کہ تنخواہ کے اضافہ کا جو نقشہ تیار ہو رہا ہے اسمیں مرزا محمد سلیمان شکوہ بہادر مرحوم کی اولاد کو بھی شامل کیا جائے اور اب جلدی اس نقشہ کو پورا کر کے ہمارے ملاحظہ کے لئے پیش کرنا چاہئے۔

سلطنت کے تمام کارپردازوں کے نام حکم جاری کیا گیا کہ جس دستاویز پر نواب زینت محل بیگم صاحبہ کی مہر نہ ہوگی وہ غیر معتبر ہے۔

(زینت محل بیگم نورجہاں کی طرح بہادر شاہ کی پیاری تھیں حسن نظامی)

حضور عالی متعالی نے اپنے دستخط خاص سے ایک شقہ جناب زینت محل بیگم صاحبہ کے نام جاری فرمایا کہ آپ اس بات کا خیال رکھیں کہ بخشی گری کی تنخواہ آپ کے روبرو تقسیم کی جائے۔

اہلکاران خانساماں کے نام حکم جاری کیا گیا کہ حبیب شاہ درویش نے محی خاں اور احمد علی کی جو حضرت شاہ سلیمان کے متوسلین سے ہیں سفارش کی ہے۔ اس لئے ماہ مئی سے ان کے دس روپے ماہوار مقرر کئے جاتے ہیں اور ملکۂ دوران نے مسماۃ نبھی کی سفارش کی ہے۔ لہذا نو روپے ماہوار اسکے مقرر کئے جاتے ہیں۔ انکو چاہئے کہ یہ روپیہ ماہ بماہ فیل خانہ کے دفتر سے وصول کر لیا کریں۔

میرزا اسد اللہ خاں غالب پر عدالت فوجداری میں جو مقدمہ دائر تھا، اس کا فیصلہ سُنا دیا گیا۔ مرزا صاحب کو چھ مہینہ کی قید بامشقت اور دو سو روپے جرمانہ کی سزا ہوئی۔ اگر دو سو روپیہ جرمانہ ادا نہ کریں تو چھ مہینہ قید میں اضافہ ہو جائے گا اور مقررہ جرمانہ کے علاوہ اگر پچاس روپے زیادہ ادا کئے جائیں تو مشقت معاف ہو سکتی ہے۔ جب اس بات پر خیال کیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب عرصہ سے علیل ہیں، سوائے پرہیزی غذا قلیہ چپاتی کے اور کوئی چیز نہیں کھاتے، تو کہنا پڑتا ہے کہ اس قدر مصیبت اور مشقت کا برداشت کرنا مرزا صاحب کی طاقت سے باہر ہے بلکہ ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ اگر سشن جج بہادر کی عدالت میں اپیل کی جائے اور اس مقدمہ پر نظرِ ثانی ہو تو نہ صرف یہ سزا موقوف ہو جائے بلکہ عدالت فوجداری سے مقدمہ اٹھا لیا جائے یہ بات عدل و انصاف کے بالکل خلاف ہے کہ ایسے باکمال رئیس کو جس کی عزت و حشمت کا دبدبہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھا ہوا ہے معمولی سے جرم میں اتنی سخت سزا دی جائے جس سے جان جانے کا قوی احتمال ہے۔

(اسکے علاوہ جرم بھی محض دشمنوں کا بناوٹی تھا ورنہ خود بادشاہ سفارشی خط نہ لکھتے۔ معلوم نہیں کیا اندرونی اسباب ہوئے جو غالب کو قید کی سزا دینی ضروری سمجھی گئی حسن نظامی)

ایک ہفتہ کے اندر دہلی میں خون کی کئی وارداتیں وقوع پذیر ہوتیں۔ ایک گاڑی بان کو ایک سپاہی نے گولی سے مار دیا۔ ایک قلی نے اپنی بیوی کو دوسرے رشتہ دار کے ساتھ آلودہ ہونے کی حالت میں دیکھ لیا۔ پہلے بیوی کو ہلاک کر دیا پھر اپنے چاقو مار لیا۔ اگرچہ یہ قلی ابھی تک مرا نہیں ہے مگر اس کی زندگی کی کوئی امید نہیں ہے اس دنیائے فانی میں گھڑی دو گھڑی کا اور مہمان ہے۔

۹ رجولائی ۱۸۴۷ء نواب معظم الدولہ بہادر کا عریضہ حضور والا کی نظر سے گزرا۔ اسکے ساتھ متھرا داس کی عرضی بھی تھی جس میں کنور دیبی سنگہ کی رشوت ستانی کی شکایت درج تھی کہ شاہی دار العدالت کو اس شخص نے دار الرشوت بنا دیا ہے۔ یہ سنکر ارشاد ہوا کہ متھرا داس سے دریافت کیا جائے کہ کنور دیبی سنگہ کو دار العدالت شاہی سے تو کوئی تعلق نہیں ہے پھر کیونکر اس نے رشوت ستانی کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ اس بات کو ذرا تفصیلی طور پر لکھا جائے تاکہ اگر اس میں کچھ واقعیت ہو تو اس کا انسداد کیا جاسکے۔

صاحب کلاں بہادر کے نام ایک شقہ جاری فرمایا کہ اس سے پہلے آپ کو لکھا گیا تھا کہ موضع کیلانہ کی آمدنی میں سے مقررہ قسط احمد مرزا خاں اور بی بی دھرکوان کے قرضہ میں ادا کر دی جائے اور باقی روپیہ مرزا محمد فخر الدین شہزادہ کو بھیجدیا جائے۔ اب شہزادہ صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ ڈگری کے فروخت کے حیلہ سے کنور دیبی سنگھ اور سالگرام نے یہ روپیہ نہیں پہنچایا۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ کسی کی قسط ادا نہ کی جائے اور تمام روپیہ شہزادہ صاحب کی سرکار میں روانہ کر دیا جائے۔

نظارت خاں کے نام فرمان جاری ہوا کہ تمام شہزادوں اور قرابتداروں اور بیگموں وغیرہ کو اطلاع دیدی جائے کہ حضرت عرش آرام گاہ کے فاتحہ عرس میں شریک ہونے کے لئے حاضر ہوں۔

صاحب کلاں بہادر کے نام حکم جاری ہوا کہ اس فصل کے غلہ وغیرہ کی آمدنی میں سے ایک ہزار روپیہ مجاہد پور کے پل کی تیاری کے لئے صاحب کلکٹر بہادر کو دیدیا جائے۔

بخشی گری کے اہلکاروں کے نام حکم جاری ہوا کہ جن لوگوں نے نذرانہ دیکر ہمارے دربار میں فخر ملازمت حاصل کیا ہے ان سب کی فہرست تین دن میں تیار کر کے ہمارے ملاحظہ کے لئے پیش کرو۔

لالہ زور آور چند سے ارشاد ہوا کہ برادرانِ خاص کے واسطے اور دیگر سلاطین کے واسطے اور حضرت کالے صاحب کے واسطے وہ کھانا حاضر کرو جو حضرت مولانا محمد فخر الدین قدس سرہٗ کے عرس کے موقعہ پر تیار کرایا گیا تھا۔ حضرت بادشاہ سلامت خود بنفس نفیس محفل عرس میں شریک ہوئے۔ شیرینی کے خوانوں پر فاتحہ پڑھی۔ حضرت میاں کالے صاحب سے معمول کے موافق دستار اور تبرک حاصل کیا اور حسب دستور قدیم نذرانہ پیش کیا۔

حضورِ انور حضرت عرش آرام گاہ کے عرس کے موقعہ پر رات کو چراغاں کا تماشا ملاحظہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے اور درگاہ کے خادموں کو ایک ایک جوڑا پوشاک عطا فرمایا۔

کنور سالگرام نے مرزا محمد شاہرخ بہادر مرحوم کے خلاف نالش دائر کی تھی عدالت عالیہ سے دستور العمل کے خلاف جائداد شاہی کے قرق ہونے کا حکم ہوگیا۔ بادشاہ سلامت نے یہ سن کر اہل دفتر کو حکم دیا کہ اس کے متعلق حاکم متعلقہ کے فیصلہ کی نقل بہت جلد حاصل کرکے ہمارے ملاحظہ کے لئے پیش کرو۔

(جب یہ قاعدہ مقرر تھا کہ شاہی املاک قرق نہیں ہو سکتی تھیں تو پھر حکام انگریزی کا یہ فیصلہ بہت تعجب انگیز ہے۔ حسن نظامی)

حضور انور نے ایک نشان ہاتھی کے لیے، ایک سپر پیشانی فیل کے لئے۔ ایک ظفر تکیہ سرکار ولیعہد بہادر کے لئے مرحمت فرمایا۔ ظفر تکیہ ایک خاص قسم کا تکیہ ہے جس کی وضع قطع بادشاہ سلامت کی ایجاد ہے۔

(فقراء اب تک اشغال خاص کے وقت ایک لکڑی جس پر عرض میں ایک اور لکڑی ہوتی ہے بغل کے سہارے کے لئے رکھتے ہیں اور اس کو ظفر تکیہ کہتے ہیں جو شاید بہادر شاہ کی ایجاد ہے حسن نظامی)

سرکار ولیعہد بہادر نے ایک شالی رومال محبت و خلوص کے تحفہ کے طور پر مرزا جواں بخت بہادر کو عطا کیا۔

(چونکہ بہادر شاہ جواں بخت کی ولیعہدی چاہتے تھے۔ اس واسطے ولیعہد نے تالیف قلب کے لئے جواں بخت کو یہ تحفہ دیا ہوگا حسن نظامی)

۳۰ جولائی ۱۸۴۷ء حضور انور کی طرف سے فرمان واجب الاذعان صادر ہوا کہ شاہی تنخواہوں کے اضافہ کا نقشہ معہ فرد حساب گوشوارہ انگریزی زبان میں نقل کر کے پیش کیا جائے۔ مسٹر جوزف جارج صاحب کے نام بھی یہی حکم جاری کیا گیا۔ کیونکہ صدر دفتر میں روانہ کرنے کیلئے ضرورت ہے۔

پھول والوں نے سیر کے لئے اجازت طلب کی حکم ہوا کہ پنکھے وغیرہ تیار کئے جائیں۔ ہماری طرف سے سیر کی اجازت ہے۔

نواب معظم الدولہ بہادر نے عریضہ لکھا کہ قلعہ مبارک کی خندق میں بہت کوڑا کرکٹ جمع ہوگیا ہے اسکی صفائی کے لئے حکم دیا جائے۔ حضور انور نے ملازمین کو حکم دیا کہ نواب معظم الدولہ کے کہنے پر عمل ہو۔

کنور دیبی سنگھ کے نام شقہ جاری کیا گیا کہ مبلغ بیس ہزار روپے پیشگی کے تمسک کی تفصیل ہمارے پاس روانہ کرو۔

قدیم دستور کے موافق منجموں کی رائے سے تخت کے سامنے غلہ اور نقدی جمع کی گئی اور بادشاہ سلامت کو نقدی اور غلہ سے تولا گیا۔ اسوقت غریب غرباء اور مسکینوں کی ایک جماعت دست بدعا تھی کہ یا اللہ بادشاہ سلامت کے جسم اقدس میں روز افزوں اضافہ و ترقی مرحمت فرما تاکہ وزن زیادہ ہو جائے اور نقدی اور زیادہ ملے جتنا غلہ اور نقدی وزن میں آیا وہ سب کھڑے کھڑے تقسیم کر دیا گیا۔

راجہ بلب گڈھ نے عرضی ارسال کی کہ مبارک علی خاں نے علاقہ بلب گڈھ کے بقالوں کو فرید آباد میں بلا کر غلہ کا محصول طلب کیا تھا۔ مگر چونکہ حضور انور کی طرف سے ان کے پاس کوئی اطلاع نہیں پہنچی تھی اسلئے کسی نے کچھ نہیں دیا۔ جواب میں لکھا گیا

کہ جب ہمارے پاس سے اس بارے میں کوئی حکم پہنچے تب اسکی تعمیل کی جائے۔

اس وکیل کے نام جو میرٹھ کی عدالت دیوانی میں متعین ہے، حضور والا کی طرف سے ایک حکم جاری کیا گیا کہ غلام علی خاں نے اپنے قرضہ کی بابت ہمپر ایک نالش دائر کی ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے روپے کے بدلے موضع کسدل پور وغیرہ کو، جو کہ تولیت شاہی میں ہے نیلام کرا دے۔ تم کافی طور پر اس مقدمہ کی پیروی کرنا اور جن کاغذات وغیرہ کی ضرورت ہو وہ دفتر دہلی سے طلب کر لینا۔

(یہ نالشیں شاہی رعب کم کرنے کے لئے دائر کرائی جاتی تھیں حسن نظامی)

اطلاع دی گئی کہ ٹھاکر ڈونگر سنگھ علاقہ ریواڑی میں آ گئے ہیں۔ حضور والا نے ضلع گوڑگانوہ کے کلکٹر کے نام حکم بھیجا کہ ان کی حفاظت کے لئے ایک سو پچاس سوار بھیجدیے جائیں۔ اور جاگیردار جھجر کے نام بھی حکم صادر ہوا کہ ایک سو سوار ریواڑی میں بھیجدیے جائیں۔

۶ اگست ۱۸۴۷ء مرزا جہاندار شاہ نے عرض کیا کہ کچہری کلکٹری (شاہجہاں آباد) میں اُن دکانوں کی تحقیقات کی نسبت ایک اشتہار شائع ہوا ہے جو حضرت عرش آرام گاہ طاب ثراہ نے مجھے عنایت فرمائی تھیں اور آجکل میرے قبضہ میں ہیں۔ حضور انور نے جواب میں فرمایا کہ بے شک سترہ برس ہوئے کہ یہ دکانیں حضور عرش آرام گاہ نے آپ کو عطا فرما دی تھیں اور جب سے آپ ہی کے قبضہ میں ہیں اور چونکہ یہ واقعہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے اسلئے کبھی میں نے بھی کوئی تعرض نہیں کیا۔ پھر اس بارے میں ایک شقہ نواب معظم الدولہ کو تحریر فرمایا کہ واقعہ یہی ہے جیسا مرزا جہاندار شاہ بہادر کہتے ہیں۔ اس کے متعلق کوئی ایسی کارروائی ہونی چاہئے جس سے اُن کی حق تلفی نہ ہونے پائے۔

(یہ واقعہ بھی بادشاہ اور انکے خاندان کی بے اختیاری کا ایک نمونہ ہے حسن نظامی)

غلام رسول خاں جو پہلے راجہ بھرت پور کے ملازم تھے، اپنے بھائی غلام علی خاں کو لیکر حاضر خدمت ہوئے۔ انہوں نے خود دو اشرفیاں اور ان کے بھائی نے ایک اشرفی حضور انور کی خدمت میں نذر پیش کی۔ حضور انور نے غلام علی خاں کو ایک خرگوش مرحمت فرمایا۔

(بادشاہ سلامت اگر پاپوش دیتے تب بھی لوگ اس پر فخر کرتے اور یہ تو خرگوش تھا۔ حسن نظامی)

مرزا الٰہی بخش بہادر سلاطین کو بادشاہ سلامت نے ازراہ مراحم خسروانہ ایک زرنگار جیغہ عطا فرمایا (جانتے تھے کہ یہ انگریزوں سے ملے ہوئے ہیں اسلئے دلجوئی کرتے تھے۔ حسن نظامی)

اطلاع دی گئی کہ مرزا عالی بخت بہادر سلاطین کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا بادشاہ سلامت بہت مغموم اور افسردہ خاطر ہوئے۔ اور جب مرزا عالی بخت بہادر حاضر خدمت ہوئے تو بہت کچھ تسلی و تشفی دی اور ایک دوشالہ بطور تعزیت مرحمت فرمایا۔

نوروز کی تقریب میں شیرینی اور حلوے کے خوان قلعہ معلّٰی میں سب کو تقسیم کئے گئے۔ ولیعہد بہادر اور صاحبزادگان اور سلاطین و عمائدین و رؤسا نے تہنیت و مبارکبادی کے طور پر نذریں پیش کیں۔ ازراہ مرحمت جو نیا سامان تیار ہوا تھا مرزا ولیعہد بہادر کو، اور سقرلاتی شوے منصرم عہدۂ نظارت کو مرحمت ہوئے۔

کبیرالدین خاصہ تراش نے مرزا سربلند خاں کے دنبل کا علاج کیا۔ اللہ تعالٰی نے انہیں شفائے کلّی عطا فرمائی۔ بادشاہ سلامت اس امر سے بہت خوش ہوئے اور جراح مذکور کو خلعت سہ پارچہ اور ایک رقم جواہر عطا فرمایا۔

اطلاع دی گئی کہ جامع مسجد میں حوض کے ایک کنارے پر سنگ مرمر کا جو ایک کٹہرہ بنا ہوا تھا اور جس پر حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی رونق افروزی کے ابیات منقش تھیں، آج کوئی شخص چرا کر لے گیا۔ حکم ہوا کہ بدنصیب چور کی تلاش کی جائے جہاں سے

پکڑلاؤ تاکہ اس کو اس بے ادبی اور چوری کی سزا دی جائے اور ایک دوسرا خوبصورت کٹہرہ بہت جلد بنوا دیا جائے۔

(جامع مسجد دہلی کے حوض کے مغربی شمالی کونہ پر کسی بزرگ نے حضور رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے خواب میں دیکھا تھا - وہاں بطور ادب اور یادگار کے ایک کٹہرہ بنا دیا گیا تھا - جو اب بھی موجود ہے - حسن نظامی)

کنور دیبی سنگھ نے عرضی بھیجی کہ بیس ہزار روپیہ اور پچیس ہزار روپیہ کے حساب کا نسخہ تیار ہے، اسکو ملاحظہ فرمانے کے بعد حکیم احسن اللہ خاں کے نام حکم جاری ہوا کہ یہ معاملہ صاحب کلاں بہادر کے سامنے پیش کیا جائے، وہ جو کچھ فیصلہ کریں ہمیں منظور ہے۔

عرض کیا گیا کہ بخشی گری کے محکمہ میں جن نئے آدمیوں نے ملازمت اختیار کی تھی اور نذرانہ پیش کیا تھا وہ نذرانہ واپس لیکر بھاگ گئے۔

حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ شریف کے خدام حاضر ہوئے تبرک پیش کیا۔ حضور نے انہیں ایک سو روپیہ نذر کے دیئے۔

۱۳ اگست ۱۸۴۷ء جاگیردار جھجر نے بادشاہ سلامت کی خدمت میں عریضہ بھیجا کہ حضور والا کے حسب الارشاد پچاس سوار قصبہ ریواڑی میں صاحب ضلع گوڑگانوہ کے پاس روانہ کر دیے ہیں۔ حضور نے جواباً تحریر فرمایا کہ ہم نے سو سواروں کے لیئے لکھا تھا، پچاس کا اور انتظام کرکے فوراً روانہ کردو۔

نواب صاحب جھجر کی عرضی پہنچی کہ پرگنہ پاؤلی کی جھیل کا پل موسم برسات گذر جانے کے بعد تیار کیا جائیگا۔ صدر دفتر سے یہی اطلاع موصول ہوئی ہے۔

حضور والا کی آگاہی کے لیئے یہ عریضہ ارسال کیا گیا کہ میجر فاسٹر صاحب بہادر کے رسالہ کے سوار جو علاقہ شیخاواٹی میں متعین تھے اور جن کی موقوفی کی خبر شائع ہو چکی تھی، صدر دفتر کے احکام کے بموجب پھر ان سب کو ان کے عہدے پر بحال کر دیا گیا ہے

اسلیے یہ سوار پھر اپنے علاقہ پر واپس چلے گئے۔

صاحب قران السعدین لکھتے ہیں کہ تاریخ ابوالفدا جو عربی تاریخوں میں بہت مشہور تاریخ ہے اور جس میں دنیا کی ابتدائے آفرینش سے لیکر ۷۲۹ھ تک کے حالات موجود ہیں، عنقریب اردو زبان میں ترجمہ ہوکر شائع ہونے والی ہے۔ ڈاکٹر اسپرنگر صاحب پرنسپل مدرسہ دہلی اس کے متعلق بہت جدو جہد کر رہے ہیں۔

(معلوم نہیں یہ کتاب شائع ہوئی یا نہیں۔ حسن نظامی)

۲۰ اگست ۱۸۴۷ء } آج کل حضور پُر نور حوالی مزار خواجہ قطب الاقطاب میں رونق افروز ہیں۔ نواب معظم الدولہ بہادر کا عریضہ حضور پر نور کے ملاحظہ سے گذرا۔ اسمیں لکھا تھا کہ سرکار کمپنی بہادر کے متعینہ افسروں کا ارادہ ہے کہ دریائے جمنا کے اوپر سلیم پور سے لیکر سلیم گڈھ تک ایک پُل تیار کیا جائے۔ تعمیر پُل کے مہتمم نے اندازہ کیا ہے کہ سڑک کی درستی کے لئے انگوری باغ کی زمین کی ضرورت واقع ہوگی۔ لہذا بہتر ہے کہ یہ باغ سرکار کمپنی بہادر کے قبضہ میں دیدیا جائے۔ بادشاہ سلامت نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ہم نے سلطنت کے تمام کاروبار صاحبکلاں بہادر کے سپرد کر دیے ہیں۔ اس باغ کے متعلق بھی جو کچھ کہنا سننا ہے وہ صاحبکلاں بہادر سے کہا جائے۔ ہم اپنی رائے سے انہیں آگاہ کر دینگے۔

وہ سوار جن کو نواب زینت محل بیگم صاحبہ نے حال میں ملازم رکھا ہے بحساب فیصدی پچیس روپیہ نذرانہ دینے سے انکار کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے جو آٹھ ہزار روپیہ نذرانہ دیا تھا۔ محبوب علی خاں خواجہ سرا نے واپس کر دیا۔ اس بات سے سب کو یک قلم موقوف ہونے کا حکم سنا دیا گیا۔

نواب عزیز النساء بیگم صاحبہ کا انتقال ہوگیا۔ بادشاہ سلامت نے ان کے لڑکے اور لڑکیوں کو پانچ دوشالے مرحمت فرمائے۔

حکیم احسن اللہ خاں کے ذریعہ سے سید محمد حسن رضا ساکن بنارس کو بادشاہ سلامت کی خدمت میں مجرا کرنے کا موقعہ میسر آیا۔ انہوں نے چار سو روپیہ نذرانہ پیش کیا اور حضورِ انور نے خطاب اعتقاد الدولہ اور خلعت چہار پارچہ اور دو رقم جواہر مرحمت فرمایا۔

ناظر قلعہ (انگریز) کے نام حکم جاری کیا گیا کہ مرزا فخر الدین بہادر شہزادہ نے انگریزی پڑھنے کے لیئے ایک انگریز کو نوکر رکھا ہے۔ لہٰذا انگریز مذکور کو قلعہ میں آنے جانے سے نہ روکا جائے۔

مرزا جہاں خسرو بہادر کے ہاں فرزند ارجمند تولد ہوا۔ انہوں نے بادشاہ سلامت کی خدمت میں پانچ روپے بطور نذرانہ پیش کیئے۔ بادشاہ سلامت نے ایک کارچوبی جوڑہ، ایک مقیشی سہرہ چھٹی کی رسم کے طور پر ان کے ہاں بھیجا اور بچہ کا نام عالم خسرو بہادر تجویز فرمایا۔

خبر آئی کہ مرزا محمد شاہرخ بہادر مرحوم کے دولت خانہ میں محبت محل بیگم کے بطن سے فرزند ارجمند تولد ہوا ہے۔ حضورِ انور نے محمد شاہ اس کا نام تجویز فرمایا اور حکم ہوا کہ مولود مسعود کا نام تنخواہ داروں کی فہرست میں شامل کر لیا جائے اور جس طرح اور لوگوں کو تنخواہ دی جاتی ہے آئندہ سے ان کی تنخواہ کے اضافہ کا روپیہ بھی محبت محل بیگم کے پاس بھیجا جایا کرے۔

۱۰ ستمبر ۱۸۴۷ء } میر عمارت نے درگاہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اس خوبصورتی اور زیبائش کے ساتھ دروازہ تعمیر کرایا کہ حضورِ انور بہت مسرور و محظوظ ہوئے۔ خلعت دو شالہ، قبائے کمخواب اور سہ رقم جواہر سے معزز و ممتاز فرمایا۔ اور محرر تعمیر کو بھی خلعت سہ پارچہ اور دو رقم جواہر عطا ہوئے۔ (یہ محل اور دروازہ اب تک مہرولی میں درگاہ حضرت خواجہ

قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ کے غزنی دروازہ کے متصل موجود ہے۔ محل شکستہ ہوگیا ہے دروازہ سلامت ہے۔ حسن نظامی)

سلاطین با تمکین کی خاطر سے بادشاہ سلامت نے بھی مینڈھوں کی لڑائی کا تماشہ دیکھا۔

امام بخش خاں ناظر کے برادر زادہ مرزا علی خاں کو خلعت شش پارچہ اور دو رقم جواہر مرحمت ہوئے اور داروغگی کے عہدہ پر مقرر کیا گیا۔

آگرہ کی پلٹن کے عہدہ داروں اور دیگر ملازمین کو بھی انعام و اکرام سے مالامال کیا گیا۔ ایک ساندنی سوار کو حکم ہوا کہ دوڑا ہوا کچہری جائے اور معلوم کرے کہ محبوب علی خاں خواجہ سرا کا مقدمہ شروع ہوگیا یا نہیں۔

حضور انور خلد اللہ سلطنتہ شعبان کی ۲۷ تاریخ کو حضور قطب الاقطاب کی درگاہ معلی سے نہایت تزک و احتشام کے ساتھ قلعۂ معلی میں تشریف لے آئے۔

اقتدار الدولہ دبیر الملک مرزا سبکتگین بہادر شاہی دارالانصاف کے میر عدل کا انتقال ہوگیا۔ شہر کے رؤسا اور امرا میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ بڑے لائق فائق آدمی تھے۔ جو کام یہ اکیلے کرتے تھے، ان کی وفات کے بعد وہ کئی آدمیوں میں تقسیم کیا گیا۔ مفتی میر لال کو عدالت دارالانصاف کا میر عدل مقرر کیا گیا۔ اور سیف الدولہ غلام عباس خاں کو محکمہ ایجنٹی شاہجہاں آباد کا عہدۂ وکالت عطا کیا گیا۔ جیب خاص کی داروغگی اور درگاہوں کی تولیت کے عہدہ پر مرزا آغا خاں پسر مرزا سبکتگین بہادر کو سرفراز فرمایا گیا۔ اور اقتدار الدولہ دبیر الملک کا خطاب عطا ہوا۔ تعزیت کے طور پر ان کو خلعت اور ان کی والدہ اور بہنوں کو دوشالے مرحمت فرمائے۔

مرزا نور بخش بہادر کے بھائی مرزا منور بخت بہادر نے عرض کیا کہ بھائی صاحب کا انتقال ہوگیا۔ ان کا بہت سا مال و اسباب نواب رفعت النساء بیگم کے مکان میں موجود

ہے کیونکہ مرحوم بیگم صاحبہ ہی کے گھر میں زیادہ تر رہتے تھے۔ بادشاہ سلامت نے بیگم صاحبہ کے نام ایک شقہ جاری فرمایا کہ تا حکم ثانی تمام مال و اسباب بحفاظت تمام اپنی تحویل میں رکھیں کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی چیز ضائع ہو جائے۔ تحقیقات کے بعد حکم دیا جائے گا۔

دہلی کے ایک نامی گرامی تاجر نے بہت کافی تعداد میں شیشہ آلات کا سامان جامع مسجد دہلی کی زیب و زینت کے لیے دیا اور تین سو روپیہ سال جامع مسجد کے مصارف کے لئے اپنی طرف سے مقرر کئے۔

۱۷ ستمبر ۱۸۴۷ء نواب معظم الدولہ بہادر کے دو عریضے حضور انور کے ملاحظہ میں پیش کئے گئے۔ حکم ہوا کہ جو سوار کوٹ قاسم کے لئے متعین کئے گئے ہیں، ان کی تنخواہیں اب تک کیوں نہیں تقسیم کی گئیں اس کا کیا سبب ہے؟ کچہری نظارت میں اطلاع دی جائے۔ الٰہی بخش خواجہ سرا کے قتل کے جو گواہ ہیں ان کو ہمارے حضور میں پیش ہونے کے لئے دہلی روانہ کر دیا جائے۔

صاحبکلاں بہادر کے نام ایک شقہ جاری فرمایا کہ کوٹ قاسم کے جن سواروں کو عرصہ ہوا علیحدہ کر دیا گیا تھا وہ کیوں ابھی تک وہاں ٹھہرے ہوئے ہیں ان سے کہدیا جائے کہ جائیں اپنا راستہ لیں اور ان کی تنخواہوں کی رسیدیں بھی بھیجدی جائیں۔

حافظ احمد علی کو مرزا جواں بخت بہادر کے روزہ رکھنے کی تقریب میں عطائے خلعت سے سرفرازی بخشی گئی۔

رتھ خانہ کے داروغہ حافظ قادر بخش پسر نبی بخش کو عہدہ کمیدانی، خلعت اور خان کا خطاب عطا کیا گیا۔

سواروں کے دو رسالے جو میرٹھ سے آئے تھے ان کو حکم ہوا کہ قصبہ بھوانی کے بندوبست کے لئے صاحب بہادر ضلع رہتک کی خدمت میں حاضر ہوں۔

حسین بخش سوداگر کے نام شقہ جاری فرمایا کہ عیدگاہ میں ایک خوبصورت چبوترہ بنوا دو۔ پتھر وغیرہ کی ضرورت ہو تو پرانے قلعہ سے منگالو۔ اس میں کوئی مزاحمت نہیں کریگا۔ اسی امر کے متعلق مجسٹریٹ بہادر ضلع دہلی کے نام بھی ایک خط انگریزی میں روانہ کیا گیا۔ (انہی حسین بخش کا ایک مدرسہ جامع مسجد کے پاس اب بھی موجود ہے۔ حسن نظامی)

۲۴ ستمبر ۱۸۴۷ء نواب معظم الدولہ بہادر کے نام حضور انور نے دو شقے جاری فرمائے۔ یہ معلوم نہ ہوا کہ ان میں کیا لکھا ہوا تھا، اسلئے ہم بھی مطلب کے تحریر کرنے سے مجبور ہیں۔

موتی بیگم زوجہ نواب مجدالدولہ عبدالاحد خاں مرحوم نے ایک درخواست بھیجی کہ میرے فرزند علاتی (سوتیلے لڑکے) دلدار علی کو کپتانی کا عہدہ مرحمت فرمایا جائے۔ کپتان سابق نے جو کچھ نذرانہ دیا تھا، دلدار علی نے اس سے زیادہ نذرانہ پیش کیا، حضور انور نے نذرانہ قبول فرمایا۔ خان کا خطاب، کپتانی کا عہدہ اور عطائے خلعت سے معزز و ممتاز فرمایا۔ اس عنایت خاص سے دلدار علی اپنے ہمعصروں میں بہت ذی عزت اور ممتاز ہو گئے۔

حضور انور نے راکھی سلونوں کے میلہ کی تقریب میں راجہ بھولا ناتھ کو پچاس روپے اور تخت خاص کے کہاروں کو ایک اشرفی مرحمت فرمائی۔ اس عیش و عشرت کے وقت میں حضور انور نے ایک مطربہ زہرہ پیکر ماہ طلعت کو شرف مناکحت سے اعتبار و امتیاز کا رتبہ مرحمت فرمایا۔ اختر محل خطاب دیا۔ دو سو روپے ماہوار مقرر فرمائے، ایک خواجہ سرا دو خدمت گار ڈیوڑھی پر مقرر کئے اور اعلیٰ اعلیٰ قسم کے بہت سے زیورات عطا ہوئے۔ (لیجئے بڑے میاں نے سلونوں کی تقریب میں ایک اور سلونی شادی کرلی حسن نظامی)

لالہ زور آور چند اور محبوب علی خاں خواجہ سرا کو حکم دیا گیا کہ دونوں پلٹنوں کے نشان کے پٹے پرانے ہو گئے ہیں نئے بنوا دیے جائیں۔ (نئی بیویوں کی تیسری پلٹن کا حال معلوم نہ ہوا کہ انکے پٹے بھی بنوائے گئے تھے یا نہیں۔ حسن نظامی)

صاحب کلاں بہادر کے نام فرمان قدسی جاری ہوا کہ گنگا داس مہاجن پانچ ہزار دو سو روپیہ کا مال واسباب قریب دیگر قطبی بیگم صاحبہ زوجہ مرزا محمد شاہرخ بہادر شہزادہ مرحوم سے قلعہ میں سے لیکر گیا ہے اور اپنے مکان میں روپوش ہے۔ اب تک آکر شکل نہیں دکھائی۔ صاحب مجسٹریٹ بہادر کو لکھا جائے کہ یہ سب سامان اس سے واپس لیکر مالک کے پاس بھیجدیں۔

یکم اکتوبر ۱۸۴۷ء اطلاع دی گئی کہ مرزا محمد بلاقی بہادر مرحوم کا وہ مال و اسباب جو ملازمان نظارت کی زیر حفاظت تھا چوری ہو گیا۔ حضور انور نے یہ سُن کر بدرالدین علی خاں کپتان کو حکم دیا کہ واقعات کی تحقیق کر کے ہمارے حضور میں رپورٹ پیش کریں۔

موضع بادلی کے نمبردار سمیر سنگھ اور بخشی رام نے عرضی بھیجی کہ اس موضع کی نمبرداری کی سند سلطانی ہم دونوں کے نام ہے۔ ضلع کے کلکٹر صاحب نے بندوبست کے وقت ہمارے علاوہ دو اور آدمیوں کو اس عہدہ پر نامزد کر دیا ہے۔ اس سے ہماری حق تلفی ہوتی ہے۔ بادشاہ سلامت نے یہ عرضی ملاحظہ فرما کر صاحب کلاں بہادر کے نام شقہ جاری فرمایا کہ ان دونوں نمبرداروں کے پاس سند شاہی موجود ہے ان کے سامنے کسی دوسرے کا حق نہیں ہے۔ صاحب کلکٹر کو سمجھا دیجئے کہ دونوں نئے نمبرداروں کے نام نمبرداری سے خارج کر دیں۔

عرض کیا گیا کہ گردھاری لال گنگا داس کے بھتیجے نے مرزا محمد شاہرخ بہادر کے مکان میں سے نقد روپیہ اور زیورات کی چوری کر لی ہے۔ تقریباً آٹھ ہزار روپیہ کا تو

صرف زیور ہی ہے۔ حضور انور نے یہ سن کر فرمان جاری کیا کہ چور کو پکڑ کر ہمارے حضور میں پیش کریں۔ چور کو شہر سے گرفتار کر کے لائے اور حضور انور کی خدمت میں پیش کیا چور کے اور گواہوں کے بیانات لئے گئے جن سے صاف ثابت ہو گیا کہ یہ مجرم ہے آخر مجرم نے خود بھی اقبال کر لیا۔ اور کہا حضور کا سارا سامان میرے مکان پر موجود ہے کسی کو ساتھ کر دیجئے تاکہ میں واپس کر دوں۔ لیکن میرا جوا ایک ہزار ایک سو چھتیس روپیہ باقی ہے وہ میں اسمیں سے وضع کر لوں گا۔ پھر مجرم کو معظم الدولہ بہادر دام اقبالہٗ کے پاس محکمہ ایجنٹی میں روانہ کر دیا اور زبانی تاکید فرما دی کہ جو کچھ مال و متاع اس نے چرالیا ہے پہلے نہ وصول کر لیا جائے کیونکہ یہ اقبالی مجرم ہے، اس کے بعد مقدمہ کے متعلق جو کچھ رائے ہو وہ تجویز کی جائے۔ اور چونکہ اس نے قلعہ مبارک میں جرم کیا ہے لہذا پھر اس کو قلعہ میں بھیج دیا جائے۔

صاحبکلاں بہادر کے نام شقہ جاری کیا گیا کہ مجاہد پور کے پل کی طرح موضع کہار پورہ میں بھی ایک پل تیار کیا جائے۔

صاحبکلاں بہادر نے انگوری باغ کی سڑک کا نقشہ ارسال کیا۔ حضور انور نے ملاحظہ فرما کر ارشاد کیا کہ اس کے طول و عرض کی پوری کیفیت لکھنی چاہیے اور اس بات کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی کہ دریائے جمنا کے اوپر انگوری باغ سے ملی ہوئی جو پانچ بیگہ زمین ہے اس کی پیمائش کیوں نہیں کی گئی۔ اس کا کوئی معقول سبب لکھنا چاہیئے اور اس میں نئے نشان بنا کر نقشہ کو مکمل کر لینا چاہیئے۔

خدام دربار نے زرین کمر بند ملاحظہ کیلئے پیش کئے۔ حضور نے بہت پسند فرمائے گنگا داس حسب الطلب جناب صاحبکلاں بہادر حاضر ہوا۔ کہنے لگا حضور میں نے خیانت نہیں کی بلکہ نواب قطبی بیگم صاحبہ نے زیورات میرے پاس رہن رکھوائے تھے۔ سوال کیا گیا کہ اگر زیور رہن رکھوائے تھے تو نقد روپیہ کیوں لے گیا تھا۔

اس کا جواب گنگا داس سے کچھ نہ بن پڑا اور اس صورت سے گویا اس نے جرم کا اقبال کر لیا۔ اسلئے اس کو نظر بند کر دیا گیا۔

دہلی میں آجکل چنگی کے محصول کی آمدنی بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ چنانچہ اس سال تقریباً دس لاکھ انچاس ہزار سات سو چھیاسٹھ روپیہ کا اضافہ ہوا ہے اس لئے کہ ۱۸۴۵ء و ۱۸۴۶ء میں چھتیس لاکھ نو ہزار پانچسو اکیس روپیہ آمدنی ہوئی تھی اور ۱۸۴۷ء میں چھیالیس لاکھ انسٹھ ہزار دو سو ستاسی روپیہ آمدنی ہوئی ہے ٹیکس کے اس اضافہ کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ دہلی میں آجکل تجارت کی بہت گرم بازاری ہے۔ سب سے زیادہ نمک کے محصول کی آمدنی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نمک کی تجارت خوب زوروں پر ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ شکر کے محصول کی آمدنی نمک کے مقابلہ میں بہت ہی کم رہی۔ گیارہ لاکھ روپیہ نمک کے محصول کی آمدنی ہے اور شکر کے محصول کی آمدنی صرف پچاس ہزار ہے۔

۸؍ اکتوبر ۱۸۴۷ء } حضرت شاہِ جہاں خلد اللہ ملکہٗ نظارت خاں کے باغ میں رونق افروز ہوئے۔ نظارت خاں نے نقد نذرانہ پانچ گلدستے، چکنی ڈلی کی پانچ کشتیاں بطور تحفہ حاضر کیں۔ حضور انور نے یہ سب چیزیں قبول فرمائیں۔ ڈومنیوں نے نغمہ و سرود کی محفل گرم کی۔ حضور انور بہت مسرور و محظوظ ہوئے۔ جمعۃ الوداع کو حضور بادشاہ سلامت شان و شوکت کے ساتھ جامع مسجد دہلی میں تشریف لے گئے۔ خطبہ اور نماز سے فراغت کے بعد امام صاحب جامع مسجد کو خلعت مرحمت فرمایا۔ آتے جاتے وقت سلامی کی توپیں چھوڑی گئیں۔

عید فطر کی نماز کے لئے حضور پر نور عید گاہ میں تشریف لیگئے۔ آپ کے ساتھ مرزا محمد فتح الملک بہادر بھی موجود تھے۔ سواری نہایت دھوم دھام اور شوکت و شکوہ کے ساتھ عید گاہ پہنچی۔ حضور نے نماز عید ادا فرمائی۔ خطبہ سنا۔ اس کے بعد

امام صاحب کو خلعت ہشش پارچہ اور دو رقم جواہر اور مرزا خضر سلطان بہادر کو کمخواب کی قبا اور سہ رقم جواہر اور دیگر حاضرین کو حسب مرتبہ اور شایان شان انعام واکرام سے مالا مال اور سرافراز فرمایا۔

عرض کیا گیا کہ وزیر نامی ایک شخص جو چوری کی علت میں نظارت خانہ میں مقید تھا لوہے کی سلاخیں توڑ کر رات کو جیل خانہ سے فرار ہو گیا۔ حضور نے حکم دیا کہ پوری کوشش کے ساتھ اس بدبخت کی تلاش کی جائے۔ صاحبکلاں بہادر کے پاس بھی اس شخص کی گرفتاری کے متعلق تاکیدی فرمان بھیجا۔

مفتی رحمت علی خاں اور کنور مہیش داس خلف راجہ سوہن لال کی نذر حضور انور نے قبول فرمائی اور کنور مہیش داس سے ارشاد فرمایا کہ ہم تم سے بہت خوش ہیں تم ہمارے دربار میں حاضر ہوا کرو۔ عرض کیا زہے قسمت سر آنکھوں سے حاضر ہو کر قدمبوسی کا افتخار حاصل کروں گا۔

مرزا محمد جوان بخت بہادر کو تمام کارخانوں کی امینی کا عہدہ اور خلعت کا اعزاز و امتیاز بخشا گیا۔

حضور انور نے رام سہائے ساہوکار کے پانچسو روپیہ کے قرضہ کا تمسک اور ایک شقہ جناب صاحبکلاں بہادر کے نام روانہ فرمایا۔ شقہ میں تحریر تھا کہ رام سہائے ساہوکار کا روپیہ پرگنہ کوٹ قاسم کی آمدنی میں سے ادا کر دیا جائے اس خط کے ساتھ تمسک اس کے قرضہ کی نقل بھی روانہ کی گئی۔

تھانہ پہاڑ گنج کے انسپکٹر صاحب ایک قاتل کی گرفتاری کیلئے گوڑگانوہ پہنچ گئے۔

دہلی میں چند روز تو ایسی سخت گرمی پڑی کہ مخلوق چیخ اٹھی۔ مگر جب سے بارش ہوئی تو ہوا میں کچھ خنکی پیدا ہو گئی ہے اور گرمی کا زور کم ہو گیا ہے۔

صدر الاخبار کے ایڈیٹر صاحب نے لکھا ہے کہ شاہجہاں بادشاہ علیہ الرحمۃ کے زمانہ کا ایک کتبہ جامع مسجد دہلی میں لگا ہوا ہے جسمیں لکھا ہے کہ پانچ ہزار آدمیوں کے عملہ نے چھ سال لگاتار جامع مسجد کی تعمیر میں گذارے ہیں اور دس لاکھ روپیہ اس پر صرف ہوا ہے۔ مگر جب ہم دس لاکھ روپیہ کو پانچہزار مزدوروں، سنگتراشوں وغیرہ پر تقسیم کرتے ہیں اور چھ سال کا حساب لگاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ رقم بہت تھوڑی ہے۔ بالکل غیر ممکن پانچہزار مزدوروں پر چھ سال میں صرف دس ہی لاکھ روپیہ صرف ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ حساب میں کوئی غلطی ہو گئی ہے یا کسی مصلحت کی وجہ سے یہ رقم صحیح نہیں لکھی گئی۔ کیونکہ مزدوروں وغیرہ کی اجرت کے علاوہ پتھر ہیں، چونا ہے اور اس قسم کے بعض ضروری سامان ہیں آخران پر بھی کچھ روپیہ صرف ہوا ہوگا۔ یہ چیزیں مفت آنے سے تو رہیں۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ دس لاکھ روپے کیونکر لکھے گئے۔

راقم کے نزدیک صاحب صدر الاخبار کو کچھ غلط فہمی ہوئی۔ اول تو یہ کہ اُس زمانہ کے مصارف بہت کم تھے۔ دوسرے یہ کہ بعض مزدوروں نے محض مذہبی خدمت کے شوق میں کام کیا ہوگا اور اجرت بہت کم لی ہوگی یا بالکل نہ لی ہوگی۔ دوسرے یہ بھی ممکن ہے کہ سنگ سرخ، سنگ مرمر وغیرہ پر کچھ خرچ ہوا ہو اور یہ سامان ریاستوں نے نذر بھیجدیا ہو اور یہ دس لاکھ روپیہ صرف مزدوروں پر خرچ ہوا ہو۔ اور چونہ وغیرہ ممکن ہے اپنے زیر اہتمام بھٹہ قائم کر کے تیار کیا گیا ہو پس اس صورت میں خرچ معمول سے بہت کم رہ جاتا ہے۔ اسلئے یہ یقینی ہے کہ جو کچھ جامع مسجد کے کتبہ میں لکھا گیا بالکل صحیح ہے اور اسمیں کسی طرح غلطی کا امکان نہیں ہے۔ واللہ اعلم

۱۵ اکتوبر ۱۸۴۷ء آج حضرت بادشاہ جہاں پناہ خلد اللہ ملکہ نے بٹیروں کی لڑائی کا تماشہ دیکھا اور بہت خوش ہوئے۔

مرزا احمد بیگ کو کلید خانہ کی داروغگی کا عہدہ مرحمت فرمایا اور معتمد الدولہ کے خطاب سے سرفراز کیا۔ مولوی عبد الجامع کو بتقریب درس کچھ سونا چاندی عطا فرمایا۔

آج ہر قسم کے کاروبار کی امینی کا عہدہ مرزا جواں بخت بہادر کے سپرد کر کے ارشاد ہوا کہ حسب معمول سب اہلکار مرزا جواں بخت بہادر کو نذر دیں۔

راجہ سوہن لال بہادر متوفی کے لڑکے کنور مہیش داس سے ایک ہاتھی سات سو روپیہ میں خرید فرمایا اور فصل بہار ۱۲۵۲ فصلی میں روپیہ کے ادا کرنے کا وعدہ کیا اور قرضہ کا ایک رقعہ بھی لکھ دیا گیا جسکو کنور مہیش داس نے اپنی تحویل میں لے لیا اور ہاتھی شاہی فیل خانہ میں بھیج دیا گیا۔

مرزا ولی عہد بہادر نے محکمہ ایجنٹی میں درخواست بھیجی کہ گلابی باغ میرے سپرد کر دیا جائے۔ نواب معظم الدولہ نے اس درخواست کی نقل اپنے عریضہ کے ساتھ حضور انور کی خدمت میں ارسال کر دی۔ ارشاد ہوا کہ یہ باغ عرصہ دراز سے شاہی تولیت میں چلا آتا ہے۔ حضرت عرش آرام گاہ جنت مکانی ثانی مثواہ (یعنی اکبر بادشاہ) نے نواب زکیہ بیگم کو انعام کے طور پر مرحمت فرمایا تھا، بیگم صاحبہ نے باغ کو اپنا مدفن بنا لیا۔ اور مرزا محمد شاہرخ بہادر مرحوم کو اس کا متولی کر دیا۔ اور جب مرزا محمد شاہرخ بہادر کا انتقال ہوا تو وہ بھی اسی باغ میں دفن کئے گئے۔ اب اگر مرزا ولیعہد بہادر اسکی تولیت چاہتے ہیں تو اس کے لئے یہ شرط ہے کہ اس باغ کی تمام آمدنی باغ ہی کی درستی و انتظام میں صرف کرنی ہوگی۔ اور اگر کچھ روپیہ بچ رہیگا تو وہ شاہی خزانہ میں داخل کیا جائے گا۔ اگر یہ شرط منظور ہے تو بسم اللہ۔ آج ہی سے تولیت نامہ لکھ دیا جائیگا۔ اور اگر یہ شرط منظور نہیں ہے تو باغ نہیں دیا جا سکتا۔

عرض کیا گیا کہ مرزا محمد شاہرخ بہادر مرحوم کا خزانچی گنگا داس سا ہوکار بد خیانت

کی علت میں گرفتار ہوا تھا، محکمۂ ایجنٹی سے صاحب مجسٹریٹ بہادر کے پاس روانہ کیا گیا۔ مجسٹریٹ نے اس کے بیان لیکر حکم دیا کہ تم اگر ضامن پیش کرسکو تو تم کو رہا کردیا جائیگا۔ یہ واقعات سن کر ارشاد فرمایا کہ اس مقدمہ کی مثل مرتب ہوگئی ہے جس سے اُسکے جرم کا اثبات ہوتا ہے۔ یہ مثل مجسٹریٹ بہادر کے پاس بھیجدینی چاہئے۔ تاکہ وہ اس سے مقدمہ کی اصل کیفیت معلوم کرکے صاحب ایجنٹ بہادر کے پاس روانہ کردیں۔ حضور والا نے صاحب ایجنٹ بہادر کے نام ایک چٹھی بھی تحریر فرمائی جسمیں مجرم کے ثبوت جرم اور سزا کے متعلق چند ہدایتیں مندرج تھیں۔

کلید خانہ کے داروغہ احمد بیگ سے ارشاد فرمایا کہ پھول والوں کی سیر میں ہمارا بھی جانے کا ارادہ ہے۔ بیگمات کے آنے جانے کی بھی کوئی صورت ہونی چاہئے میرے خیال میں مناسب یہ ہے کہ ڈیوڑھی عدالت سے لیکر لال پردہ تک قناتیں ایستادہ کردی جائیں۔

حسین مرزا ناظر کو حکم ہوا کہ شہر سے جوہری بچوں اور صنعت پیشہ لوگوں کے لڑکوں کو بلاکر مہتاب باغ میں مینا بازار اور جوہری بازار لگایا جائے۔

عرض کیا گیا کہ مرزا محمد شاہرخ بہادر مرحوم کے صاحبزادے مرزا عبداللہ نے تقریباً چالیس پچاس لڑکے جمع کئے ہیں۔ دو روپیہ ماہوار ہر ایک کی تنخواہ مقرر کی ہے۔ لڑکے دس برس کی عمر سے لیکر بارہ برس کی عمر تک کے ہیں۔ صبح و شام ان کو قواعد سکھائی جاتی ہے۔

حضرت عالی نے حکم نافذ کیا کہ مان بائی منکوحہ جدیدہ کے واسطے خطاب اختر محل کی ایک مہر تیار کی جائے۔ (یہ مان بائی طوائف تھی حسن نظامی)

۲۲ر اکتوبر ۱۸۴۷ء } حضرت بادشاہ سلامت نے پھول والوں کی سیر کے دن زبان گوہر فشاں سے فرمایا کہ بارگاہ شاہی

سے میلہ تک عمدہ عمدہ قناتیں اور قیمتی خیمے نصب کئے جائیں اور صرافوں، جوہریوں میوہ فروشوں اور ہر قسم کے دکانداروں کو اطلاع دیدی جائے کہ دکانداری کا مال دیکر وہ اپنی بارہ بارہ تیرہ تیرہ برس کی لڑکیوں کو خیمہ گاہ میں بھیجدیں۔ اور یہ تاکید کردیں کہ عمدہ عمدہ قسم کے مال لیکر آئیں اور دکان کو اچھی طرح سے سجائیں۔ شاہی بیگمات میلہ میں سیر و تفریح کی غرض سے تشریف لائینگی تو عمدہ اور نفیس چیزیں خریدینگی۔

حضور خواجہ نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کے عرس کی تقریب میں جہاں پناہ شان و شوکت کے ساتھ تشریف لائے۔ مزار مبارک پر حاضر ہوکر فاتحہ خوانی کی۔ ختم شریف میں شریک ہوئے، تبرک حاصل کیا، دعائیں مانگیں اور پھر مراجعت فرمائی۔ سترھویں شریف کا نظارہ قابل تعریف و توصیف ہوتا ہے۔ ہر مقام اور ہر جگہ کے آدمی کشاں کشاں چلے آتے ہیں، روحانی برکتیں حاصل کرتے ہیں اور رخصت ہوجاتے ہیں۔

ماہ گزشتہ کے درمیانی دنوں میں خوب زور کی بارش ہوئی۔ ہر وقت ابر محیط آسمان رہتا تھا۔ گرمی کی گرم بازاری بھی سردی سے تبدیل ہو رہی ہے۔ بارش کی کثرت کی وجہ سے دو جگہ کئی عمارتوں کو نقصان پہنچا۔ سنا ہے ایک مکان میں دو عورتیں اور چھ چھ سات سات برس کے دو بچے رہتے تھے۔ بارش کی وجہ سے مکان گر پڑا وہ دونوں عورتیں اور دونوں بچے دب گئے۔ عورتیں تو بڑی مصیبت سے زندہ سلامت بچ گئیں لیکن بیچارے بچے مر گئے۔ ایک جگہ اور بھی ایسا ہی واقعہ ہوا۔ چند آدمی بارش سے حفاظت کے لئے ایک دیوار کے نیچے کھڑے تھے۔ دیوار بارش کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکی اور گر پڑی۔ دیوار کا گرنا تھا کہ آدمی بھاگنے شروع ہوئے اور سب تو بھاگ گئے مگر تین آدمی دب گئے۔ اگرچہ اللہ تعالےٰ نے جان کی خیر رکھی۔ مگر پھر بھی غریبوں کے بہت سخت چوٹ آئی اور مرنے سے بدتر

ہو گئے - وحی و قیوم تو تنکے میں بھی جان ڈالتا ہے - یہ تو صرف زخمی ہی ہیں - امید ہے بہت جلد اچھے ہو جائینگے -

آجکل دہلی میں تپ و لرزہ کی بہت شکایت ہے جسکو دیکھو بخار میں مبتلا ہے - اس سرے لیکر دوسرے سرے تک سب کی یہی کیفیت ہے - کہیں بھی اطمینان و سکون نظر نہیں آتا - ایزد اقدس اہل دنیا کو ہر قسم کی بلاؤں سے محفوظ رکھے - انسان کی جان کے پیچھے بھی کیا کیا روگ لگے ہوئے ہیں - اتنی مصیبتوں پر تو یہ حال ہے - اور اگر کہیں ذراسی ڈھیل دیدی جائے تو زمین آسمان ایک کر دے -

صادق الاخبار کے ایڈیٹر صاحب نے رفتہ رفتہ اپنے اخبار کو اُردو زبان کا اخبار بنا دیا - سمجھ میں نہیں آتا کہ اُنہوں نے فارسی زبان سے کیوں رابطۂ الفت منقطع کر دیا؟ شاید اخبار کے خریداروں نے تقاضا کیا ہوگا کہ فارسی زبان ترک کردو اور اُردو زبان میں اخبار جاری کرو - اس کے علاوہ تو اور کوئی وجہ خیال میں نہیں آتی ملا پہلے سب اخبار فارسی میں شائع ہوتے تھے روزنامچہ نویس صادق الاخبار سے ناراض معلوم ہوتا ہے حسن نظامی

۲۹ اکتوبر ۱۸۴۷ء نواب معظم الدولہ بہادر کے نام ایک شقہ جاری کیا گیا کہ سلیم گڈھ کی زمین میں جو درخت ہیں، وہ سڑک کے بننے میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں - اسلئے انگریزی حکام کا ارادہ ہے کہ یہ تمام درخت کاٹ ڈالے جائیں - اس بارے میں انہوں نے ہم سے دریافت کیا ہے اور لکھا ہے کہ سرکار انگریزی اُس زمین کی قیمت بھی دینے کو تیار ہے - مگر ہمیں اُسکی قیمت لینی منظور نہیں ہے - اگر سرکار کا کام زمین لینے اور درختوں کے کاٹے بغیر پورا نہیں ہو سکتا تو شوق سے وہ زمین لے لی جائے اور درخت کاٹ ڈالے جائیں - مگر اُس زمین کے بدلے شہر میں کوئی زمین جو قیمت میں اس زمین

کے برابر ہو ملازمین شاہی کو دیدی جائے۔ یہ صورت ایسی ہے جسے ہم طوعاً یا کرہاً یا بخوشی خاطر منظور کرسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ضروری ہے کہ جس بارہ دری کو کپتان صاحب نے توڑا ہے اُس کے بدلے ایک ہزار روپیہ نقصان کا دینا چاہیئے اور جو دیوار ابھی باقی ہے اُس کی تعمیر کرانی چاہیئے۔ بغیر اطلاع دیئے شاہی زمین پر اس طرح قبضہ کرلینا نامناسب بات ہے۔ اگرچہ مابدولت کو اس کا کوئی ایسا خیال نہیں ہے۔

صاحبکلاں بہادر نے جواب میں عریضہ ارسال کیا کہ شہر میں کوئی ایسی زمین نہیں ہے جسکا تبادلہ کیا جاسکے۔ البتہ انگوری باغ کے پاس جو کچھ زمین ایسی ہے جو تقریباً طول و عرض اور قیمت کے اختیار سے اس زمین کے برابر ہوسکتی ہے۔ ارشاد ہوا کہ اتنی دور جانے کی کیا ضرورت ہے سلیم گڈھ اور جھروکہ کے پاس اور حضور خواجۂ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار کے متصل جو زمین ہے اہلکاران شاہی اسے تبادلہ میں قبول کرسکتے ہیں۔

ولی عہد بہادر کے نام شقہ جاری کیا گیا۔ کہ بیگم مرزا محمد شاہرخ بہادر مرحوم نے نالش کی ہے کہ ولیعہد بہادر کے ملازمین ہمارے آدمیوں کو گلابی باغ میں آنے جانے سے روکتے ہیں۔ لہذا تم کو چاہیئے کہ اپنے نوکروں کو سمجھا دو کہ یہ بات اچھی نہیں ہے۔ اس طرح روکنے سے ایک تو اُن کی حق تلفی ہوتی ہے۔ دوسرے مابدولت کی ناخوشی کا بھی باعث ہے۔ اگر تم سے اس امر کا انتظام نہ ہوسکا تو مجھے تمہیں باغ کی تولیت سے سبکدوش کرنا پڑے گا۔ میں کوئی ایسی بات کرنی نہیں چاہتا جو حق و انصاف کے خلاف ہو۔

(اصل میں بادشاہ موجودہ ولی عہد سے خوش نہ تھے کیونکہ وہ انگریزوں کے زور سے ولی عہد بنائے گئے تھے۔ حسن نظامی)

فوجدار خاں کے بھانجے میر حیدر علی کی شادی خانہ آبادی ہوئی۔ حضور انور نے خلعت فرخ سیری اور سہرہ مقیشی مرحمت فرمایا۔

مسٹر جی بسی مور قایم مقام مجسٹریٹ دہلی جس علاقہ میں پہلے تھے پھر وہیں جانا چاہتے ہیں۔ یہ پہلے سپرنٹنڈنٹ اجمیر شریف کے دفتر میں اسسٹنٹی کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ ان کے آنے سے وہ جگہ خالی رہ گئی۔ اسلئے مجبوراً دوبارہ انہیں کو جانا پڑا۔

مشہور ہے کہ ضلع دوکٹا اور ضلع کیتھل جو پہلے کمشنر جالندھر سے متعلق تھے اب ان سے علیحدہ کر دئے جائینگے۔ اس صورت میں ممالک مفتوحہ پنجاب میں سے صرف تین ضلعے کمشنر جالندھر کے متعلق باقی رہجاتے ہیں۔

۳۰ دسمبر ۱۸۴۷ء } حضرت قدر قدرت نے اپنے بھائی میرزا جہاندار شاہ بہادر شہزادہ کے نام سے ایک شقہ جاری فرمایا کہ تم مفسدہ پرداز سلاطین کو اپنے مکان میں جمع نہ ہونے دو۔ تمہارے مکان پر ان مفسدوں کا اجتماع تمہیں بھی پریشان کر دیگا۔ عقلمندوں کا قاعدہ ہے۔ جس چیز میں ضرر دیکھتے ہیں اس سے احتراز کرتے ہیں۔ کئی اطلاعی رقعے سلاطین کے نام روانہ کئے گئے۔ کہ ان لوگوں کو جو فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے میں حصہ لیتے ہیں قلعہ معلّٰی میں آمد و رفت نہ رکھنی چاہئے۔ محل قدسیہ کے رہنے والے سلاطین کو بھی اطلاع دی گئی کہ نئے محلہ میں آنے جانے سے سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ مگر وہ نہیں مانے۔ اور اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے۔ لہذا تم کو حکم دیا جاتا ہے۔ اور یہ حکم تاکیدی ہے۔ اس پر عمل کرنا ہر خیر خواہ سلطنت کا فرض ہے۔

کنور سالگرام نے اپنے مطلوبہ روپیہ کا حساب پیش کیا تو حضور نے

ارشاد فرمایا کہ جہانگیر گنج کی جائداد پر جو روپیہ قرض لیا گیا تھا اُس کا حساب نواب معظم الدولہ نے ہمارے ملاحظہ کے لئے پیش کیا ہے۔ یہ حساب اگر تمہارے نزدیک صحیح ہے تو پھر تم نے چاندنی چوک اور باغ کی دوکانوں پر خواہ مخواہ کیوں قبضہ کر رکھا ہے۔ اگر اس جائداد کو مصارفِ خسروی کے حساب میں لگایا ہے جب بھی تمہیں حساب پیش کرنا چاہیئے۔ دستاویز اور ہمارے مہر و دستخط دکھانے چاہئیں۔ خود بخود بلا اطلاع جائداد پر اس قسم کا قبضہ کر لینا معاملہ کے خلاف ہے۔ تمہیں بہت جلد معاملہ صاف کر لینا چاہیئے۔ تاکہ بعد میں کوئی اور بات پیدا نہ ہو۔

مولوی فخر الدین حسین خاں کے نام حکم جاری کیا گیا کہ تمام مرشد زادگان اور سلاطین وغیرہ کے نام بھیجنے کے لئے ہدایت نامہ کے طور پر اس مضمون کا ایک مسودہ مرتب کر دو۔ کہ آپس میں لڑائی جھگڑا، مارپیٹ، دنگہ فساد کرنا، ہمارے خاندان عالیشان کی بدنامی کا باعث ہے۔ اگر کسی ذی شعور کے سامنے یہ کہا جائے کہ فلاں خاندان کے شہزادے بات بات پر لڑے مرتے ہیں۔ اور اُن کے اخلاق کی یہ کیفیت ہے کہ بغیر گالی کے بات نہیں کرتے۔ تو وہ سُنکر کیا کہے گا۔ آپ لوگوں کے اس ناشائستہ طرزِ عمل سے بادشاہ سلامت کو سخت صدمہ ہے۔ اخلاق اور شرافت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ لوگ اپنے طریق کار میں تبدیلی پیدا کریں۔ نواب معظم الدولہ بہادر نے مجھے رائے دی ہے کہ ایسے لوگوں سے باامن رہنے کے مچلکے طلب کر لئے جائیں جو لڑائی جھگڑے میں آئے دن حصہ لیتے رہتے ہیں۔ لہذا تم سب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہر شخص اس مضمون کا ایک ایک اقرار نامہ کہ آئندہ باامن زندگی بسر کروں گا۔ مارپیٹ اور گالم گلوج سے اجتناب کروں گا۔ لکھکر ہمارے حضور میں پیش کرے۔

مولوی فخر الدین نے ارشادِ عالی کے جواب میں عرض کیا کہ ایسا ہی مضمون لکھکر ملاحظہ کے لئے بہت جلد پیش کر دوں گا۔

حضور انور نے صاحبکلاں بہادر کے نام ایک شقہ تحریر فرمایا کہ رفاہ عام کی نیت سے حافظ محمد داؤد خاں کا ارادہ ہے کہ لال ڈگی سے جامع مسجد کے حوض کے لئے پانی کا انتظام کیا جائے۔ آپ مہتمم نہر کے نام اجازت نامہ لکھ دیجئے کہ وہ اس کام میں کسی قسم کی مزاحمت نہ کریں۔

دیوالی کے دن ہندؤں نے مٹی کے کھلونے اور مٹھائی حضور انور کی خدمت اقدس میں پیش کی، جسے حضور نے شرف قبولیت مرحمت فرماکر دیوالی کی تعطیل کا حکم سنا دیا۔

ایک خط جناب صاحبکلاں بہادر کے نام روانہ فرمایا جسمیں لکھا تھا کہ قلعہ کے سلاطین حکم شاہی کی بجا آوری میں سستی اور بے توجہی کا اظہار کرتے ہیں۔ اس بارے میں کوئی مناسب تجویز غور کرکے ہمیں بتاؤ تاکہ اس پر عمل کیا جائے۔ اور ان لوگوں کا یہ عیب دُور ہو۔

(زوال اور تباہی ان سب کے سروں پر منڈلا رہی تھی۔ غدر کی قیامت نے ان سب شرارتوں کا خاتمہ کر دیا۔ مفت کی روٹیاں ملتی تھیں اور وقت کاٹنے کے لئے کچھ کام نہ تھا اس لیئے آپس میں لڑتے تھے۔ بے کار نہ رہنے دیا جاتا تو خود اصلاح ہو جاتی۔ حسن نظامی)

۳۱ دسمبر ۱۸۴۷ء } حضور پرنور خلد اللہ ملکہٗ آج کل حضرت خواجہ قطب صاحب کے مزار پرانوار کے پاس لال حویلی میں رونق افروز ہیں۔ حضور انور نے نواب معظم الدولہ بہادر کے نام ایک شقہ جاری فرمایا۔ اس میں ان دیہاتوں کی فہرست بھی روانہ فرمائی جو اراکین سلطنت کی طرف سے قرضداروں کے حوالے کیئے گئے تھے۔

مرزا محمد بخش بہادر کے نام شاہی فرمان پہنچا کہ صاحب قلعہ دار کے

پاس جاؤ اور صدر عالی قدر کے زیر ہدایت تنخواہوں کے اضافہ کا جو نقشہ تیار ہوا ہے فوراً فوراً اُسکی نقل کر لو۔ اور ہر شخص کے نام کے ساتھ اُس کی سکونت بھی لکھ لو۔ اس کام میں حتی الامکان جلدی کرنا۔ کیونکہ صدر دفتر میں روانہ کرنے کی عجلت ہے۔

مرزا ولی عہد بہادر کے نام عریضہ کے جواب میں ایک شقہ جاری فرمایا جسمیں درج تھا کہ تمہاری ناسازی طبع کا حال خط میں پڑھ کر بہت افسوس اور فکر ہوا۔ اللہ تعالیٰ صحت کامل مرحمت فرمائے۔ اگر حکیم کی ضرورت ہو یا کسی قسم کی دوا درکار ہو تو ہم سے کہلا بھیجنا سب کا انتظام ہو جائے گا۔

نظارت خاں کے نام حکم جاری ہوا۔ کہ کوئی شخص عاشورہ کے دنوں میں مسلح ہو کر براق کے ساتھ قلعہ سے باہر نہ جائے۔ سلاطین شیعہ سُنّی جو آمادۂ فساد ہیں اُن کو بھی سمجھا دیا جائے۔ کہ اس قسم کی لڑائی جھگڑوں میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر کسی نے فساد برپا کیا تو اُسے سخت سزا دی جائیگی۔ یہ باتیں سلاطین کے لائق نہیں ہیں۔ اپنی جان کا نقصان الگ ہوتا ہے اور جگ ہنسائی الگ ہوتی ہے سب سے کم خاندان ہی کی عزت و حرمت کے خیال سے سلاطین کو ان جھگڑوں سے احتیاط کرنی چاہئے۔ (سلاطین میں کچھ شیعہ تھے اور کچھ سنی تھے اور دونوں لڑتے تھے حسن نظامی)

قاضی عصمت علی اور قاضی عزیز الدین کو حضور انور نے خلعتہائے فاخرہ مرحمت کر کے عزت و اکرام کا مرتبہ بخشا۔

صاحب قلعہ دار بہادر حاضر ہوئے۔ مزاج معلّٰی کی خیر و عافیت دریافت فرمائی۔ ان سے ارشاد ہوا خدا جانے سلاطین کو کیا ہو گیا ہے جو آپس میں لڑے مرتے ہیں۔ اور آپس میں تو آپس میں خود دابدولت کے ساتھ یہ کیفیت ہے کہ جو حکم دیا جاتا ہے اُسے ٹالدیتے ہیں۔ ناسمجھ اس قدر ہیں کہ زر اضافہ کے بارے میں فتنہ پردازی اور خلل اندازی کرتے ہیں۔ حسد کے مارے ایک دوسرے سے جلے جاتے ہیں۔

مابدولت کی سمجھ میں تو یہ بات آتی ہے کہ جیب خاص کا روپیہ اور بیگمات کا زر اضافہ تو ہمارے پاس بھیجدیا جائے اور باقی ان لوگوں کا روپیہ اضافہ کے نقشہ کے بموجب باہر کے باہر ہی تقسیم کر دیا جائے۔(بادشاہ کی مجبوری قابل توجہ ہے حسن نظامی)

۳۰ مارچ ۱۸۴۸ء } حضور انور نے سیف الدولہ وکیل حاضر باش کی معرفت نواب لفٹننٹ گورنر کی خدمت میں میووں کے کئی خوان روانہ فرمائے۔ اور خیریت مزاج استفسار کرنے کی ہدایت کی معلوم ہوا کہ مرزا ولیعہد بہادر نواب لفٹننٹ گورنر کی خدمت میں ملاقات کرنے کی غرض سے تشریف لے جا رہے ہیں۔ فرمان جاری ہوا کہ سواروں کا جلوس شہزادہ ولی عہد بہادر کی ہمرکابی میں جانے کے لئے حضور قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس والے محل میں حاضر ہو۔

وکیل حاضر باش نے عرض کیا کہ محکمہ ایجنٹی میں خیموں اور سپاہیوں کے پہرہ کی ضرورت ہے۔ لہذا حضور انور نے یہ ضرورت پورا کرنے کے لیے حکم نافذ فرمایا اور صاحب کلاں بہادر کے نام شقہ جاری کیا۔ کہ اس کام میں جو کچھ خرچ ہوگا وہ روزانہ ادا کر دیا جائے گا۔

نواب معظم الدولہ بہادر رابنسن صاحب کے ساتھ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مقام ہوڈل تک نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کے ساتھ جانے کا ارادہ ہے۔

کالکا داس فوت ہو گیا۔ اس کے لڑکوں کو خلعت سوگواری مرحمت کیا گیا اور ان سے مشک کے چار نافے ایک سو روپیہ میں خرید فرمائے گئے۔

بختاور سنگھ وکیل سلاطین اور گنگا داس مہاجن خزانچی کو میرزا محمد شاہ رخ بہادر مرحوم کی زوجہ محترمہ قطبی بیگم صاحبہ نے قلعہ معلی میں آنے جانے سے منع کر دیا۔

عرض کیا گیا کہ حکیم صادق علی خاں صاحب جو شہر کے نامی گرامی حکیموں میں تھے۔ رحلت کر گئے۔

لالہ نندلال بریلی کے سابق منصف دہلی میں صدر امینی کے عہدہ پر مقرر ہو کر آ گئے ہیں۔ دو منشی اکرام الدین خاں صاحب جو اس عہدہ پر پہلے کام کرتے تھے مدت ملازمت کے ختم ہو جانے کی وجہ سے سبکدوش ہو گئے ہیں۔ ایک سو پچیس روپیہ ماہوار پنشن مقرر ہوئی ہے۔

ہندومل ریاست بیکانیر کا مختار کار جو بے چارہ عرصہ سے بیمار چلا آتا تھا فوت ہو گیا۔

۱۰ مارچ ۱۸۴۸ء } حضور جہاں پناہ خلد اللہ ملکہٗ کی خدمت میں پیرزادہ حضرت غلام نصیر الدین کالے صاحب نے میووں کے بھرے ہوئے بہت سے خوان بھیجے۔ حکم ہوا کہ یہ میوہ تبرک کے طور پر حضار مجلس میں تقسیم کر دیا جائے۔

ربیع الاول شریف کی بارہویں تاریخ کو مداری مشرب فقیروں کی ایک جماعت حاضر دربار ہوئی۔ صوفی قادر شاہ کو خلعت سہ پارچہ مرحمت فرمایا گیا اور حکم ہوا کہ ان سب کو ان کی مرضی کے موافق کھانا کھلایا جائے۔

نواب معظم الدولہ بہادر کی دو عرضیاں حضور بادشاہ سلامت کے ملاحظہ سے گذریں۔ ایک میں لکھا ہوا تھا کہ میرزا محمد شاہرخ بہادر مرحوم کی زوجہ نواب قطبی بیگم صاحبہ نے گنگا داس مہاجن کو اپنی سرکار میں پھر خزانچی کے عہدہ پر ملازم رکھ لیا ہے۔ یہ گنگا داس وہی شخص ہے جس کی بعض خلاف معاملہ باتوں کو دیکھ کر بیگم صاحبہ نے قلعہ میں آنے جانے سے ممانعت کر دی تھی۔ میں بیگم صاحبہ کے اس طرز عمل کو بہت ناپسند اور غیر مفید سمجھتا ہوں۔ ایسی باتوں سے کار دیار میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہے

دوسرے خط میں لکھا تھا کہ شیخ غلام حیدر وکیل سررشتہ متعینہ ضلع میرٹھ کے خط کی نقل اس عریضہ کے ہمراہ ارسال ہے۔ موضع کیلہ پر قرقی آئی تھی اور اسکے واگذاشت کرانے میں مقدمہ چلایا گیا تھا۔ ایک سو پچانوے روپیہ آٹھ آنہ چار پائی اس میں خرچ ہوا ہے۔ لہذا یہ رقم عطا فرمائی جائے۔ حضور انور نے مضمون خط سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد مرزا فتح الملک بہادر شہزادہ کے نام شقہ جاری فرمایا۔ کہ شیخ غلام حیدر وکیل کے پاس مقدمہ کا خرچ بھیجدیا جائے۔ انہوں نے نواب معظم الدولہ کے ذریعہ سے طلب کیا ہے۔

نواب قطبی بیگم صاحبہ نے عرض کیا کہ گنگا داس مہاجن نے پھر خیانت اور خرد برد پر کمر باندھ لی ہے۔ حضور فرمان جاری کر دیں تاکہ یہ بدانجام قلعہ میں داخل ہی نہ ہونے پائے۔

حسن نظامی کی تنقید

ناظرین کو معلوم ہے کہ میں نے دہلی کی جنگ آزادی یعنی غدر ۱۸۵۷ء کے سلسلہ میں بارہ حصے شائع کئے ہیں جنھیں نویں حصہ کا نام "دہلی کا آخری سانس" رکھا تھا۔ اور یہ کتاب بمبئی کے فارسی اخبار "احسن الاخبار" سے اقتباس کرکے تیار کی گئی تھی۔ اس اخبار کا مکمل فائل حیدرآباد کے نواب عابد یار جنگ بہادر مرحوم مہتمم مکہ مسجد کے صاحبزادگان مولوی میر خورشید علی صاحب مہتمم مکہ مسجد اور میر حسین علی صاحب عہدہ دار ہوم سکریٹری آفس نے مجھے اپنے والد کے کتب خانہ سے دیا تھا۔ جس کا اردو ترجمہ میں نے کرایا۔ اس کتاب کے مضامین کا اقتباس اخبار مذکور سے میں نے خود کیا تھا۔

اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے اور بعض لوگوں نے خواہش کی کہ ان دہلی والوں کی معلومات کے لئے جو قیمتی کتاب نہیں خرید سکتے اخبار منادی میں اس کو شائع کیا جائے۔ اور جب تک یہ کتاب شائع ہو اخبار منادی کی قیمت بجائے ار کے صرف دہلی میں ۰ر دو پیسہ کر دی جائے تاکہ دہلی کے غریب ہندو مسلمان اپنے گذشتہ بادشاہ کے حالات سے واقف ہو جائیں۔ چنانچہ میں نے یہ کتاب بہادر شاہ کے روزنامچہ کے نام سے شائع کرنی شروع کی اور اخبار کی قیمت دہلی والوں کے لئے دو پیسہ کر دی جس کی وجہ سے اخبار اتنا مقبول ہوا۔ کہ صرف دہلی شہر میں ہر ہفتہ ایک ہزار پرچے اس اخبار کے بک جاتے تھے۔ اور ہر گھر میں عورت مرد جمع ہو کر سنتے تھے۔

چونکہ کتاب "دہلی کے آخری سانس" کا مطبوعہ ایڈیشن ختم ہو گیا تھا۔ اس لئے اخبار منادی سے نقل کرا کر اس کتاب کو دوبارہ لکھوایا گیا۔ کیونکہ منادی میں درج کرنے کے وقت میں نے کتاب کی نظر ثانی کی تھی۔ اور اس کی بہت سی غلطیاں درست کی تھیں۔ اور نئے نوٹ بھی لکھے تھے۔ اور اس کتاب کا نام بھی بہادر شاہ کا روزنامچہ رکھا تھا۔ لہذا کتاب مذکور کا نیا ایڈیشن اخبار سے نقل کیا گیا۔ کتاب مذکور سے نقل نہیں کیا گیا۔

اس کتاب کے بعض نوٹوں کی نسبت بعض احتیاط پسند دوستوں نے کہا کہ ان میں نامناسب لہجہ ہو گیا ہے۔ اور اس کتاب کی اشاعت کے وقت اس نامناسب لہجہ کی تشریح کر دینی چاہئے اس واسطے یہ لکھتا ہوں کہ میں نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہدہ داروں اور ان کی پالیسی کی نسبت کہیں کہیں جو نکتہ چینی کی ہے۔ وہ ایک مورخانہ رائے ہے۔ اور اس غرض سے ہے کہ موجودہ گورنمنٹ کے عہدہ دار اس سے سبق حاصل کریں اور ان کو ہندوستان کی رائے عامہ سے واقفیت حاصل ہو۔ کیونکہ میں نے جو کچھ لکھا ہے۔ درحقیقت تمام ہندو مسلمانوں کی عام رائے کا اظہار کیا ہے۔ جو بہادر شاہ کے زمانہ میں تھی۔ اور اس کے بعد بھی قائم رہی۔

میری نیک نیتی اس سے ظاہر ہو سکتی ہے۔ کہ میں نے بہادر شاہ بادشاہ کے بعض ذاتی افعال کی نسبت بھی نکتہ چینی کی ہے۔ مثلاً چوہتر برس کی عمر میں کم سن طوائفوں سے بادشاہ کا نکاح کرنا اسوقت کی عام رائے کے بھی خلاف تھا۔ اور آجکل کے ہندو مسلمان بھی اس کو پسند نہیں کرتے۔ اسواسطے میں نے اس کے خلاف بھی نکتہ چینی کی ہے۔ اگر میں یہ کتاب لکھتے وقت مورخانہ حیثیت کو چھوڑ دیتا تو بادشاہ اور ان کے خاندان کی کسی بات پر نکتہ چینی نہ کرتا بلکہ میں نے تو اپنے بزرگوں کے خلاف بھی نکتہ چینی کی ہے۔ جب کہ میرے بزرگوں نے بادشاہ کے پاس جا کر اپنا خواب سنایا تھا۔ اور نذرانہ وصول کیا تھا۔ پس میرے جسقدر نوٹ ہیں سب نیک نیتی سے لکھے گئے ہیں۔ اور میں اس لہجہ پر متاسف نہیں ہوں جو میں نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے افسروں کی بعض غلطیوں کے خلاف استعمال کیا ہے۔ کیونکہ ان کا طرز عمل ایک بڑے ہنگامہ اور خونریزی کا باعث ہوا جو ۱۸۵۷ء میں پیش آیا۔ اور اس وقت کے اور بعد کے انصاف پسند انگریزوں نے بھی ان افسروں کے خلاف آزادانہ اور بیباکانہ نکتہ چینی کی تھی اور اسی بنا پر ۱۸۵۸ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت ختم کر دی گئی تھی۔ اور ملکہ معظمہ کوئن وکٹوریہ نے ہندوستان کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی تھی۔

اس نکتہ چینی کا نتیجہ میری اس صاف اور کھری نکتہ چینی کا نتیجہ برٹش گورنمنٹ کے افسروں کو محتاط بنا سکتا ہے۔ اور ہندوستانیوں کو یہ سبق دے سکتا ہے۔ کہ بادشاہ اور ان کے خاندان کے

برے اعمال اور بے انتظامیاں اور اس وقت کے ہندو مسلمانوں کی ذاتی خرابیاں اجنبی قوم
کے مسلط ہونے کا باعث ہوئیں۔ اور غدر ۱۸۵۷ء سے یہ چیز بھی ظاہر ہو گئی۔ کہ جب ہندو
مسلمان آپس میں متحد تھے۔ اور جب کہ ان کی تندرستیاں بہت اچھی تھیں اور جبکہ ہندوستان کی سب
قوموں کے پاس ہتھیار موجود رہتے۔ اور وہ قومیں ان کا استعمال بھی جانتی تھیں۔ اور جب کہ گورنمنٹ
کی سب فوجیں باغی ہو گئی تھیں۔ اور جبکہ ایک سیاسی مرکز بہادر شاہ بادشاہ کی صورت میں موجود تھا
اس وقت بھی ہندوستان کی بغاوت انگریزوں کی حکومت کو مغلوب نہ کر سکی۔ تو آج جب کہ
مذکورہ چیزوں میں سے کوئی چیز بھی باقی نہیں رہی ہے۔ ہم کیونکر محض تقریروں اور تحریروں کی
گرمی سے۔ یا دو چار انگریزوں کو چھپ کر مار ڈالنے سے (جیسا کہ بنگال وغیرہ میں ہوا کرتا ہے)
اس ملک کو آزاد کرا سکتے ہیں۔ یہ ملک تو جبھی آزاد ہوگا۔ کہ ہم سب اچھی تعلیم حاصل کریں اور ہمارے
اندر حکومت کے انتظام کا سلیقہ پیدا ہو۔ اور ہم سب چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑنا اور ایک دوسرے
کی شکایت کرنا۔ اور ایک دوسرے کو نقصان پہنچانا چھوڑ دیں۔ ورنہ انقلاب سے وہی مصائب
پیش آئیں گے۔ جو غدر ۱۸۵۷ء میں پیش آئے تھے۔

اس روزنامچہ کے پڑھنے سے اور واقعات کی تفصیل سے اچھی طرح ظاہر ہو جاتا ہے
کہ بادشاہ کو قرض لینے کی عادت تھی۔ اور وہ بہت زیادہ فضول خرچ تھے۔ اور بادشاہ کے اثر
سے ان کی اولاد اور دلی کے ہندو مسلمان بھی فضول خرچ ہو گئے تھے۔ اور ہمیشہ ساہوکاروں
کے مقروض رہتے تھے۔

ایک بات یہ بھی ظاہر ہوتی ہے۔ کہ اس زمانہ کے بعض مسلمان بھی سودی لین دین کرتے
تھے۔ چنانچہ محبوب علی خاں خواجہ سرا کی سود خواری کا اس کتاب میں کئی جگہ ذکر آیا ہے۔

نذرانہ۔ اس کتاب کے پڑھنے والے بادشاہ پر یہ اعتراض کریں گے۔ کہ وہ بڑی بڑی
نذریں لے کر نوکریاں دیتے تھے۔ لیکن درحقیقت یہ نذریں نہ تھیں۔ بلکہ آجکل کی اصطلاح
میں ان کو زر ضمانت کہنا چاہیئے جس طرح آج کل اگر کسی کو ذمہ داری کے عہدہ پر مقرر کیا جاتا

ہے۔ تو ایک معقول رقم ضمانت کی اس سے جمع کرائی جاتی ہے۔ اور پھر وہ ضمانت اپنے موقع
پر ضمانت جمع کرنے والے کو واپس بھی دیدی جاتی ہے۔ اسی طرح اس روزنامچہ کے واقعات
سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بادشاہ بھی نذرانہ کی رقموں کو واپس کر دیا کرتے تھے۔ اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے
کہ بادشاہ سے بعض لوگ اپنے نذرانوں کو واپس لینے کی درخواستیں بھی کرتے رہتے تھے۔ اور
شہزادے بھی اپنے نوکروں سے یہ زر ضمانت نذرانہ کے نام سے وصول کیا کرتے تھے جس کا
اس روزنامچہ میں کئی جگہ ذکر آیا ہے۔

اطلاع:۔ اس روزنامچہ کے ناظرین کو یہ سن کر بہت خوشی ہوگی۔ کہ اس کتاب میں ۱۸۴۴ء
سے ۱۸۴۸ء تک کا روزنامچہ ہے۔ اور اس کے بعد نو برس کے روزنامچے نہیں ملتے۔ یعنی
۱۸۴۹ء سے لیکر ۱۸۵۷ء تک۔ مگر ابھی حال میں دہلی کے ایک شہزادے صاحب سے
مجھے ایک قلمی روزنامچہ ملا ہے۔ جو ۱۸۴۹ء کا ہے۔ جس کے اوراق بہت کرم خوردہ ہیں۔ یہ
بھی فارسی زبان میں ہے۔ اس کے آخری اوراق ضائع ہوگئے ہیں۔ اس لئے اس کتاب
میں نومبر ۱۸۴۹ء تک کے واقعات ہیں۔ میری تمام ناظرین سے درخواست ہے کہ وہ مہربانی
کرکے خیال رکھیں۔ کہ اگر ان کو ۱۸۵۰ء سے ۱۸۵۶ء یا ۱۸۵۷ء تک کے روزنامچے مل جائیں
تو مجھے مطلع کریں۔ یا خرید لیں۔ میں معقول قیمت دیکر ان کو لے سکتا ہوں۔

مجھے امید ہے۔ کہ ان چھ سات سال کے روزنامچوں میں ضرور ایسی باتیں ہوں گی
جن سے غدر ۱۸۵۷ء کے اصلی اور مخفی اسباب پر روشنی پڑ سکے گی۔

Hassan is a bogus man.

حسن نظامی۔ دہلوی

۱۷/ اگست ۱۹۳۵ء

بہادر شاہ کا دوسرا روزنامچہ

بابت سنہ ۱۸۴۹ء

دہلی کے شاہی خاندان سے قلمی فارسی زبان میں دستیاب ہو گیا ہے جس کا اردو ترجمہ اخبار منادی دہلی میں چھپ رہا ہے مکمل ہوتے ہی بصورت کتاب بہادر شاہ کے دوسرے روزنامچہ کے نام سے شائع کر دیا جائیگا۔

اور یہ تیرہواں حصہ تاریخ غدر کا ہوگا۔

شائقین اسکو اخبار منادی میں پڑھیں یا بصورت کتاب خریدیں

مینجر منادی دہلی

(مطبوعہ جامعہ پریس دہلی)